بسطر نامہ نگہ کن کہ داستان دل ماست
حدیث دل غم دل درد دل فغان دل ماست

إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا

الشعراء تلاميذ الرحمن

الحمد للہ والمنۃ کہ کلام معجز نظام بزبان اردو و فارسی یعنی دیوان فصاحت عنوان و بلاغت نشان

المسمّٰی

# سوز بیدل

پیام دل از تپش غریب سخن فضل ہر چیز ارباب ذوق سخن و آفرین

من تصنیف منیف شاعر عذب البیان رطب اللسان ستودہ سخنوران زمان منشی شیخ محمد داد خان

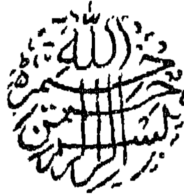
المتخلص بیدل قریشی پشاوری چشتی نظامی میروی تلمیذ رشید امیر الکلام حسان الہند

فخر دار العلوم سہارنپور مولانا داد الہی محمد خان فاخر صاحب مغفور

بحسن اہتمام جناب غلام حسین صاحب منیجر فضل الٰہی الیکٹرک پریس پشاور طبع شد







| | |
|---|---|
| للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست | آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید |

# سبب تدوین دیوان

حمد و ثنا اس ذات قدسی صفات کی کہ جس نے عالم کائنات میں انسان کو قوت بیانی اور طلاقت لسانی سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ اور نزول رحمت ہو جناب سید المرسلین خاتم النبیینؐ پر کہ جس نے کلام الٰہی کی فصاحت سے فصحائے بنی عدنان کو ششدر بنایا اور اپنی بلاغت و براعت سے بلغائے بنی قحطان کو حیران کر دیا۔ اور ان کے آل اطہار و اصحاب کبار پر بھی۔ اسکے بعد ہیچمدان خوشہ چین سخنوراں شیخ محمد ولاور متخلص بہ بیدل حال پشاوری مہاجری ابن شیخ عبد القادر صاحب ابن شیخ مخدوم بخش صاحب ابن شیخ ظفر صاحب قریشی سہارنپوری چشتی نظامی میروی ارباب علم و فن قدردانان شعر و سخن کی خدمت بابرکت میں عرض کرتا ہے کہ ایام طفولیت سے اس ناچیز کو شعر و شاعری کا بیحد شوق و ذوق رہا آخر اتفاق سے امیر الکلام حسان الہند ادیب شاعر ادیب مولینا ولایت خان صاحب متخلص بہ غریب مرحوم و مغفور فخر العلوم سہارنپوری کے شرف تلمذ کے باعث انکے چشمۂ فیض سے میری پیاس بجھی یعنی فن سخن طرازی کی تکمیل ہوئی اور اپنے دیوان موسومہ سوز بیدل بزبان اردو و فارسی کو ترتیب دیکر مشاہیر علمائے عصر اور شعرائے دہر کے حضور میں پیش کیا جنہوں نے بلحاظ علم دوستی و ہنرپسندی کے میری قدردانی و حوصلہ افزائی فرمائی۔ اور اسے قابل قدر تقریظوں اور تاریخوں سے چار چاند لگا دئے جنکا میں فرداً فرداً دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور مرنے کے بعد بوجہ نہ ہونے اولاد نرینہ اپنی زندہ یادگار چھوڑتا ہوں۔ والسلام خیر ختام۔ (شعر)

| | |
|---|---|
| رہنا سخن سے خوش قیامت تلک ہے نام | اولاد سے تو ہے یہی دو پشت چار پشت |

راقم آثم۔ بیدل پشاوری

# حمد باری تعالیٰ



تری حمد ہے فرض میری زباں کا
کہ خالق تو ہی ہے زمین و زماں کا

ترا حکم جاری ہے کون و مکاں میں
تو ہی حکمراں ہے یہاں کا وہاں کا

فلک سر جھکائے ہوئے کہہ رہا ہے
کہ واجب ہے سجدہ ترے آستاں کا

خدائی میں یا رب خدائی ہے تیری
تو ہی مالک الملک کون و مکاں کا

زمیں کو کیا تو نے پانی پہ قائم
ہوا پر رہا سائباں آسماں کا

تنِ مردہ میں روح تو ڈالتا ہے
تو ہی لینے والا ہے زندوں کی جاں کا

ترا نام لینے سے عزت زباں کو
ترے ذکر سے بول بالا بیاں کا

خطائیں مری بخش غفار ہے تو
کہ کھٹکا نہ باقی رہے کچھ وہاں کا

دمِ مرگ نام آئے تیرا زباں پر!
کہ یہ وقت بیدلؔ کے ہے امتحاں کا

# نعت جناب سید المرسلین خاتم النبیین

جلوہ گر دنیا میں جب روئے پیمبر ہو گیا
کفر کی ظلمت مٹی عالم منور ہو گیا

جب سے دیکھا ہے جمالِ پاک مضطر ہو گیا
دل کو سودائے سرِ زلفِ پیمبر ہو گیا

دیکھ کر روئے پیمبر اسقدر حیرت ہوئی
شش جہت میں جس نے دیکھا مجھکو ششدر ہو گیا

راہِ طیبہ میں سمندِ شوق مجھ کو لے اڑا
میں بگولا بن گیا میں بادِ صرصر ہو گیا

آج پھیلی ہے جہاں میں مشک کی بو ہر طرف
وا نبی کا عقدۂ زلفِ معنبر ہو گیا

اب گنہگارانِ اُمت کیلئے کچھ غم نہیں
آپکے تاجِ شفاعت زینتِ سر ہو گیا

تھا پسینے میں رسول اللہ کے ایسا اثر
جو گرا قطرہ وہی تخمِ گلِ تر ہو گیا

چھو دیا اعجاز کی انگلی سے جب ظرفِ وضو
نہر جاری ہو گئی سیراب لشکر ہو گیا

کیوں نہ مقبول دو عالم ہو نزارِ بیدل کلام
سرورِ کونین کا تو مدح گستر ہو گیا

## منقبت چار یارانِ محمد!

چمن ہے باغِ رضواں چار یارانِ محمد کا
یہ گلشن گلفشاں ہے چار یارانِ محمد کا

تعلق ہائے دنیا سے رہے آزاد دنیا میں
نہ دیکھا دل پریشاں چار یارانِ محمد کا

نہ چھوٹے راہ سیدھی جنت الفردوس کی ہرگز
رہے پیرو جو انساں چار یارانِ محمد کا

مہ و خورشید کے جلوہ کو آنکھوں سے گراتا ہے
چراغِ روشن تاباں چار یارانِ محمد کا

گئے فردوس کو جب تک رہے اسلام پر قائم
بڑا پکا تھا ایماں چار یارانِ محمد کا

چمن میں عندلیبوں تک ترانہ سنج مدحت ہیں
زمانہ ہے ثناخواں چار یارانِ محمد کا

جہاں میں چار سو پھیلا دیا دینِ محمد کو
یہ ہے کارِ نمایاں چار یارانِ محمد کا

قدمبوسِ محمد ہو کے ایسے مرتبے پائے
فلک ہے پائے بوساں چار یارانِ محمد کا

گلوں کو چھوڑ کر ان کی طرف مائل ہوئی بلبل
جو دیکھا روئے خنداں چار یارانِ محمد کا

کروگے کس زباں سے تم صفت چاروں کی اے بیدل
کہ ہے مدحِ قرآں چار یارانِ محمدؐ کا

## غزل

خوبرویوں کا تڑپ کر دل سے مائل ہو گیا
اب ہمارا قابلِ دردِ جگر دل ہو گیا

اب لحد میں پاؤں پھیلائے ہوئے سوتے ہیں ہم
مدعائے زندگانی مر کے حاصل ہو گیا

اس قدر الجھا گرہ پہ اور گرہیں پڑ گئیں
عقدۂ دل کھولنے سے سخت مشکل ہو گیا

اس کی کچھ بھی قدر بازارِ محبت میں نہیں
اس قدر بے آب متاعِ ناروا دل ہو گیا

بزم روشن ہو گئی جبوقت نوائے شعر د
شمع کی مانند رونق بخش محفل ہو گیا

فصلِ گل آتے ہی گلشن میں ہزاروں گل کھلے
باغ میں چاروں طرف شورِ عنادل ہو گیا

معبدِ شیخ و برہمن ماسوا اس کے نہیں
دیر بھی دل ہو گیا کعبہ بھی دل ہو گیا

مر گیا انساں سر پر آ گیا جب وقت موت
یہ سفینہ عمر کا آ کر قریبِ ساحل ہو گیا

طے طریقِ عشق کا کرتا ہوا مجھ کو وبال — ضعف میں پاؤں اٹھانا لاکھ منزل ہو گیا

کچھ یقیں آیا نہ کافر کو مری تحریر پر — خط جو لکھا اس کو وہ تحریر باطل ہو گیا

اب مرے آغوش میں دل کا نشاں تک بھی نہیں
دل بتوں کو دے دیا دل دے کے بیدل ہو گیا

قدرتِ اللہ نے دنیا میں کیا کیا کر دیا — ایک حرفِ کُن سے دو عالم کو پیدا کر دیا

حسن کے صدقے تری دنیا میں شہرت ہو گئی — عشق کے قرباں مجھے عالم میں رسوا کر دیا

بے حجابانہ دکھا کر روئے روشن اک نظر — تو نے اے جانِ جہاں عالم کو شیدا کر دیا

دید کے قابل ہیں حسن و عشق کی نیرنگیاں — لیلیٰ کو مجنوں کیا مجنوں کو لیلیٰ کر دیا

عالمِ مستی میں مجھ پر سرِ مخفی کھل گئے — آج ساقی نے مجھے قطرے سے دریا کر دیا

مجھ سے وعدہ کر کے وہ غیروں کے مہماں ہو گئے — خونِ حسرت کر دیا خونِ تمنا کر دیا

جب چلا اٹھکھیلیوں کی چال وہ محشر خرام — فتنہ برپا کر دیا اک حشر پیدا کر دیا

دیکھنے آتی ہے خلقت چار جانب سے مجھے — اس تماشا گاہِ عالم میں تماشا کر دیا

سحر بھی ہے اس ستم ایجاد میں اعجاز بھی — جس کو مارا جان سے قم کہہ کے زندہ کر دیا

بحرِ خوں آنکھوں سے میرے سیکڑوں جاری ہوئے — جوشِ گریہ نے ہر اک آنسو کو دریا کر دیا

خواجہ احمد کے تصدق جس نے اے بیدل مجھے
دانے سے خرمن کیا قطرے سے دریا کر دیا

آغوش میں مدت سے وہ دلبر نہیں آیا — آرام مرے دل کو گھڑی بھر نہیں آیا

یہ شوق شہادت نے کیا تھا مجھے بیتاب
کب سر کو جھکائے تہِ خنجر نہیں آیا

کیا پوچھتا ہے حال مرا ناصحِ مشفق
دلبر میں نہیں ہے کہ وہ دلبر نہیں آیا

اے شمع تری آگ میں جل بجھ کے ہوا خاک
پروانہ تری بزم سے پھر کر نہیں آیا

قسمت نے ڈبویا کہیں ایسا کہ دوبارہ
اختر مرے طالع کا فلک پر نہیں آیا

لب تر نہ ہوئے قطرۂ مے سے مرے ساقی
آنکھوں کے بھی آگے کبھی ساغر نہیں آیا

جیسا کہ طلبگار شہادت ہے یہ بیدل
ایسا کوئی مقتل میں دلاور نہیں آیا

آرزوِ دل کی بر آتی تو نہ مضطر ہوتا
سر مرا کاش تہِ تیغِ ستمگر ہوتا

میں تڑپتا نہ ذرا اور نہ مضطر ہوتا
مری آغوشِ تصور میں جو دلبر ہوتا

درِ دولت کی اگر مجھکو گدائی ملتی
مری نظروں میں کہ دارا نہ سکندر ہوتا

تیغِ ابرو سے جو کرتا مجھے بسمل قاتل
خنجرِ رشک سے کوئی بھی نہ جاں بر ہوتا

اس کو رہتا نہ کچھ ارمان قدمبوسی کا
دل جو پامال کفِ پائے ستمگر ہوتا

دیکھ لیتا جو سرِ بام تری صورت کو
جلوہ افروز نہ خورشید فلک پر ہوتا

جستجو میں تری آوارہ نہ پھرتا در در
خواب میں بھی جو ترا وصل میسّر ہوتا

آسماں مستعدِ جور جو ہوتا مجھ پر
وہ ستمگار سوئے چرخِ ستمگر ہوتا

تلخیِ مرگ کبھی شربت کا مزہ دیجاتی
مرتے دم سامنے آنکھوں کے جو دلبر ہوتا

سخت جانی کی شکایت نہ میں کرتا بیدل
تن مرا جو ترے دروازہ کا پتھر ہوتا

رحم آتا تجھے کچھ حال زبوں پر میرے
سنگدل تو نہ اگر او بت کافر ہوتا

رنگ لاتا جو پریشانی بلبل کا اثر
گل کا ایک ایک ورق باغ میں اک تیر ہوتا

چومتے چومنے والے اسے سر آنکھوں سے
سنگ اسود در دولت کا جو پتھر ہوتا

سرفروشوں کا ہے مجمع ترے دروازہ پر
کاش اس وقت ترے ہاتھ میں خنجر ہوتا

پہلوئے غیر میں ہوتا نہ جو دلبر میرا
بیدل زار نہ اس طرح میں مضطر ہوتا

# ب

آتش گل نے جلایا آشیان عندلیب
آگ برساتی ہے گلشن میں فغان عندلیب

باغ میں رہتا کوئی دن آشیانِ عندلیب
باغباں ہوتا اگر کچھ مہربانِ عندلیب

خون کے اشکوں سے دامن سب گلوں کے سرخ ہیں
اسقدر روتی ہے چشم خونفشانِ عندلیب

درد ہوتا دل میں بلبل کے تو کچھ ہوتا اثر
داستاں بے اثر ہے داستانِ عندلیب

جا کے گلشن میں یہ کیا صیاد تو نے کر دیا
ڈھونڈھنے پر بھی نہیں ملتا نشان عندلیب

موسم گل میں کیا صیاد جو قید قفس
تو نے لینا تو نہیں ہے امتحان عندلیب

چاک کر ڈالے گلستاں میں گلوں نے پیرہن
سن لیا کیا آج کچھ راز نہانِ عندلیب

لائیگا تاب سماعت کس کا دل کس کا جگر
داستانِ درد و غم ہے داستان عندلیب

اسقدر دلچسپ ہے بیدل ترے اشعار میں
کوئی بھی سنتا نہیں ایسی داستان عندلیب

اس قدر ہے مجھے اے دل ہوس جام شراب
میکدہ میں تو بنا ہے مگس جام شراب

تجھکو حاصل نہیں جب دسترس جام شراب
ہے عبث تیری پھر اے دل ہوس جام شراب

توڑ دیتے ہیں یہ آپی کے پس مینوشی
کون ہے بزم میں فریاد رس جام شراب

بادہ خواروں کا برا حال ہے میخانے میں
جان دینے کو ہیں تیار پس جام شراب

رند مشرب ہوں کسی کا بھی نہیں ڈر ساقی
اور دے بھر کے نہ کر پیش و پس جام شراب

میکدے کی مرے دل کو ہے ہر اک چیز عزیز
گل و ریحاں ہیں مجھے خار و خس جام شراب

ڈال دے مست نگہ اپنی جو اس پر ساقی
دل میں زاہد کے ہو پیدا ہوس جام شراب

اور بڑھتی ہے مری تشنہ لبی مے پیکر
دل سے جاتی نہیں ساقی ہوس جام شراب

رہتے ہیں دور میں ساقی کے شرابی بیدار
سونے دیتا نہیں دم بھر عسس جام شراب

مے پلا کر کوئی بوسہ بھی عطا ہو ساقی
نقل کی رسم نہ ہو ترک پس جام شراب

مست ساقی جو کرے آنکھ دکھا کے بیدل
نہ رہے ہوش بھی کیسی ہوس جام شراب

پ

راہ دیکھی رات بھر آئے نہ اپنے گھر سے آپ
کیا سنائیں درد دل پوچھیں دل مضطر سے آپ

کس قدر شوق شہادت ہے ہمیں قاتل نہ پوچھ
خود گلے ملتے ہیں اٹھ اٹھ کر ترے خنجر سے آپ

قتل بھی کر لگے رفتار سے پامال بھی
اب تو چل نکلے زیادہ اپنے بھی خنجر سے آپ

درد فرقت کے سبب آنکھوں میں نیند آتی نہیں
پوچھ لیجے حال بیداری مہ و اختر سے آپ

اے بتان سنگدل کا عشق بھاری ہو گیا
پھوڑ لینگے اپنے سر کو ایک دن پتھر سے آپ

اب تو دنیا میں چلائے جائیے تیغِ ستم
حشر کے دن کیا کہیں گے داورِ محشر سے آپ

ساقیٔ کوثر سے یہ کہدونگا میں تشنہ دہن
دیجیے اک جام بھر کر بادۂ احمر سے آپ

اب مریضِ عشق میں اتنی سکت باقی نہیں
یہ نقاہت ہے کہ اُٹھ سکتا نہیں بستر سے آپ

کس غضب کی ہے عقیدت آستانِ یار سے
حضرتِ بیدلؔ کا سر اُٹھتا نہیں اس در سے آپ

سب سے پوشیدہ کب ملیں گے آپ
خواب میں وقتِ شب ملیں گے آپ

جاؤ خود جا کے اُن کو لے آؤ
حضرتِ دل وہ کب ملیں گے آپ

اور رہ جائیے یہاں دو روز
پھر خدا جانے کب ملیں گے آپ

جیتے جی جو یہاں نہیں ملتے
قبر میں جا کے سب ملیں گے آپ

کیا لکھیں خط میں مدعا دل کا
عرض کردینگے جب ملیں گے آپ

گاہے ماہے ادھر کرم ہوگا
غیر سے روز و شب ملیں گے آپ

کششِ دل کا جب اثر ہوگا
آ کے خود بے طلب ملیں گے آپ

دل میں الفت جو ہوگی بیدلؔ سے
بے غرض بے سبب ملیں گے آپ

## ت

ہم روزِ ازل سے ہوئے بیمارِ محبت
جائیگا ابتک نہ یہ آزارِ محبت

آزاد ہے وہ جو ہے گرفتار محبت — بیمار ہے وہ جو نہیں بیمار محبت
اے ساقیٔ میخانۂ وحدت ترے قرباں — تو کرتا ہے اک گھونٹ سے سرشار محبت
سب بندۂ دوکاں ہیں کوئی بھی نہیں ہے — بازار محبت میں خریدار محبت
اے ناصح ناداں ہمیں معذور سمجھتا — ہوتا تو اگر واقف اسرار محبت
ہر چند چھپائے نہ چھپے راز محبت — چہرے سے نمایاں ہوئے آثار محبت
لینے قدم آتے ہیں مرے کوہکن و قیس — پھرتا ہوں جو طے وادی و کہسار محبت
وعدے سے کبھی ہم نہ پھرے ہیں نہ پھریں گے — جب کر چکے میثاق میں اقرار محبت

دم بیدل شیدا کا نکل جانے کو ہے آج
بیچارہ کئی دن سے تھا بیمار محبت

آئی جو نظر گیسوئے خمدار کی صورت — دل پھنس ہی گیا مرغ گرفتار کی صورت
ہے موسم گل باغ میں یہ بند قفس میں — بلبل کو دکھاوے کوئی گلزار کی صورت
آنکھوں سے بہایا ہے بہت خون جگر میں — یاد آگئی جب اس گل بیخار کی صورت
تو آ مرے جینے کو یہ کہتے ہیں اطبا — اچھی نظر آتی نہیں بیمار کی صورت
وہ زلف الٰہی کوئی ناگن تو نہیں ہے — ڈستی ہے مرے دل کو سیہ مار کی صورت
بازار محبت کی کچھ ایسی ہوئی حالت — آتی نہیں نظروں میں خریدار کی صورت

بیدل کی تمنا ہے دم نزع الٰہی!
ہو پیش نظر سید ابرار کی صورت

## ٹ

کب اکیلی جگر پہ آئی چوٹ — درد بھی ساتھ اپنے لائی چوٹ
غم نے دل پر بُری لگائی چوٹ — عمر بھر بھی نہ ایسی کھائی چوٹ
میں نے دل کی بہت دبائی چوٹ — نہ دبی کچھ اُدھر ہی آئی چوٹ
چوٹ کھائی ہوئی طبیعت تھی — مر گیا جب سے اُسکی کھائی چوٹ
جنکے دل ہیں دُکھے ہوئے ان کو — رنج پہنچاتی ہے پرائی چوٹ
مر گیا سر کو پھوڑ کر فرہاد — کوہ پر تیشہ کی اُٹھائی چوٹ
اور پتھر اُٹھا کے مار دیا — میں نے اس بت کو جب کھائی چوٹ

اب تو بیدل ترا خدا حافظ
تو نے عشقِ بتاں کی کھائی چوٹ

## ث

جب کان گل کے بند ہیں گانا ترا عبث — اے عندلیب تو ہوئی نغمہ سرا عبث
اے چارہ گر خیال سنا ہے ترا عبث — بیمار عشق کو نہ دوائیں پلا عبث
لائیگا رنگ خونِ شہیدانِ عشق کا — تم ہاتھوں پاؤں میں نہ لگانا حنا عبث
جور و جفا کرو نہ وفا سے پھرو لگا میں — اے بیوفا یہ جور عبث ہے جفا عبث

ہائے کبھی نہ دل سے سنا ماجرائے دل
میں نے اگر کہا بھی تو سنکر کہا عبث

ہوتے نہیں کسی کے حسیں آشنا کبھی
اے دل تجھے ہے ان سے امید وفا عبث

بیکار کوئی چیز جہاں میں نہیں نہیں
پیدا کیا ہوا نہیں اللہ کا عبث

کیا توڑتے نہیں ہو ستم پر ستم نئے
پھر کہتے ہو یہ شکوہ عبث ہے گلا عبث

تقصیر کیا مری ہے مرا کیا قصور ہے
ظالم ہوا ہے مجھ سے خفا بے خطا عبث

پہلے ہی مر مٹا ہوں کسی کی ادا سے میں
تکلیف کر نہ میرے لئے اے قضا عبث

بیدلؔ گیا شباب ہوا پھر آنکھ کھول
بے یاد حق نہ اب تو کوئی دم گنوا عبث

## ج

غیر کے گھر وہ میہماں ہے آج
اے اجل تو بھی آ کہاں ہے آج

دل زاہد میں بھی فتور آیا
مائل سجدۂ بتاں ہے آج

تیغ کہتی ہے اس کی مقتل میں
دوست دشمن کا امتحاں ہے آج

کیا زمانہ بدل گیا یا رب
وہ زمیں ہے نہ آسماں ہے آج

موت اس زندگی سے بہتر ہے
میں یہاں اور تو وہاں ہے آج

دونوں ہاتھوں سے تھام لو دل کو
با اثر کچھ مری فغاں ہے آج

مرگئے نام پر جو مرتے تھے
قبر بھی ان کی بے نشاں ہے آج

کل نہ تھی تجھ کو بدظنی اے دل
کس لئے اس سے بدگماں ہے آج

ہاں پشاور سے تا دکن بیدل
تو ہی خوش گو ہے خوش بیاں ہے آج

| | |
|---|---|
| ہر ایک کی جدا ہے طبیعت جدا مزاج | ملتا نہیں کسی سے کسی شخص کا مزاج |
| تم ہو بغل میں غیر کی وہ ہمکنار عیش | اب پوچھتے ہو میری طبیعت کا کیا مزاج |
| پوچھا اگر مزاج تو اس شوخ نے کہا | کیا دل میں آ گئی کہ جو پوچھا مرا مزاج |
| بوسہ کا نام سنتے ہی بدلی ہیں چتونیں | کیونکر بنے گا کام کہ بگڑا ترا مزاج |
| دنیا سے تو الگ ہے طبیعت تری الگ | ہے چلبلا تو اور ترا چلبلا مزاج |
| اے بت ترے غرور کی کچھ انتہا نہیں | لیتا نہیں سلام بھی اللہ ترا مزاج |
| سودا ہوا ہے جب سے ترے زلف کا مجھے | آشفتہ اور بھی مرے دل کا ہوا مزاج |
| دن کاٹتے ہیں عشق میں کاٹینگے اے ندیم | اچھا ہے یا ہے ان کا نہایت برا مزاج |

اس رشک مہر و ماہ سے تو ہمکنار ہے
بیدل نہ کیوں ہو آج فلک پر ترا مزاج

## چ

| | |
|---|---|
| ہنگام گفتگو وہ ملاتے ہیں جھوٹ سچ | ہم کو الگ الگ نظر آتے ہیں جھوٹ سچ |
| سچ سچ ہے جھوٹ جھوٹ ہے شک اسمیں کچھ نہیں | تفریق کر کے ان کو دکھاتے ہیں جھوٹ سچ |
| کرتے ہیں وعدہ وصل کا کرتے نہیں وفا | وہ روز روز باتیں بناتے ہیں جھوٹ سچ |

حوروں کا شیفتہ ہوں نہ پریوں کا شیفتہ
بے پر کی عام لوگ اڑاتے ہیں جھوٹ ہیچ

کہنے کا دشمنوں کے نہ کیجے ذرا خیال
میری طرف سے جا کے لگاتے ہیں جھوٹ ہیچ

ان کی جفا و جور سے روٹھا ہے دل مرا
روٹھے ہوئے کو آپ مناتے ہیں جھوٹ ہیچ

بیدل بقول حضرت عاشق یہ خوبرو
آنکھیں رقیب کو بھی دکھاتے ہیں جھوٹ ہیچ

ہاتھ مجھ سے نہ اے ستمگر کھینچ
قتل کرنے کو تیغ سر پر کھینچ

ٹوٹ جائے نہ تیغ اے قاتل
سخت جاں ہوں ذرا سمجھ کر کھینچ

آفت جاں ہے دولت و زر و سیم
ہاتھ ان سے تو اے تونگر کھینچ

خوب کھینچی ہے تو نے اے بہزاد
اس کی تصویر اس سے بہتر کھینچ

دست نازک کہیں نہ دکھ جائے
اس قدر زور سے نہ خنجر کھینچ

کر تصور کسی کی صورت کا
دل میں تصویر مہر انور کھینچ

سوچ تو کس مقام سے بیدل
تجھ کو لایا ترا مقدر کھینچ

## ح

الفت میں اسکی چھوڑ دوں اے دل یہ دی صلاح
یہ خوب مشورہ نہیں یہ ہے بری صلاح

بزم رقیب میں مجھے جانے کی دی صلاح
اچھی نہیں ہے اے دل ناداں تری صلاح

جینا مجھے محال ہوا ہجر یار میں
مرنے کی دی صلاح کسی نے جو لی صلاح

اے دل نہ اسکی زلف گرہ گیر میں تو پھنس
اس میں تری فلاح ہے اسمیں تری صلاح

گو مشورہ برا نہیں تیرا کوئی ندیم
عاشق ہوں عشق میں نہیں لیتا تری صلاح

کیا کیا تڑپ تڑپ کے گذاری شب فراق
اے زندگی نہ کیوں مجھے مرنے کی دی صلاح

کیونکر نبھیگی اس بت کافر کے عشق میں
دل کی تو دوسری ہے تری دوسری صلاح

تجھسے لپٹ پڑونگا سڑی آدمی ہوں میں
اے پند گو جو ترک محبت کی دی صلاح

بیدل وہ کر کہ نیک ہو جس کام کا اخیر
دیتے ہیں دینے والے تو اچھی بری صلاح

کبھی تو چاہیئے ہونا ستم کرم کی طرح
نہیں بدلتی ستمگر تری ستم کی طرح

کیا نہ وصل کا وعدہ کبھی وفا تو نے
ترا تو قول بھی بدلا تری قسم کی طرح

طرح ہی دیتے رہے ہو وصال سے پیہم
کبھی کرم نہ کیا صاحب کرم کی طرح

وفا سے میں نہ پھرونگا جفا کئے جاؤ
نکالو اور نئی سے نئی ستم کی طرح

چلو طریق محبت میں کرکے سر کو قلم
کہ راہ عشق کی ہوتی ہے طے قلم کی طرح

رہو خمیدہ تواضع سے صورت شمشیر
نہ سر اٹھاؤ جہاں میں کہیں علم کی طرح

بتوں کے عشق سے چکر میں آگیا ایساں
طواف دیر کا بیدل کیا حرم کی طرح

## خ

ہوا اتنا بت عیار گستاخ
کہ کہتا ہے مجھے ہر بار گستاخ

نہیں تو بے سبب اے یار گستاخ
طبیعت سے ہوا ناچار گستاخ

اثر ہے یہ تری صحبت کا اے شوخ
ہوا دربار کا دربار گستاخ

یہی تو نے ادب سیکھا ہے شاید
کہ ہے ہر فعل گفتار گستاخ

تری محفل ہے گستاخوں کی محفل
یہاں ہے مجمع اغیار گستاخ

مگر جب کہا پھر کب ملوگے
کہا مجھ سے نہ کر تکرار گستاخ

نشیلی آنکھ میں شوخی نہ ہو کیوں
ہوا کرتے ہیں سب میخوار گستاخ

لئے بیٹھے ہیں پہلو میں گلوں کو
چمن کی بلبلو ہیں خار گستاخ

شرارت اس قدر اچھی نہیں ہے
کہے گا ہر کوئی اے یار گستاخ

شرارت آنکھ نے کی لب رہے بند
مسیحا تو ہیں چپ بیمار گستاخ

زباں دل کی طرح بیدل رہے چپ
نہ ہونے پائے یہ زنہار گستاخ

ترے ناز و ادا ہیں دلربا شوخ
حسینوں میں ہے تو بے انتہا شوخ

تری رگ رگ میں شوخی ہے بلا کی
کہوں کیونکر نہ تجھ کو برملا شوخ

لڑکپن میں کہاں یہ شوخیاں تھیں
تو آتے ہی جوانی کے ہوا شوخ

ٹھہرتا ہی نہیں دم بھر بغل میں
ملا معشوق ایسا چلبلا شوخ

نہ آئی شرم ان کو شوخیوں پر
بگڑ بیٹھے جو میں نے کہدیا شوخ

چمن میں چومتی ہے منہ گلوں کا — ہوئی ہے اس قدر باد صبا شوخ
پری میں شوخیاں ہوتی ہیں لیکن — نہیں دیکھے کوئی تجھ سے سوا شوخ
مرے دل کا لہو کچھ مل گیا ہے — ہوا ہے اور بھی رنگ حنا شوخ
ترے ہر شعر میں شوخی بھری ہے — طبیعت ہے تری بیدلؔ بلا شوخ

## و

تو پلا ساقی مجھے پیمانہ پیمانے کے بعد — دوسرا بھی کھول دے میخانہ میخانے کے بعد
آگ میں اس شمع کے آتا ہے کس کس شوق سے — جان دینے کیلئے پروانہ پروانے کے بعد
ایک فقط میں ہی نہیں دیوانۂ حسن پری — مجھکو آتا ہے نظر دیوانہ دیوانے کے بعد
ہم بلانوشوں کی سیری کب ہو اک پیمانے سے — ساقیٔ میخانہ دے پیمانہ پیمانے کے بعد
دیکھنے کو شمع کے آیا تھا جلکر مر گیا — رہ گئی خاکستر پروانہ پروانے کے بعد
ایک گھر کافی ہے اس عمر دوزہ کے لئے — تم بناتے ہو عبث کاشانہ کاشانے کے بعد

چشم ساقی دیکھکر بیدلؔ ہوئے بدمست ہم
ہم نے دیکھا یہ عجب میخانہ میخانے کے بعد

کی ہے ہم نے سیر جنت کی تری مجلس کے بعد — خوشنما ہے وہ بھی لیکن خوشنما ہے اسکے بعد
اک فقط نرگس نہیں ہے آپ کی مشتاق دید — دوسری ہے آنکھ میری بھی گل نرگس کے بعد
کر دیا شوق شہادت نے مجھے بے اختیار — قتل کی باری مری آئیگی قاتل کس کے بعد
اہل دنیا سے کوئی اتنا کہے بیکل ہو کیوں — خاک وہ کوشش نتیجہ کچھ نہ نکلے جسکے بعد

تیری یہ نقطہ نوازی ہے یہ ذرہ پروری
سوئے منعم آنکھ اٹھتی ہے مگر مفلس کے بعد

تھم گئے ہوش و حواس و صبر و دل رخصت ہوئے
میں اکیلا رہ گیا ایسی بھری مجلس کے بعد

قتل کر دو قتل کرنا ہی اگر منظور ہے
مجھ سے تو اتنا کہو پھر کیا کروگے اسکے بعد

اسکے اٹھتے اٹھ گئے یک لخت اہلِ انجمن
بزم برہم ہو گئی اس رونقِ مجلس کے بعد

خواجہ احمد جب ملے بیدلؔ مجھے سب کچھ ملا
صاحبِ دل ہو گیا آخر دلِ بے حس کے بعد

مرے دل میں ہے آرزوئے محمدؐ
مرے سر میں ہے جستجوئے محمدؐ

ریاضِ جہاں میں نہیں نگہت ایسی
جو ہے بوئے گلزار کوئے محمدؐ

سنو گوش دل سے حدیثیں نبی کی
شکر ریز ہے گفتگوئے محمدؐ

نہیں بادشاہوں کو خاطر میں لاتا
گدائے گدایان کوئے محمدؐ

دماغوں میں بو مشک کی بس رہی ہے
صبا لائی ہے بوئے موئے محمدؐ

مسلمان شیدا ہیں کفار قائل
یہ خلقِ حسن ہے یہ خوئے محمدؐ

نظر اس میں آتی ہے صورت خدا کی
خدا کا ہے آئینہ روئے محمدؐ

یہ ہے عطر مجموعہ وہ عطر گل ہے
کہاں بوئے گل اور بوئے محمدؐ

جو رونق ہے اس میں وہ اس میں کہاں ہے
ہے وہ باغ جنت یہ کوئے محمدؐ

انھیں سونگھ کر جنتی مست ہونگے
بہشتی گلوں میں ہے بوئے محمدؐ

مرا دل نہیں مائل غیر بیدلؔ
نظر اپنی ہر دم ہے سوئے محمدؐ

## ف

نامہ بر سچ تو بتا لے کے گیا تھا کاغذ
اس نے دیکھا ہے اسے یا نہیں دیکھا کاغذ

اس کو لکھتا ہے تو کیا یہ دلِ شیدا کاغذ
جو کبھی لکھ کے نہیں بھیجتا اتنا کاغذ

لیتے ہی خط مرا قاصد سے کیا ٹکڑے ٹکڑے
اور جھنجھلا کے کہا اب کے تو لانا کاغذ

تری تصویر کا نقشہ بھی جو خط میں ہوتا
کبھی آنکھوں سے کبھی دل سے لگاتا کاغذ

اسقدر ان کو خطِ شوق لکھے ہیں میں نے
دفترِ عشق میں ملتا نہیں سادا کاغذ

حالتِ سوزِ جگر کرتا جو اس پر تحریر
دمِ تحریر مرے ہاتھ میں جلتا کاغذ

خط میں لکھتا جو میں بیتابئ دل کا مضموں
ہاتھ سے چھوٹ کے بیساختہ اڑتا کاغذ

کوئی پیغام زبانی بھی نہیں بھیجا ہے
کوئی آیا نہیں مدت سے تمہارا کاغذ

عمر گذری ہے معاصی میں ہماری بیدل
ہو گیا نامۂ اعمال کا کالا کاغذ

## ر

ہوا استوار جسم خیمۂ عرشِ بریں بنکر
محمد مصطفیٰ تشریف لائے شاہِ دیں بنکر

نظر آتا ہے جب فرشِ زمیں پر نقشِ پا انکا
سراپا عضو سجدہ ریز ہوتا ہے جبیں بنکر

اگر تعریف کرتا ہوں میں دندانِ مبارک کی
سخن منہ سے نکلتا ہے مرے دُرِّ ثمیں بنکر

محمد نے حلاوت پائی ہے الفقر فخری کی
رہے ہیں چاشنی گیر لبِ نانِ جویں بنکر

کرے کیا وصف کوئی آپ کی شیریں کلامی کا | زباں سے بات جو نکلی وہ نکلی انگبیں بنکر
بجا ڈنکا جہاں میں جا بجا ان کی ہدایت کا | کوئی ایسا نہیں آیا ہے خضر رہ دیں بنکر

محمد مصطفیٰ کی کیا کرے بیدل صفت کوئی
ہوئے اول وہ پیدا آئے ختم المرسلیں بنکر

اٹھائے رنج لاکھوں عاشق روئے حسیں بنکر | رہے فرقت میں برسوں خستہ و زار و حزیں بنکر
نگاہوں سے رہے پنہاں مرے دل کے مکیں بنکر | نہ آئے سامنے آنکھوں کے تم پردہ نشیں بنکر
جدھر جاتے ہو تم کو چاہنے والے لپٹتے ہیں | غضب میں پڑ گئے تم تو پری بنکر حسیں بنکر
اگر قسمت سے ہوں بھی ہے عہد وصل پر قائم | نکلتی ہے زبان یار سے ہاں بھی نہیں بنکر
تمہارے رشتۂ روشن کا ہے نقش مری آنکھوں میں | تمہارا نام دل پر کھد گیا نقش نگیں بنکر
نزاکت چاہنے والوں کو چھونے بھی نہیں دیتی | ہزاروں آفتوں سے بچ گئے تم نازنیں بنکر
کیا خاموش مجھکو نالہ و فریاد و افغاں سے | تصور میں جب آئی تیری آنکھیں سرمگیں بنکر
دم غیظ و غضب ظالم جو پیشانی میں بل آیا | نمایاں ہو گیا غصہ ترا چین جبیں بنکر
بتوں کے عشق زلف و رخ نے دکھلائے عجب ہیں | ہزاروں فتنے برپا کر دئے ہیں کفر و دیں بنکر
تڑپ جاتے ہیں عاشق دیکھتے ہیں جب نگاہ انکا | کسی کے سامنے آتے ہیں جب یہ مہ جبیں بنکر

عبث شکوا ہے ان سنگیں دلوں کا تجھکو اے بیدل
یہ بیٹھے ہیں سب سے دشمن ایمان و دیں بنکر

نگاہیں دل میں چبھتی ہیں تری نوک سناں ہوکر | لہو آنکھوں سے آتا ہے مری اشک رواں ہوکر

ہزاروں کر دئے آثار پیدا بے نشاں ہوکر
کیا ہر گھر کو گھر اپنا مکین لامکاں ہوکر

غضب میں ہوں زمین و آسماں کا رازداں ہوکر
خموشی میں گزرتی ہے نواسنج فغاں ہوکر

ہمارے چاند نے کر دی بسر شب برج عقرب میں
رہا وہ غیرت ماہ غیر کے گھر میہماں ہوکر

کبھی دروازہ تک آکر دکھا جاؤ جمال اپنا
تمہارے در کو تکتی ہیں نگاہیں پاسباں ہوکر

تمنا ہی کہیں سوز محبت شعلہ افگن ہو
جلا دے خرمن ہستی مرا برق تپاں ہوکر

بس انکار پھر اس نے کیا ہے وصل کا وعدہ
گلستان تمنا میں بہار آئی خزاں ہوکر

تمہارے عشق میں کاہیدگی اپنی بڑھی ایسی
کہ نظروں میں ہوئے سب کے نہاں موئے میاں ہوکر

ہمیں کیوں منع کرتا ہے بتوں کے عشق سے واعظ
حقیقی بنگیا عشق مجازی نردباں ہوکر

فلک اہل زمیں کو رات دن آرام دیتا ہے
سر مخلوق پر چھایا ہوا ہے سائباں ہوکر

نگاہ ناز قاتل بے اجل بھی قتل کرتی ہے
گلے پر بسملوں کے چلتی ہے تیغ رواں ہوکر

یہ چھپتا ہی نہیں کیسے چھپائے راز الفت کو
پہنچ جاتا ہے گوش سامعیں میں داستاں ہوکر

بسر دنیا میں کر دی عمر آخر بے مکاں ہم نے
گزاری ہے چمن میں بلبل بے آشیاں ہوکر

کہاں تک ضبط ہوگا لگ رہی ہے کسطرح دل میں
دہن سے آہ نکلیگی کبھی برق تپاں ہوکر

عرق جاری ہے پیشانی سے اسکی صاف کر ڈالو
تم ایسی دوپہر کی دھوپ میں آئے کہاں ہوکر

رقیبوں پر عنایت کی نظر ہر روز ہوتی ہے
مرے گھر بھی چلے آتے کسی دن مہرباں ہوکر

ہوئی ہیں خواہشیں میری بسری کا ہی باعث
گرفتار تمنا ہو گیا ہوں نوجواں ہوکر

جلا کر خاک کر ڈالا مجھے ضبط خموشی نے
ترے آگے برنگ شمع آیا تھا زباں ہوکر

یہ کس رشکِ گلستاں کی چمن میں آمد آمد ہے گلوں کا اڑ رہا ہے رنگ بوئے بوستاں ہوکر
جسے ہمراز کہتے ہیں جسے دمساز کہتے ہیں وہی غماز ہو جاتا ہے اپنا رازداں ہوکر
نہیں دنیا و دیں کا غم اسے بیدل دو عالم میں رہا ہو صدق دل سے جو غلام خواجگاں ہوکر

مر گئے ابروئے دلبر دیکھکر جان دیدی ہم نے خنجر دیکھکر
دل پھڑک جاتا ہے نشتر دیکھکر سر جھکا جاتا ہے خنجر دیکھکر
حد سے باہر ہم قدم رکھتے نہیں پاؤں پھیلاتے ہیں چادر دیکھکر
ابروئے قاتل کا مجھکو عشق ہے سر جھکا دیتا ہوں خنجر دیکھکر
چہچہاتی ہیں چمن میں بلبلیں شاخ گلبن پر گل تر دیکھکر
منفعل ہیں ہوں وہ شرمائے ہوئے سامنے شکووں کا دفتر دیکھکر
جوش زن ہے شہرگ بسمل کا خوں ہاتھ میں قاتل کے خنجر دیکھکر
عالم ایجاد ہے حیرت فزا عقل حیراں ہے یہ منظر دیکھکر
برق کی مانند ہیں بیچین وہ اضطراب قلب مضطر دیکھکر
شیخ صاحب کا بھی جی للچا گیا ہاتھ میں ساقی کے ساغر دیکھکر
پاسباں للکارتے ہیں دور سے لوٹ جاتا ہوں ترا گھر دیکھکر
غش مجھے آیا ہے موسے کی طرح جلوۂ روئے منور دیکھکر
یاد آجاتا ہے وہ سرو سہی باغ میں سوئے صنوبر دیکھکر
عاشقوں کا تیرے یاد آیا ہجوم اژدحام روز محشر دیکھکر

حوصلہ اڑنے کا کرتے ہیں طیور
قوت پرواز شہپر دیکھکر

حاجیوں کا حج تماشا ہے کوئی
لوٹ آتے ہیں ترا گھر دیکھکر

کیا غزل لکھی ہے بیدل آپ نے
محو حیرت ہیں سخنور دیکھکر

آئینۂ تجلا مجھکو دکھا دکھا کر
حیراں بنا دیا ہے چلمن اٹھا اٹھا کر

وحدت میں تیری رنگت کثرت میں تیری شہرت
ہر رنگ میں عیاں ہے تو ہی سما سما کر

دیکھینگے تیرے جلوے ہمکو ڈراتے کیوں ہو
آواز لن ترانی ہر دم سنا سنا کر

مست الست کر دے میرے کے میکدہ سے
جام مئے محبت ساقی پلا پلا کر

عشق صنم سے مجھکو کرتا ہے منع کیوں تو
ناصح خدا خدا کر ناصح خدا خدا کر

عاشق کو قتل کر کے منہ پھیر کر چلے کیوں
دامن بچا بچا کر نظریں چرا چرا کر

چھپنے سے کیا چھپوگے پردہ میں کیا رہوگے
نظروں میں بس رہے ہو دل میں سما سما کر

کچھ کرم ہو ہماری آئے ہیں تیرے در پر
عجز و نیاز سے ہم سر کو جھکا جھکا کر

بہر شہ سلیماں بیدل کی دل دہی ہو
فرقت میں رو رہا ہے آنسو بہا بہا کر

وہم و گماں سے بالا ہے عز و شان صابر
عرش بریں کی چوکھٹ ہے آستان صابر

تیغ نگہ کے زخمی ہیں بسملان صابر
ہر سو تڑپ رہے ہیں خستہ دلان صابر

محو جمال صابر مقبول مصطفےٰ ہیں
محبوب [illegible] ہیں دلدادگان صابر

ساغر لئے ہوئے ہیں صہبائے معرفت کے
مست شراب حق ہیں بادہ کشانِ صابر

عاشق کھڑے ہوئے ہیں بہرِ نیاز حضرت
اُن کا سرِ ارادت اور آستانِ صابر

عرفاں کے گل کھلے ہیں ہر شاخ ہر شجر پر
رشکِ بہارِ جنت ہے بوستانِ صابر

کلیر میں جائے دیکھے نورِ خدا کے جلوے
اک شانِ حق نما ہے ذیشان شانِ صابر

عالم ہے اُنکا مسکن ہر جا ہیں جلوہ افگن
دونوں جہاں ہیں گویا صحنِ مکانِ صابر

وحدت کا رنگ دیکھا کثرت کی انجمن میں
جلوے دکھا رہی ہے دنیا میں شانِ صابر

امسال ناتواں ہوں حسرت سے رو رہا ہوں
کلیر کو جا رہے ہیں سب کاروانِ صابر

ہر حرف میں ہے معنے معنی ہیں لاکھ نکتے
ممکن نہیں کسی سے شرح بیانِ صابر

یارب یہی تمنا دل کی ہے مرتے دم بھی
جاری رہے زباں پر ذکر و بیانِ صابر

تسلیم کے رضا کے بندے بنے ہوئے ہیں
دلدادگانِ صابر جاں دادگانِ صابر

میں کیا مری زباں کیا جو منقبت سرا ہو
افلاک پر فرشتے ہیں مدح خوانِ صابر

فیضِ حضور انور سے کہہ رہے ہیں شاعر
بیدلؔ یہ منقبت یا ارمغانِ صابر

## ز

بیٹھا ہوا ہے سینہ میں تیرِ نظر ہنوز
لطفِ خلش اٹھاتا ہے میرا جگر ہنوز

طولِ شبِ فراق نہایت دراز ہے
دیکھا نہیں ہے آنکھ سے روئے سحر ہنوز

دیکھا تھا گیسو و رخ دلدار کو کبھی
دل میں وہی خیال ہے شام و سحر ہنوز

خط دیکے پاس یار کے بھیجا ہے خبر ہو
لایا نہیں جواب مرا نامہ بر ہنوز

کس طرح جاؤں راہ عدم جانتا نہیں
مجھکو نہیں ملا ہے کوئی ہمسفر ہنوز

وہ ہٹ گئے ہیں روزن دیوار جھانک کر
میری ہٹی نہیں ہے وہاں سے نظر ہنوز

روتے ہوئے فراق میں آنکھیں نہیں رہیں
دریا بہا رہی ہے مری چشم تر ہنوز

نالہ میں کچھ اثر ہے نہ تاثیر آہ میں
بیدل ہے میرے حال سے وہ بے خبر ہنوز

مری آنکھ نے نہ دیکھا اسے بے حجاب ہرگز
کبھی سامنے نہ آیا رخ آفتاب ہرگز

ہیں مرے قصور کتنے تو نہ پوچھ مجھسے یارب
یونہی بخشدے خطائیں تو نہ لے حساب ہرگز

سوئے غیر تم نے دیکھا نظر کرم سے ہر دم
کبھی اس طرف نہ اٹھی نگہ عتاب ہرگز

نہ اثر ہوا ابھی تک بت سنگدل کے دلمیں
نہ ہوئی دعا ہماری کوئی مستجاب ہرگز

ترے ہجر میں کسی دن نہیں نیند آئی مجھکو
مری آنکھ ہے کہ دیکھا نہیں جسنے خواب ہرگز

مرے پہلو سے نہ جاؤ کہیں اٹھ کے رحم کھاؤ
نہیں چین لینے دیگا مجھے اضطراب ہرگز

کسی شکل سے نہ بدلے ترے وصل کا زمانہ
نہ ہو حشر تک الٰہی کوئی انقلاب ہرگز

تری زلف پر شکن میں بہت عاشقوں کے دل ہیں
کہیں پس نہ جائیں ظالم نہ دے پیچ و تاب ہرگز

تری دیکھ لے جو صورت ہو انفعال اس کو
ترے سامنے نہ اٹھے سر آفتاب ہرگز

اگر ہوتے شیخ و زاہد تری رحمتوں کے قائل
کبھی بھول کے نہ کرتے عمل ثواب ہرگز

ترے عشق کی بدولت ہوا یوں قمار بیدل
یہ نہ تھا ذلیل ہرگز یہ نہ تھا خراب ہرگز

## س

تیری جگہ آنکھوں میں ہے تیری جگہ ہے دل کے پاس
آتا نہیں پھر کس لیے تو عاشق بیدل کے پاس

پاس ادب سے رہ گیا لب بند کر کے دم بخود
نفس حزیں کرتا فغاں لیلا ترے محمل کے پاس

شوق شہادت کی رہی دل میں ہوس باقی وہی
قاتل بلا مجھکو مگر خنجر نہ تھا قاتل کے پاس

محروم مقتل میں رہا قاتل جو آکر پھر گیا
کیا کیا تڑپتا رہ گیا بسمل دل بسمل کے پاس

داغ محبت کے سوا تجھ کو دکھاتے اور کیا
وہ پیش ہم نے کر دیا جو تھا ہمارے دل کے پاس

جب دور سے آیا نظر اس نیر اعظم کا گھر
بیتاب ہو کر گر پڑا پہنچا نہیں منزل کے پاس

جب ڈوبتا کوئی نظر آئیگا گھبرا جاؤ گے
جانا نہ ہرگز سیر کو اے جاں کہیں ساحل کے پاس

کہنا سنانا کیا تجھے بے فائدہ ہے حال دل
تو ہیکنا رغیر ہے تو غیر کے ہے دل کے پاس

دیدار کی دولت سے کچھ دیدو زکوٰۃ حسن تم
بیدل کی خالی جیب ہے کچھ بھی نہیں سائل کے پاس

میں دور ہوں رقیب ہیں اس گلبدن کے پاس
کیا جی لگے بہار میں سرو سمن کے پاس

آتی رہیگی بو گل رخسار یار کی
بلبل کی قبر چاہئے صحن چمن کے پاس

اے مرغ دل نہ دام میں پھنس جائیو کہیں
جاتا ہے اسکی زلف شکن در شکن کے پاس

دل کو جگر کو چھان کے چھلنی بنا دیا
ہیں تیر کس قدر مرے ناوک فگن کے پاس

دی کھا کے چوٹ تیشہ کی شیریں کے عشق میں
اک جان ناتواں تھی فقط کوہکن کے پاس

ملکِ عدم کو جائے تو جائے یہ کس طرح
زادِ سفر نہیں ہے غریب الوطن کے پاس

غربت میں ساری عمر ہماری گزر گئی
رکھا نہ چار روز فلک نے وطن کے پاس

ہے جاں کنی کا وقت جدائی میں تو ہی آ
مرتا ہوں اور کوئی نہیں خستہ تن کے پاس

بیدلؔ نہ جاہلوں کو سنانا غزل کبھی
پڑھنا کلام جا کے ہر اہل سخن کے پاس

## ش

ہے جیسی چشم سیہ مست یار کی گردش
نہ چرخ کی ہے نہ لیل و نہار کی گردش

کسی کے چہرہ کی رنگت چمک کے کہتی ہے
کہ آئی عالم حسنِ بہار کی گردش

ہماری آنکھ نے دیکھی ہے گردشِ ایام
نہیں ڈراتا تو اے چشم یار کی گردش

نہ چھوڑی ہم نے جہاں میں کوئی زمیں باقی
تلاشِ یار میں دیوانہ وار کی گردش

یہ آتی جاتی ہے ہر سال ہر گلستاں میں
چمن میں دیکھی ہے ہم نے بہار کی گردش

زمیں پر نہ دیا ٹھہرنے کہیں دو روز
وہی رہی فلک بد شعار کی گردش

یہ سچ ہے کوئی بُرے وقت کا نہیں بیدلؔ
کسی کو دے نہ خدا روزگار کی گردش

کیا کرے کوئی اس کے گھر کی تلاش
خضر کو بھی ہے راہبر کی تلاش

جستجو میں بھٹکتا پھرتا ہے
نامہ بر کو ہے اس کے گھر کی تلاش

جب نہ ہو کوئی راہبر تیرا
رائگاں ہے ادھر ادھر کی تلاش

تیر کو جستجو جگر کی ہے
تیغ خونخوار کو ہے سر کی تلاش

ہر زباں پر ہے قصہ قاروں
بوالہوس کر نہ سیم و زر کی تلاش

ختم ہوتی نہیں شب فرقت
شام سے ہے مجھے سحر کی تلاش

ان سے لیکر جواب جلدی آئے
ہے مجھے ایسے نامہ بر کی تلاش

دل کو پہلو میں میرے ڈھونڈ لیا
اللہ اللہ تری نظر کی تلاش

دل تھا پہلو میں جب نہ ہو بیدل
کیا کرے کوئی سیمبر کی تلاش

## ص

جب نہ ہو اس کو خوشگوار اخلاص
کیا کرے کوئی اس سے پیار اخلاص

نہ ہوا مہرباں کبھی وہ بت
میں نے اس سے کیا ہزار اخلاص

رشک کی آگ میں جلیں دشمن
تم کرو مجھ سے آشکار اخلاص

جن کے دل آئینہ کی طرح ہیں صاف
انہیں لوگوں کا ہے شعار اخلاص

میں ہوں عاشق کسی کا اے بیدل
دین مذہب ہے میرا پیار اخلاص

تم نے غیروں سے بڑھایا ہے جو اتنا اخلاص
اب مرا آپ کا کیا خاک نبھیگا اخلاص

ہائے پوچھا نہ کبھی حال ہمارا تم نے
بس جی بس دیکھ لیا ہم نے تمہارا اخلاص

دل میں ہو پیار مروت کی نظر آنکھوں میں
ایسی باتوں سے ہوا کرتا ہے دونا اخلاص

بوئے اخلاص کسی میں نہیں پائی جاتی
اب رہا اہلِ زمانہ میں بھلا کیا اخلاص

رنج دو رنج جو دینا ہے مجھے مدنظر
چھوڑ دو تم کو نہیں ہے جو گوارا اخلاص

عشق اور مشک چھپانے سے نہیں چھپ سکتے
اب چھپے گا نہ مرا اور تمہارا اخلاص

اس کی الفت میں یہ کہتا ہے زمانہ سارا
سچ تو ہے حضرتِ بیدلؔ کا ہے پورا اخلاص

## ض

خاکساروں کو کسی کی گفتگو سے کیا غرض
مل گئے جب خاک میں پھر آبرو سے کیا غرض

کھو گیا ہوں آپ ہی جب میں تلاشِ یار میں
اب رہی دل کو تلاش و جستجو سے کیا غرض

کر دیا ہے مست ساقی کی نگاہِ مست نے
مجھکو مے سے کیا غرض جام و سبو سے کیا غرض

جب فنا فی العشق ہو کر خود گلوں میں مل گئیں
اب بھلا دل کو تلاشِ رنگ و بو سے کیا غرض

دل میں ہے دن رات محبوبِ حقیقی کا خیال
اب کسی خورشید پیکر ماہرو سے کیا غرض

پڑھ چکے عاشق نماز عشق جب روزِ الست
اب نمازوں سے انہیں مطلب وضو سے کیا غرض

ما و من بھی ہے حجابِ جلوۂ دیدار دوست
عشق میں عاشق کو بیدلؔ اس سے تو کیا غرض

احمد کا در کھلا ہے چلو طالبانِ فیض
مدینے شریف میں ہے وہی ایک مکانِ فیض

مہر سے ہیں ضوفشاں ہے وہی ضوفشانِ فیض
اے عاشقانِ جلوۂ روئے عیانِ فیض

جس پر پڑی نگاہ وہ اکسیر بن گیا
یہ ہے ہمارے خواجہ احمد کی شانِ فیض

کہتی ہے جن کو خلقِ خدا مخزنِ عطا
ہاں ہاں وہی تو آپ ہیں جانِ جہانِ فیض

قایل نہیں ہے مدح و ثنا کے مری زباں
کیا کرسکوں بیں آپ کا ذکر و بیانِ فیض

خالی کوئی گدا نہ گیا در سے آپ کے
اللہ رے شاہ ملک معانی کی شانِ فیض

نکلی جو بات منہ سے ہوئی تیر بر ہدف
چلتی ہوئی ہے تیغ برہنہ زبانِ فیض

ہیں کامیاب عین عنایت سے خاص و عام
ہے ذاتِ شاہ منبعِ احسان و کانِ فیض

بیدل سرِ نیاز نہ اس در سے تو اٹھا
قسمت سے ملگیا ہے تجھے آستانِ فیض

## ط

ہے مدعی کا قول غلط سر بسر غلط
باتیں تمام جھوٹ ہیں سب شور و شر غلط

جو کچھ کہا ہے اس نے بیاں صاف صاف کر
کہتا نہ مجھ سے بات کوئی نامہ بر غلط

ہم نے جو کی دعا وہ رقیبوں سے مل گیا
یا رب ہوا ہماری دعا کا اثر غلط

تو نے کبھی نہ وصل کا وعدہ وفا کیا
اقرار تو زبان پر آیا مگر غلط

آتی نہیں ہے دشمن بدخواہ کی قضا
مرنے کی اس کی ملتی ہے اکثر خبر غلط

تکلیف کیوں اٹھاتا ہے اسکے علاج میں
بیمار عشق پائے شفا چارہ گر غلط

افشائے راز عشق تو بینے نہیں کیا
الزام تم لگاتے ہو کیوں اسقدر غلط

بیدرد بیوفا ہو ستمگر ستم شعار
سچ تو کہو یہ بینے کہا ہے اگر غلط

بیدل وہ جان لیگا کسی دن تری ضرور
تیر نظر غلط ہے نہ تیغ نظر غلط

ترے رخسار پر آہی گیا خط
جواب حسن کا شاہد ملا خط

کبھی اس نے نہیں میرا پڑھا خط
میں لکھتے لکھتے اس کو تھک گیا خط

کسی خط کا جواب آیا نہیں ہے
اگرچہ اس کو لکھے بارہا خط

جو پہنچا خط اسی کو پھاڑ ڈالا
کوئی تو نے پڑھا بھی ہے مرا خط

حسینوں کا نہیں اچھا خط و خال
نہیں تجھ سے کسی کا خوشنما خط

مجھے ملنا تھا جو کچھ بل گیا وہ
بدلتا ہے کہیں تقدیر کا خط

خط دلدار ہے دلچسپ کیسا
پڑھا میں نے اٹھا کر بارہا خط

زبانی حال دل کہنا ہے مشکل
مرا ظاہر کریگا مدعا خط

جب اس بت نے کبھی بیدل نہ لکھا
عبث لکھتا ہے تو مرد خدا خط

ظ

ہے تمہارے عشق میں کیا کیا مصیبت الحفیظ
ہر بلا پر ہے بلا آفت پر آفت الحفیظ

ایک تو درد محبت دوسرا درد فراق
ہائے ہم پر ہے مصیبت پر مصیبت الحفیظ

میں دل سوزاں کو لیکر داخل جنت ہوا
سوز حدت سے پکارے اہل جنت الحفیظ

میرے نالوں نے لگا دی آسمانوں میں بھی آگ
الاماں سوز جگر سوز محبت الحفیظ

تم جنازہ پر بھی آئے تو مجھے مٹی نہ دی
خاک ہونے تک رہی مجھسے کدورت الحفیظ

حشر برپا کر دیا تیرے خرام ناز نے
ہو گئی پہلے قیامت سے قیامت الحفیظ

شوخیاں ہی شوخیاں ہیں تیرے ہر انداز میں
ہر ادا میں ہے شرارت ہی شرارت الحفیظ

میرے مرقد سے جو گزرے بھی تو منہ کو پھیر کر
یہ مروت تجھ میں ہے اے بے مروت الحفیظ

بیدلؔ آشفتہ دل کا دیکھتے ہی حال زار
کہہ اٹھی بیساختہ دنیا کی خلقت الحفیظ

بھر گئے کان بہت سن کے بیان واعظ
نہیں تھکتی نہیں رکتی ہے زبان واعظ

کوئی سنتا ہی نہیں پھر بھی کہے جاتا ہے
کیا کروں ہائے علاج خفقان واعظ

بادہ خواروں کی طرف کون اسے لے لایا
ہائے اب تک تو نہ تھا نام و نشان واعظ

میکدہ میں اسے پیتے ہوئے دیکھا ہم نے
مری نظروں سے گری عزت و شان واعظ

خاک ہو دل میں مرے اسکی نصیحت کا اثر
مجھکو معلوم ہے سب حال نہان واعظ

بدگمانی نہیں اچھی ہے کسی کی نسبت
چاہئے نیک ہو اچھا ہو گمان واعظ

رات دن ترک بتاں کی ہے اشاعت بیدلؔ
کیا ترے منہ میں چلی آئی زبان واعظ

# ع

جس کے گھر میں جلتی تھی ہر شب کو پُر انوار شمع
گور پر رکھتا نہیں اس کی کوئی غمخوار شمع

جلکے خاکستر ہوا پروانہ لیکن اُف نہ کی
آتشِ رُخ پر ترے اے آتشیں رخسار شمع

تیرے جلنے پر کسی کا دل نہیں جلتا ذرا
اہلِ محفل میں ترا کوئی نہیں غمخوار شمع

دل میں پروانہ کے کچھ ایسی لگی ہے عشق کی
اُڑ کے گر جاتا ہے تیری آگ میں ہر بار شمع

میری محفل میں رہی تاریکیاں پھیلی ہوئیں
کردیا بزمِ عدو کو تو نے پُر انوار شمع

روشنی کافی ہے ان کے دل میں داغِ عشق کی
عاشقوں کے خانۂ دل کو نہیں درکار شمع

اب عزیز و اقربا میں اتنی الفت رہ گئی
ساتویں دن آکے رکھ جاتے ہیں دو دو چار شمع

اس کا اس کے سامنے جلتا نہیں ہرگز چراغ
روشنی دیتی نہیں محفل میں پیشِ یار شمع

آگ لگ اٹھتی ہے جب کوئی نکلتا ہے سخن
منہ میں بسمل کیا زباں رکھتی ہے آتشبار شمع

سینکڑوں لاشیں تہِ شمشیر جمع
اے ستمگر ہیں پئے تشہیر جمع

میرے نالوں سے نہ ہو تم بے خطر
کرچکے ہیں یہ بہت تاثیر جمع

سینکڑوں کو قتل کرنا ہے تمہیں
کیجئے شمشیر پر شمشیر جمع

شاید آجائے کوئی تیری شبیہ
کرتے ہیں تصویر پر تصویر جمع

اس قدر ناوک فگن ہے وہ نگاہ
سینکڑوں دل میں ہوئے ہیں تیر جمع

جب سنا آتا ہے تو بہر شکار
صید گاہوں میں ہوئے نخچیر جمع

شوق کا ہوتا نہیں دفتر تمام
عشق کی ہوتی ہے کب تحریر جمع

اس کی نظروں میں کوئی آتا نہیں
سینکڑوں در پر ہیں بے توقیر جمع

آج بیدل ہیں ہزاروں بہر دید
اس کے در پر عاشق دلگیر جمع

## غ

داغ فراق دل میں ہے دل ہے مکان داغ
مٹتا نہیں مٹانے سے بھی یہ نشان داغ

اترا ہوا ہے دل میں مرے کاروان داغ
اس جان ناتواں میں ہے گویا جہان داغ

انگار بن گیا ہے جگر جل کے عشق میں
لالہ کی طرح اس میں ہے اب تک نشان داغ

دل بجھ گئے چراغ محبت سے اسقدر
اب رہ گئی جہاں میں فقط داستان داغ

دل میں جگر میں سینہ میں ہیں داغہائے عشق
سرتا بپا بدن ہے مرا آسمان داغ

بڑھکر ہے داغ دل کا مرے آفتاب سے
ہے داغ ماہتاب جگر پر نشان داغ

ایسے نہیں ہیں پھول کسی لالہ زار کے
پھولا ہوا بہار میں ہے گلستان داغ

دیکھو بہار عشق دل داغدار کی
سینہ بنا ہوا ہے مرا گلستان داغ

بیدل تری غزل کو جو پڑھتے ہیں اہل ذوق
اردو میں ان کو آتا ہے لطف زبان داغ

سینکڑوں ہوتے ہیں روشن صف و ابھریں میں چراغ
دائرہ ہر حرف کا بنتا ہے دفتر میں چراغ

کم نہ ہو جب تک جیوں داغ جگر کی روشنی
اے خدا جلتا رہے ہر وقت اس گھر میں چراغ

شمع کافوری جلا کرتی تھیں جنکی بزم میں
آگے اب جلتا نظر آتا نہیں گھر میں چراغ

بے تمہارے تھا اندھیرا ہر طرف پھیلا ہوا
تم جو آئے ہو گیا روشن مرے گھر میں چراغ

پرتوِ رخسار سے روشن ہوا جامِ شراب
عکس ساقی سے بنا ہر قطرہ ساغر میں چراغ

روئے روشن کو چھپایا سامنے آکر مرے
رکھ دیا ہے دامنِ زلفِ معنبر میں چراغ

روشنی ہستی کی بیدل دائمی رہتی نہیں
یہ ہوا ہی سخت ہے بجھتا ہے دم بھر میں چراغ

## ف

کرو تم نہ شب کا بیاں صاف صاف
یہ کہتی نہیں داستاں صاف صاف

مجھے تیرے وعدوں کا کیا ہو یقیں
کہ کہتی نہیں کچھ زباں صاف صاف

خفا کس لئے ہو گئے مجھ سے تم
پیارے کیجے مہرباں صاف صاف

پلا دے وہ مے مجھ کو پیرِ مغاں
نظر آئیں کون و مکاں صاف صاف

کہے دیتے ہیں عشق کا راز سب
ہر اک سے ترے رازداں صاف صاف

نہ مشقِ ستم کو ذرا چھوڑئے
کئے جائیے امتحاں صاف صاف

صفائی کا بیدل زمانہ نہیں
وہ کہتے ہیں مجھ سے کہاں صاف صاف

یوں گئے شوق میں ہم کوچۂ جاناں کیطرف
آنکھ اٹھائی نہ ذرا روضۂ رضواں کیطرف

پھر بہار آئی ابھی ہوتے ہیں ٹکڑے ٹکڑے
بڑھ چلے دستِ جنوں جیب گریباں کیطرف

کس کی الفت نے لبِ مرگ ہمیں کھینچا ہے
کر چلے آتے ہو تم گورِ غریباں کیطرف

حیرتِ آئینہ کیا دیکھ کے حیرت ہے تجھے
آنکھ سے دیکھ مرے دیدۂ حیراں کیطرف

وصل کی رات نہ ہو جائے کہیں صدمیں سحر
رحم کر دیکھ مرے حسرت و ارماں کیطرف

ہیں وہ مجنوں ہوں نہ چھوڑونگا در لیلا کو
قیس کی طرح نہ جاؤنگا بیاباں کیطرف

بیڑیاں پاؤں میں ہیں ہتھکڑیاں ہاتھوں میں
لیچلے ہیں ترے دیوانے کو زنداں کیطرف

دیکھ لیتی جو زلیخا مرے محبوب کو تو
آنکھ اٹھتی نہ تری یوسفِ کنعاں کیطرف

کثرتِ جرم سے بیدل کی نظر ہے ہر دم
تیرے الطاف کی جانب ترے احساں کیطرف

## ق

عشق میں پائے ہیں سارے ذوق شوق
آگئے حصہ میں ہمارے ذوق شوق

سب کو بھاتے ہیں تمہارے ذوق شوق
ہوتے ہیں پیارے کے پیارے ذوق شوق

وقت پیری میں کہاں لطفِ شباب
ہو گئے اب تو ہمارے ذوق شوق

تم نے نظروں سے گرایا گو ہمیں
دل سے کب اترے تمہارے ذوق شوق

تھے تمہارے دم سے سب سامان عیش
تم سدھارے تو سدھارے ذوق شوق

سامنے سینہ اٹھائے آ گئے | پھر مرے دل کے ابھارے ذوقِ شوق

اب جوانی کے کہاں ہیں ولولے
ہو گئے بیدل کنارے ذوقِ شوق

جب چلے آتے ہیں لیجاتے ہیں پیمانۂ عشق | یارب آباد رہے ساقی و میخانۂ عشق
الٹی تاثیر ہے اس قصۂ غم آگیں میں | نیند آنکھوں سے اڑا دیتا ہے افسانۂ عشق
کبھی صحرا میں آوارہ ہوں کبھی بستی میں | مجھسے آباد ہیں معمورہ و ویرانۂ عشق
دل کے سب جام صبوحی کو پیا کرتے ہیں | یارب آباد رہے صحبتِ میخانۂ عشق
مجھ کو معلوم ہیں سب عشق و محبت کے طریق | رہبرِ راہِ محبت ہوں میں فرزانۂ عشق
میں کبھی ہوں وہ کبھی ہے شیدائے پری طلعت | دل بھی میرا پری مانند ہے دیوانۂ عشق
میں وہ میخوارِ محبت تھا کہ لیجا ہر دل | مری مٹی سے بنائے گئے پیمانۂ عشق
جس کو پی کر رہوں تا روزِ قیامت مخمور | وہ پلا دے مجھے اے ساقیٔ میخانۂ عشق

ہوش آتا نہیں بیدل کو پڑا ہے بے ہوش
تو نے ساقی وہ پلا دی مئے میخانۂ عشق

## ک

رہے شب جو تم بام پر دیر تک | نہ ٹھہرا فلک پر قمر دیر تک
دکھائیگا سرو رو سر دیر تک | مرض کا رہے گا اثر دیر تک

ترے دیکھنے کے لئے ماہتاب
رہا رات کو چرخ پر دیر تک

بپا کر دیا اس نے طوفان نوح
کہ برسی مری چشم تر دیر تک

نگہ میں تری فرق آجائیگا
نہ رو اس قدر چشم تر دیر تک

نہ لائیگی تاب اس کے جلوہ کی آنکھ
نہ ٹھہریگی اس پر نظر دیر تک

مسیحا نے بھی کہدیا لا علاج
مجھے دیکھکر سوچکر دیر تک

سر شام پی تھی شراب وصال
رہا نشہ وقت سحر دیر تک

یہ پیری ہے بیدل پیام اجل
جلا کب چراغ سحر دیر تک

کیا ضبط شیون ہم نے یہاں تک
نہ نکلا منہ سے آہوں کا دھواں تک

اڑا دے سر مرا تیغ ستم سے
کہ سب جھگڑے ہیں جان ناتواں تک

مرے نالوں نے عالم کو ہلایا
زمیں کیا آسماں کیا لامکاں تک

در محبوب پر کس طرح پہنچوں
کہ مشکل ہوگیا جانا وہاں تک

مکاں تھے آسماں سے جنکے اونچے
نہیں ان کی مزاروں کے نشاں تک

جلایا آشیاں بلبل کا اے برق
نہ پہنچی تو مکان باغباں تک

کوئی کیا جانے انکے دل کی باتیں
نہیں واقف جب انکا رازداں تک

گلہ غیر سے ستم کا کیا کروں میں
کہ آتا ہی نہیں دل سے زباں تک

سنا جب درد دل بیدل سے بولے
کہو یہ بھی پہنچا ہے کہاں آہ

## گ

| | |
|---|---|
| اسقدر بھڑکی ہے سوزِ دل سے میرے تن میں آگ | پھاڑ کر پھینکا گریباں لگ اٹھی دامن میں آگ |
| کس غضب کی ہے تمہارے عارضِ روشن کی تاب | آتشِ رخسار سے تمنے لگا دی تن میں آگ |
| شعلہ انگیزی جو آہِ گرم کی ایسی رہی | لگ اٹھیگی خود بخود اکدن مرے مسکن میں آگ |
| کیوں نقاب الٹی ہوئی آئے گلستاں کیطرف | شعلۂ رخ سے نہ لگ جائے کہیں گلشن میں آگ |
| قبر میں جلتا ہے حاسد خود حسد کی آگ سے | چار سو دیکھی ہے اس بدخواہ کے مدفن میں آگ |
| جانب در تمنے جو جھانکا ملا کر اس سے آنکھ | لگ اٹھی ہے روئے آتش تیز سے چلمن میں آگ |
| میں جلوں افسوس لے دیدار کے موسیٰ مرے | اک شجر سے ہو نمایاں وادیٔ ایمن میں آگ |
| اس پری رو کو جو دیکھا اس نے مجھ سے ہمکنار | بغض و کینہ سے بھڑک اٹھی دلِ دشمن میں آگ |
| باغ میں ایسی نہ آہیں گرم کر اے عندلیب | آہ سوزِ دل سے نہ لگ جائے کہیں گلشن میں آگ |
| آہ کیا جلتے ہوئے آنسو گرے ہیں آنکھ سے | گرم اشکوں نے لگا دی ہے مرے دامن میں آگ |

گرم مضموں اس غزل کے دیکھ کر کہنا پڑا
جیسی ہے بیدل ترے دل میں نہیں گلخن میں آگ

## ل

| | |
|---|---|
| ابھی میری بغل میں تھا مرا دل | ابھی پہلو سے کوئی لے گیا دل |

وہ مجھ سے مانگتے ہیں دوسرا دل / خداوندا مجھے دے اک نیا دل
ہوا جب سے تری زلفوں کا سودا / بلا میں ہے ہمارا مبتلا دل
نہ پایا چین دنیا میں کسی روز / رہا ہے درد و غم میں مبتلا دل
نہیں کوئی مرے پہلو میں یارب / جگر مجھ سے جدا مجھ سے جدا دل
کیا جب نذر وہ ہنس کر یہ بولے / نہیں ہے کام کا میرے ترا دل
ابھی تو ہاتھوں ہاتھوں میں ہمارا / اڑا کر لیگیا وزدِ حنا دل
اکیلا چھوڑ کر مجھکو چلا ہے / ارے او بے مروت بیوفا دل
جگر پر ہاتھ کیوں رکھے ہوئے ہو / تمہارا کیا کسی پر آگیا دل
جیسے زیر قدم تم مل رہے ہو / مرا دل ہے مرا دل ہے مرا دل
ترے تیر نظر میں یہ مزا ہے / کہ اب تک کہہ رہا ہے مرحبا دل
تڑپ اٹھا جہاں اس کی تڑپ سے / اثر میں بن گیا برق بلا دل
تمہیں ہے ناز اپنی شوخیوں پر / ہمارے پاس بھی ہے چلبلا دل
جو دیکھا باغ میں اس گلبدن کو / برنگِ غنچۂ گل کھل گیا دل

کسی کی بیوفائی کا گلہ کیا :
جدا مجھ سے ہوا بیدل مرا دل

نہیں وہ نزاکت سے آنیکے قابل / نہیں ہوں نقاہت سے جانیکے قابل
نہ تڑپاؤ مجھ کو بہت ناتواں ہوں / کوئی اور ڈھونڈو ستانے کے قابل

لہو سے مرے سرخ کر ہاتھ پاؤں
حنا ہے یہی رنگ لانے کے قابل

ٹپکتا ہے شبنم سے جب بھیگتا ہے
نہیں آسماں شامیانے کے قابل

زمانہ تجھے دیکھکر کہہ رہا ہے
تو ہے چشم و دل میں سمانے کے قابل

قلم کیجئے سر ہمارا ہے حاضر
اگر تیغ ہے آزمانے کے قابل

مجھے چکمہ دیکر ملا غیر سے تو
ارے چلتے پرزے زمانے کے قابل

یہ کیا مدعا تھا یہ کیا مصلحت تھی
بنایا جہاں کو ستانے کے قابل

نشیمن بنالے گلستاں میں بلبل
ہر اک شاخ ہے آشیانے کے قابل

گناہوں سے ہیں اسقدر روسیہ ہوں
کہ ہرگز نہیں منہ دکھانے کے قابل

حسینوں سے بیدل نہ دل تم لگاؤ
یہ ہرگز نہیں دل لگانے کے قابل

## م

رہے نہ صورت برق تپاں قرار سے ہم
تمہارے عشق میں باہر ہیں اختیار سے ہم

ملے نہ فصل گلستاں میں گلعذار سے ہم
بہار میں بھی نہ پھولے پھلے بہار سے ہم

ہماری طرح نہیں کوئی چاہنے والا
یہ دعوی کرتے ہیں لاکھوں میں افتخار سے ہم

بڑھیگی اور بھی مرنے پہ دل کی بیتابی
تڑپ تڑپ کے نکل آئینگے مزار سے ہم

نگاہ لطف و کرم سے ہیں کامیاب رقیب
تمہاری بزم میں بیٹھے ہیں بیوقار سے ہم

نقابِ عارضِ رنگیں جو تم اٹھا دیتے
چمن میں اسکو ملاتے گل بہار سے ہم

شبِ فراق بھی رہتے ہیں عیش و راحت میں
مزے وصال کے لیکر خیالِ یار سے ہم

ہمیں کیا ہے زمانے میں جابجا رسوا
خجل ہوئے ہیں بہت چشمِ اشکبار سے ہم

کہاں وہ لطف کہ وحشت سے دشت پیما تھے
مزے اٹھاتے تھے صحرا میں خار خار سے ہم

تمہارے جور و جفا کا ہمیں نہیں شکوا
گلہ ہے پیار کا مارے گئے ہیں پیار سے ہم

تجھے تلاش کرینگے تجھے ہی ڈھونڈینگے
اٹھینگے روزِ قیامت کو جب مزار سے ہم

یہ کوئے یار کی الفت ہے دل میں اے بیدل
کہ خاک ہوکے بھی اٹھے نہ کوئے یار سے ہم

ہے دید کو تیرے دلِ شیدا ہمہ تن چشم
نرگس کی طرح اے گلِ رعنا ہمہ تن چشم

عالم کو ترے دیکھنے کی ہے یہ تمنا
دیدار کے ہوں شوق میں اعضا ہمہ تن چشم

اس دیکھنے والے کے تصدق ہوں کہ جس نے
دیکھا ہے تجھے ہو کے سراپا ہمہ تن چشم

کچھ تو دلِ مشتاق کے ارمان نکلتے
اے کاش ہم دید میں بنتا ہمہ تن چشم

کرنے کو گلوں میں تری قدرت کا نظارا
نرگس ہوئی گلزار میں پیدا ہمہ تن چشم

اک نرگسِ شہلا ہی نہیں طالبِ دیدار
ہر پھول ہے گلزار کا گویا ہمہ تن چشم

معشوق کے دیدار سے سیری نہیں ہوتی
تھی شوق میں یوسف کے زلیخا ہمہ تن چشم

کردیتی ہیں بیخود ترے جلوہ کی ضیائیں
ہو کر تجھے موسیٰ نے نہ دیکھا ہمہ تن چشم

بیدل یہی حسرت یہی ارمان ہے دل میں
میں شوق میں ہوں وقتِ تماشا ہمہ تن چشم

# ن

مرے خواجہ کا ہے خواجہ سلیماں
کہ جس کا نور ہے عالم میں یکساں

جو تونے کو کہیں طبیب بجا ہے
وہاں ہے نائب شاہِ رسولاں

ترا کوچہ ہے گلزارِ حقیقت
شگفتہ جس میں ہیں گلہائے عرفاں

شہنشاہ ہیں ترے در کے سوالی
تری وہ شان ہے شاہِ سلیماں

درِ عالی کا تیرے آستانہ
بنا ہے سجدہ گاہِ اہلِ عرفاں

تو محبوبِ خداوندِ جہاں ہے
کروں کیوں جان و دل تجھ پہ نہ قرباں

تڑپتا ہوں تپِ فرقت میں کب سے
خبر لے جلد اے عیسیٰ دوراں

ترستی ہیں ترے جلوہ کو آنکھیں
دکھا دے نورِ حق اے نورِ یزداں

مجھے اپنوں نے بیگانہ بنایا
تو ہی اپنا بنالے شاہِ ذیشاں

درِ احمد کا ہے بیدلؔ گداگر
گدا پر کیوں نہ ہو الطافِ شاہاں

صورت کو اپنی آئینہ میں دیکھتا ہوں میں
صنعت کو تری دیکھ کے حیراں ہوا ہوں میں

جب سے تری نگاہ کا زخمی ہوا ہوں میں
کیا کیا تڑپ تڑپ کے مزے لوٹتا ہوں میں

تصویر کھینچدی ہے مری اپنے ہم شبیہ
سرِ خدا ہوں آئینۂ حق نما ہوں میں

تیری طلب ہے مجھکو کسی اور کی نہیں
تیرا ہی آشنا بت نا آشنا ہوں میں

قربت مری سعادتِ ازلی کا ہے سبب
ظلِ خدا ہوں سایۂ بالِ ہما ہوں میں

میری طرف ہی دیکھ نہ دیکھ اپنا ادھر ادھر
اے چشم حق پژوہ حقیقت نما ہو نہیں

قاصد بتاؤں کیا کہ کہاں ہے مقام دوست
اسکی خبر میں آپ ہی کھویا گیا ہو نہیں

دیکھا ہے سر بکف جسے قاتل نے بارہا
پھر بھی اسے گماں ہے کوئی دوسرا ہو نہیں

شیدائے گل ہیں دونوں مگر اتنا فرق ہے
بلبل تو نغمہ سنج ہے نالہ سرا ہو نہیں

آیا ہے کچھ تو حسن بتاں میں اسے نظر
کہتا ہے برہمن کہ بڑا باخدا ہو نہیں

تو سامنے ہے آئینہ میں عکس ہے ترا
حیران ہوں کہ دونوں میں کس پر فدا ہو نہیں

بھولے ہوئے ہیں مجھکو حسینانِ روزگار
کس طرح یاد آؤں کہ ذکر قضا ہو نہیں

بیدل اسی خیال میں گذری تمام عمر
اب تک نہیں کھلا یہ معما کہ کیا ہو نہیں

مثال ماہ اس منزل میں اس منزل میں رہتے ہیں
کبھی آنکھوں میں رہتے ہیں کبھی وہ دل میں رہتے ہیں

وہ کیا جانیں کہ کیونکر ڈوبتے ہیں ڈوبنے والے
جو محو سیر دریا دامن ساحل میں رہتے ہیں

تجھے جنکی محبت نے کیا اے قیس دیوانہ
وہ محمل میں نہیں رہتے ہیں تیرے دل میں رہتے ہیں

وہ آب تیغ قاتل میں اثر ہے آب حیواں کا
تپاں بسمل ہمیشہ کوچۂ قاتل میں رہتے ہیں

اڑا دیتا ہے گردن اسکی جب منہ پھیر کر قاتل
ہزاروں حسرت و ارماں دل بسمل میں رہتے ہیں

مہ و خورشید سے بڑھکر چمک ہے ان چراغوں کی
یہ داغ دل بہت روشن دل بیدل میں رہتے ہیں

کہا میں نے کہ تم بزم عدو میں کیوں نہیں جاتے تو وہ بولے
جو شمع انجمن ہیں وہ ہر اک محفل میں رہتے ہیں

انا الجہل کا انکی قیامت تک نہیں ہوتا
بڑے نادان ہیں [illegible] میں رہتے ہیں

نہیں دنیا و دیں کا غم انھیں بیدل دو عالم میں
نگاہِ خواجہ احمد مرشدِ کامل میں رہتے ہیں

کیوں کسی کی بیوفائی کا گلہ بیجا کریں
عشق میں لازم ہے پہلے جذبِ دل پیدا کریں

دل میں آتا ہے کہ جا کر گشتِ صحرا کا کریں
موسمِ گل آ گیا زنداں میں بیٹھے کیا کریں

چارہ سازی مریضِ عشق کا دعویٰ کریں
مجھ سے بیمارِ محبت کو جو وہ اچھا کریں

ہے عیاں چلمن میں بھی روئے منور کی جھلک
چھپ نہیں سکتے ہیں ہم سے لاکھ وہ پردا کریں

ہم نے رکھا ہے رنگِ دردِ دل دل میں نہاں
پھر ترا رازِ محبت کیوں کہیں افشا کریں

دی ہے مدفن کیلئے لیکن قضا دو گز زمیں
کیا ترا شکوا گلا اے وسعتِ صحرا کریں

اپنے ہر آنسو سے ہوتا ہے بپا طوفانِ نوح
ہم اگر رونے پہ آئیں دشت کو دریا کریں

یہ مثل مشہور ہے دیوار بھی رکھتی ہے کان
چپکے چپکے آپ مجھ سے وصل کا وعدا کریں

وہ نہ چھوڑینگے رقیبوں کا ملاپ
ماننے والے نہیں ہم لاکھ سر پیٹا کریں

رحم آجائے اگر مجھکو تڑپتا دیکھ کر
خون کا میرے وہ خود چلا کر دعوا کریں

دل کو کھو بیٹھے ہیں بیدل جستجو سے یار میں
دل کو ڈھونڈیں یا سراغِ دلربا پیدا کریں

جس دل میں اسکا گھر ہے اس دل کو ڈھونڈتے ہیں
لیلیٰ کی جستجو ہے محمل کو ڈھونڈتے ہیں

وہ دل نہیں رہا ہے جس دل کو ڈھونڈتے ہیں
ناحق یہ دلربا اب بیدل کو ڈھونڈتے ہیں

گم گشتگی کا عالم اسکی گلی میں یہ ہے
دل مجھکو ڈھونڈتا ہے ہم دل کو ڈھونڈتے ہیں

یاں اے آسماں بھی ملتا نہیں پتا کچھ
اس ماہ کی فلک پر منزل کو ڈھونڈتے ہیں

مٹ کر بھی قیس کو ہے یہ جستجوئے لیلا
خاک لحد کے ذرے محمل کو ڈھونڈتے ہیں

تسخیر کی لگی ہے یہ دھن ہمارے دل کو
تیرے لئے جہاں میں عامل کو ڈھونڈتے ہیں

بحر غم و الم کا ملتا نہیں کنارا
گرداب میں پھنسے ہیں ساحل کو ڈھونڈتے ہیں

شوقِ شہادت اپنا اتنا بڑھا ہوا ہے
خنجر کو ڈھونڈتے ہیں قاتل کو ڈھونڈتے ہیں

اس عہد میں کوئی بھی جچتا نہیں نظر میں
جب آپ نے ہم مقابل کامل کو ڈھونڈتے ہیں

ہم نے کہا کہ قرباں کرنے کو جاں ہے حاضر
وہ مسکرا کے بولا قابل کو ڈھونڈتے ہیں

بیدل القیں بتا دے میرے کے دلربا کا
جو طالب خدا ہیں کامل کو ڈھونڈتے ہیں

بتوں کے حسن کی ہم دل سے چاہ کیوں نہ کریں
جو نور حق نظر آئے نگاہ کیوں نہ کریں

تمہارے لطف و کرم پر نگاہ کیوں نہ کریں
قصور کیوں نہ کریں ہم گناہ کیوں نہ کریں

ہوا ہے پار کلیجہ کے ناوک قاتل
دہانِ زخم جگر واہ واہ کیوں نہ کریں

تمہارے حسن پہ کیوں جان و دل کریں نہ نثار
ازل سے عشق ملا ہے نباہ کیوں نہ کریں

تمہارے جور و ستم کی کچھ انتہا نہ رہی
نہ روئیں کس لئے ہم آہ آہ کیوں نہ کریں

دیا خدا نے تمہیں حسن دل فریب تو ہم
نگاہ کیوں نہ کریں دل سے چاہ کیوں نہ کریں

اسی سے ہوتی ہے دنیا کی آنکھ میں توقیر
جہاں میں ہم طلب عز و جاہ کیوں نہ کریں

الٰہی نام غفور و رحیم ہے تیرا
امید رحم و کرم روسیاہ کیوں نہ کریں

وہ آئیں جب کبھی پرسشش کو بیدلِ مضطر
ہم اپنا دیدہ و دل فرشِ راہ کیوں نہ کریں

یہ کیا کہا کہ کسی کو کسی سے کام نہیں
مگر جہاں میں تمدن کا انتظام نہیں

میں کیسے مانوں تو غیروں سے ہمکلام نہیں
کسی سے رسم کتابت نہیں پیام نہیں

سحر کو ہاں ہے زباں پر تو وقت شام نہیں
تمہارے قول و قسم کا کوئی قیام نہیں

جو خاص خاص ہیں وہ سب شریک محفل ہیں
یہ بزم عیش ہے اسمیں صلائے عام نہیں

رقیب سامنے بیٹھے ہوئے پئے جائیں
ہمارے واسطے ساقی کوئی بھی جام نہیں

کسی کو انس کسی سے نہیں زمانہ میں
جہاں میں مہر و محبت برائے نام نہیں

ہمارے سامنے ہوتی ہیں غیر سے باتیں
جو ہم کہیں تو کہیں آپ سے کلام نہیں

مسافرانِ عدم کس جگہ یہاں ٹھہریں
ٹھہرنے کیلئے ان کے کوئی مقام نہیں

ہوئے ہیں سینکڑوں فتنے قدم قدم پامال
تمہیں خیال کسی کا دمِ خرام نہیں

ہمارے سر کو جھکانے کی کچھ نہیں پروا
غرور حسن سے لیتے کبھی سلام نہیں

نہیں نقل ہیں جو اپنے وہ غیرت مہ و مہر
ہماری صبح نہیں صبح شام شام نہیں

جہاں کا خون بہاتی ہے بے حجاب نگاہ
یہ تیغ وہ ہے کہ جس تیغ کا نیام نہیں

ہجوم یادِ کششوں کا جو میکدہ میں ہے
بہار میں یہ کہیں اور ازدحام نہیں

وہ بزم غیر میں جھنجھلا کے مجھسے کہتے ہیں
یہ بزم خاص ہے تو اٹھ کر بزم عام نہیں

کیا ہے نظم میں کچھ حالِ دل بیاں بیدل
نہیں تو شعر و سخن میں خیال نام نہیں

جلوہ حسن ازل کی تاب لا سکتے نہیں
تا ابد ہم یہ تمنا دل کی پا سکتے نہیں

کھا کے وہ زلف مشکیں کا سونگھا سکتے نہیں
ہوش میں ہم بھی دل بیہوش آ سکتے نہیں

بیقراری میں بھی دست و پا ہلا سکتے نہیں
ناتوانی کا برا ہو تلملا سکتے نہیں

داغ حسرت کے جو دل پر ہیں مٹا سکتے نہیں
اس پہ داغوں کو کسی صورت چھپا سکتے نہیں

پاس رسوائی جاناں نے کیا ہے دم بخود
ہم چھپانے حال دل لیکن جتا سکتے نہیں

اور ہونگے جو سہیں انکی جفائیں بے محل
ہم کسی کا غمزہ بیجا اٹھا سکتے نہیں

اب عیادت کے لیے آئیں تو آئیں شوق سے
ہم تو مرتے ہیں وہ مردوں کو جلا سکتے نہیں

اشک خوں تھمتا نہیں رکتا نہیں اڑتے ہیں رنگ
راز الفت کا چھپاتے ہیں چھپا سکتے نہیں

نازنینانِ زمانہ کشتگانِ ناز پر
دستِ نازک ہاتھ کو بھی اٹھا سکتے نہیں

کانپتے ہیں ہاتھ جلادوں کے جب لیتے ہیں تیغ
خونِ مشتاقِ شہادت کا بہا سکتے نہیں

دل جگر قاتل کے پلکوں کا نشانہ بن گئے
لاکھ بھی پہلو بچائیں پھر بچا سکتے نہیں

اسقدر پھولے خوشی سے دیکھ کر رنگ بہار
پھول اپنے پیرہن میں اب سما سکتے نہیں

اس نے پوچھا لطف سے حال دل بیتاب کچھ
اب خوشی سے آپ میں پھولا سما سکتے نہیں

مٹ نہیں سکتے نشانات مزار اہل دل
ہیں یہ وہ آثار جن کو ہم مٹا سکتے نہیں

قتل ہو کر بسمل عشق ٹھنڈے ہو گئے
اب تڑپ سکتے نہیں اب تلملا سکتے نہیں

خوگر آزار سہہ سہہ کر جفائیں ہو گیا
اب ستائیں بھی جو وہ مجھکو ستا سکتے نہیں

جس نے دیکھا ہے خیال دلربا کو بے نقاب
چاند سورج اسکی نظروں میں سما سکتے نہیں

منہ بنائے روٹھے بیٹھے ہیں سوال وصل پر
منتوں سے بھی منائیں تو منا سکتے نہیں

کوئی دنیا میں نہیں دلچسپ ایسی انجمن
جو زری محفل میں آجاتے ہیں جا سکتے نہیں

دل میں جو حسرت بھری ہے وہ نکل سکتی نہیں
آرزوئے وصل جاناں ہم مٹا سکتے نہیں

دل کی بیتابی کا عالم کیا سنائیں آپ کو
ہے زیادہ حد سے ہمدم جو بتا سکتے نہیں

اپنی ہستی کو تو کھو بیٹھے ہیں ان کے واسطے
پھر بھی اے بیدل پتا کچھ ان کا پا سکتے نہیں

و

نظام الملت والدین شہ ہر دوسرا تم ہو
ہمارے سلسلہ کے پیشوا و مقتدا تم ہو

کیا ہے دین حق کو آپ نے روشن زمانے میں
چراغ راہ حق ہو شمع دین مصطفےٰ تم ہو

غم و رنج والم نے گھیر رکھا ہے مجھے از بس
مری دشواریاں آساں کرو مشکلکشا تم ہو

تمہیں سے سلسلے چلتے ہیں غوث و قطب عالم کے
کہ محبوب الہٰی واقف سر خدا تم ہو

کہاں سرحد کہاں دلی کہاں یہ بندہ درگاہ
کہوں میں کیوں نہ حال دل کہ دل کا آسرا تم ہو

در اقدس پہ کب سے منتظر ہیں دید کے عاشق
دکھادو شان محبوبی کہ محبوب خدا تم ہو

نہ جنت کی تمنا ہے نہ خواہش حور و غلماں کی
رہو پیش نظر ہر دم کہ میرے مدعا تم ہو

مریض درد ہجراں جاں بلب ہے لو خبر جلدی
کہ رنج و درد بیمار محبت کی دوا تم ہو

پڑا ہے بیدل مسکیں تمہارے آستانے پر
ہو الطاف و کرم اس پر کہ دریائے عطا تم ہو

جناب خواجہ احمد افتخار اولیا تم ہو
ضیائے اہل عرفاں شمع دین مصطفےٰ تم ہو

معین الدین، قطب الدین، فرید الدین، نظام الدین
شہ ملک سلیماں بینکے محبوب خدا تم ہو

بنایا رشک گلزار ارم میرے کے صحرا کو
کیا مردوں کو زندہ چشمہ آب بقا تم ہو

صدا آتی ہے ہو حق کی ہر اک جانب سے میرے کی
نشان مظہر توحید شرح اینما تم ہو

نظر آتے ہیں نقشے سربسر الفقر فخری کے
سمود شان احمد پر وخیر الوریٰ تم ہو

بتا دیتے ہو راہ حق ہر اک گم کردہ منزل کو
تمہیں خضر طریقت ہو ہمارے رہنما تم ہو

جو چاہو کرو کھاؤ بارگاہ حق تعالےٰ سے
قبول سرور عالم حبیب کبریا تم ہو

ہمارے حال پر بھی اک نگاہ لطف ہو جائے
کہ اقلیم ولایت کے شہ جود و سخا تم ہو

میں ہوں اک بیدل محتاج کب سے آستانے پر
مری مشکل کرو آساں مرے مشکل کشا تم ہو

تم سامنے آنکھوں کے ہو دل میں بھی مکیں ہو
ظاہر بھی نظر آتے ہو باطن بھی تمہیں ہو

ہر ذرہ میں آتا ہے نظر جلوہ تمہارا
کہنے کو ہے یہ بات کہ تم پردہ نشیں ہو

عالم میں تمہارے رخ روشن کی جھلک ہے
تم جلوہ خورشید ہو تم ماہ مبیں ہو

صورت میں تمہاری ہے عیاں جلوہ معنی
یہ جھوٹ ہے تم دشمن جاں دشمن دیں ہو

رہتا ہے تصور مجھے دن رات تمہارا
ہر وقت مرے پیش نظر دل کے قریں ہو

دس شکل کا اس حسن کا کوئی نہیں معشوق
بے مثل تمہیں سارے زمانے میں حسیں ہو

ایفا نہ کیا وصل کا وعدہ کبھی تو نے
اب کیا بت کافر ترے وعدوں کا یقیں ہو

سینہ بھی مرا حسن تجلی سے ہے معمور | تم ہو مری نظروں میں مرے دل میں مکیں ہو
نظروں سے نظر بازوں کے تم چھپ نہیں سکتے | دیکھیں گے تمہیں ہم بھی یہیں ہو کہیں ہو
بھولے سے بھی بھولی نہ کبھی یاد تمہاری | دل میں مرے تم اور زباں پر بھی تمہیں ہو

سن کر مرے اشعار وہ دل تھام کے بولے
کہتے ہیں جسے عاشق بیدل وہ تمہیں ہو

غور سے کھول کے تم دیدۂ بینا دیکھو | ذرہ ذرہ میں رخ یار کا جلوا دیکھو
آئینہ میں نہ رخ و زلف کا جلوا دیکھو | اپنے ہو جاؤ گے تم والہ و شیدا دیکھو
دھوم تھی مصر کے بازار میں کیا یوسف کی | مرے یوسف کا ذرا حسن دل آرا دیکھو
نہ چھپاؤ رخ روشن کو مری آنکھوں سے | اپنے مشتاق سے اچھا نہیں پردا دیکھو
دل میں آئے نہ کبھی حور کی آنکھوں کا خیال | مرے دلبر کی اگر نرگس شہلا دیکھو
تم کو آتا نہیں جب درد محبت کا علاج | نبض کو میری نہ ہر بار مسیحا دیکھو
مرتے دم بھی نہ گیا کوچۂ جاناں کا خیال | دل حسرت زدہ میری یہ تمنا دیکھو
لو مبارک ہو تمہیں دیکھنے والو دیدار | وہ اٹھی آج نقاب رخ زیبا دیکھو

سر جھکائے ہوئے بیدل بھی ہے در پر حاضر
نظر لطف و کرم سے شہ طیبا دیکھو

ہ

دیکھ کر صورت تری اے ماہ پیکر آئینہ | صورت آئینہ ہے حیران و ششدر آئینہ

کس غضب کا کس بلا کا ہے فسونگر آئینہ
کر ہی لیتا ہے حسینوں کو مسخر آئینہ

دیکھتے ہیں ہم سر زانوئے دلبر آئینہ
کس صفائی سے دھرا ہے آئینہ پر آئینہ

صنعتیں ہی صنعتیں ہیں گلشنِ ایجاد میں
اسکو ندرت کا ہے ہر برگ گل تر آئینہ

اپنے چہرے دیکھنے والونکو آتے ہیں نظر
ہے صفائی سے درِ دولت کا پتھر آئینہ

آپ اس شکل و شباہت پر ہیں طالب حور کے
منہ تو دیکھیں شیخ جی اپنا اٹھا کر آئینہ

ہے گدا بھی صاف دل جسکو خدا دے صاف دل
ہے سکندر جس کو ہو جائے میسر آئینہ

خود پسندی اور خود بینی اگر شیوہ نہیں
دیکھتے ہیں روز کیوں خوبان دلبر آئینہ

خواب میں بھی ان کو آرائش کا رہتا ہے خیال
سب سے پہلے دیکھتے ہیں صبح اٹھکر آئینہ

طائرِ دل کو کریگا دیکھنے والوں کے صید
آج پھیلائے ہوئے ہے دام جوہر آئینہ

عکس اپنے آتشیں رخسار کا اسمیں نہ ڈال
مجھکو ڈر ہے خاک ہو جائے نہ جلکر آئینہ

صاف کرکے دل کے آئینہ میں اسکو دیکھنا
تونے لاحاصل بنایا اے سکندر آئینہ

سامنے آیا جو تیرے ہوگا نادم اس قدر
پانی پانی ہو کے بہ جائیگا گر آئینہ

رات دن رہتی ہے زہرہ محو زینت چرخ پر
ماہ انور آئینہ ہے مہر انور آئینہ

آئینہ خانہ میں جا کر تو جو ہوگا شہ نشیں
تیری صورت کا دکھا دیگا تجھے ہر آئینہ

دیکھنے کا ہے حسینوں کو اسے شوق اسقدر
دیکھنے کے واسطے پھرتا ہے گھر گھر آئینہ

زانووں پر اپنے دیتے ہیں جگہ اسکو حسیں
درحقیقت ہے مقدر کا سکندر آئینہ

صورت معنی نظر آتی ہے اسمیں صاف صاف
حضرت بیدل کا بھی دیکھیں سخنور آئینہ

دلبروں کے ہیں دلبر خواجہ بیدلوں کے ہیں مدعا خواجہ
ڈوبتے کو نکال لیتے ہیں بحر غم کے ہیں ناخدا خواجہ
اسکی امداد کو پہنچتے ہیں کوئی اتنا کہے کہ یا خواجہ
ہر جگہ ان کا فیض جاری ہے جلوہ فرما ہیں جابجا خواجہ
ڈر ہے مجھکو بڑا شریعت کا ورنہ کہتا کہ ہیں خدا خواجہ
راہ عرفاں میں گمرہی کیسی جب ہیں ہادی و رہنما خواجہ
درد فرقت سے جان بیکل ہے کیا کہوں دل کا ماجرا خواجہ
لیتے لیتے ہی دل مکر جانا کیا کوئی یہ بھی ہے ادا خواجہ

بیدل زار کی ہو دلداری
نام لیتا ہے آپ کا خواجہ

دل میں ہے اشتیاق دید لقائے خواجہ پیش نظر ہے ہر دم دولت سرائے خواجہ
وحدت کی انجمن میں ہر سو ہے جلوہ افگن عکس ضیائے خواجہ نور لقائے خواجہ
گہ مہر گہ محبت گہ لطف گہ عنایت کیا کیا لبھا رہی ہے دل کو ادائے خواجہ
سائل کو خالی جاتے در سے کبھی نہ دیکھا مشہور ہے جہاں میں جود و عطائے خواجہ
مقبول مصطفا ہے منظور کبریا ہے عین رضائے حق ہے گویا رضائے خواجہ
اس سنگ آستاں پر اٹھوں ابھر رہے ہے سر اور حشر میں بیا رہوں میں زیر لوائے خواجہ
دنیا و دیں کی ساری برآئیں آرزوئیں میرے لئے جو اٹھے دست دعائے خواجہ

میری نظر میں لاشئے دنیا کا مال و زر ہے / دل میں بھرا ہوا ہے نقد و لائے خواجہ

یہ لطف خوش بیانی یہ طرز نکتہ دانی
تیری نہیں ہے بیدل سب ہے عطائے خواجہ

ہستی مری مٹا دے بندہ نواز خواجہ / اپنا مجھے بنا دے بندہ نواز خواجہ

تو نورِ مصطفےٰ ہے تو جلوہ خدا ہے / دل کو مرے جلا دے بندہ نواز خواجہ

مشتاق دید لاکھوں در پر کھڑے ہوئے ہیں / چلمن ذرا اٹھا دے بندہ نواز خواجہ

میں محوِ جستجو ہوں آوارہ کو بکو ہوں / اپنا پتا بتا دے بندہ نواز خواجہ

میرے سے کے میکدہ میں بیخود مجھے بنا دے / اک جام مے پلا دے بندہ نواز خواجہ

ہو تو ہی تو نظر میں یہ آرزو ہے دل میں / نقشِ خودی مٹا دے بندہ نواز خواجہ

بیٹھے ہوا ہوں بیدل اب جان کی ہے باری
پھر اک جھلک دکھا دے بندہ نواز خواجہ

مجھے توحید کا اک جام دے اے پیر میخانہ / رہوں دن رات ہو کر مست گوشہ گیر میخانہ

تری آنکھوں میں جادو تو نہیں اے پیر میخانہ / کہ مجھ کو اک نظر میں کر دیا تسخیر میخانہ

اثر ہے یہ تیری نیت کا سب اے پیر میخانہ / کہ دنیا بھر میں پھیلا فیض عالمگیر میخانہ

ازل کے روز سے میں ہوں وہ لذت گیر میخانہ / کہ دنیا میں ہوئی میرے لئے تعمیر میخانہ

جناب شیخ کیا وقت تہجد آ کے بیٹھے ہیں / کھلا کرتی ہے آدھی رات سے زنجیر میخانہ

مجھے جینا بھی مرنا بھی یہیں ہے ناصح مشفق / مری قسمت سے وابستہ ہوئی تقدیر میخانہ

ہلال عید بھی گویا کلید باب رحمت ہے
کہ اس کو دیکھتے ہی کھل گئی زنجیر میخانہ

مرے دم سے ہوئی عزت حباہائین بادہ خوار کی
مرے فیض قدم سے بڑھ گئی توقیر میخانہ

تصور تیرے میخانہ کا جاتا ہی نہیں ساقی
نظر آتا ہے ہر اک گھر مجھے تصویر میخانہ

کوئی جب نام لیتا ہے تو جھک جاتا ہے سر میرا
مرے دل میں ہے ساقی اسقدر توقیر میخانہ

پلائی ہے ازل میں وہ شراب شوق ساقی نے
کہ بیدل آج تک بھی ہے غلام پیر میخانہ

# ی

چلے رک رک کے تیغ اسکی تو نکلے آرزو دل کی
تڑپنے کا مزا کھوتی ہے جلدی میرے قاتل کی

ادھر ہے لاش بسمل کی ادھر ہے لاش بسمل کی
الہی کربلا ہے یا گلی ہے میرے قاتل کی

تڑپتا لوٹتا کیوں چھوڑ کر تو چل دیا قاتل
تمنا دل کی دل میں رہ گئی تقدیر بسمل کی

سراغ اس کا نہیں ملتا پتا اسکا نہیں چلتا
خضر واقف نہیں ہیں کس کو پوچھیں راہ منزل کی

ترے اٹھتے ہی ہوگا مجمع عشاق سب برہم
تو ہی جاتا ہے محفل سے تو ہی رونق ہے محفل کی

میں کیونکر چاند کو تشبیہ دوں روئے منور سے
نہیں اچھی تری صورت سے صورت ماہ کامل کی

نہ کعبہ میں رہا اور دل نہ دیکھی دیر کی صورت
نہ دنیا ہی ملی حاصل نہ عقبےٰ ہی ہے حاصل کی

جنوں کے جوش میں جب ہونٹ پاؤں کو ہلاؤنگا
جدا ہو جائیگی اک اک کڑی زنجیر سلاسل کی

رہے یا رب مرے پہلو میں درد عشق محشر تک
یہی آرام ہے دل کا یہی راحت مرے دل کی

یہ ہٹ کیسی کہ پہلو میں ترے ہرگز نہ آئینگے
دکھاتا ہوں ابھی تاثیر اپنے جذب کامل کی

تڑپتے ہی رہیگی خاک مقتل پر قیامت تک
یہی ہے گر فنا میں جلد یارب لاش بسمل کی

مرے آغوش سے اٹھکر نہ جاؤ رحم فرماؤ
تمہیں دل کی تمنا ہو تمہیں ہو آرزو دل کی

کشش دل کی ہماری کھینچ لائیگی انھیں اک دن
محبت ہے تو پھر حاجت ہے ساحر کی نہ عامل کی

کہاں جاکر لگیگی کشتی عمر رواں یارب
نظر آتی نہیں صورت مجھے دریا کے ساحل کی

رہو پیش نظر یہ دم نہ ہو تم دور آنکھوں سے
یہی حسرت یہی ارماں یہی ہے آرزو دل کی

نہ بیٹھے اسکے پہلو میں نہ پوچھا حال دل اسکا
کبھی تو دلدہی کرنی تھی لازم تم کو بیدل کی

بدل گئی ہے کچھ ایسی روش زمانے کی
کہ کوئی بات بھی کہتا نہیں ٹھکانے کی

جو بیوفائی کا شکوا کیا تو ہنس کے کہا
خطا معاف مری خو ہے بھول جانیکی

تمہاری تیغ کے آگے ہے سر مرا حاضر
اگر ہوس ہو تمہیں خنجر آزمانیکی

دل فریفتہ سب ہیں خرابیاں تجھسے
کبھی کی زلف کی اسمیں خطا نہ شانیکی

گلے لگایا ہے غیروں کو سامنے میرے
نئی ادا ہے ستمگر تجھے ستانیکی

غم فراق میں بہتر تھی موت آجاتی
خبر غلط ہوئی یارب قضا کے آنیکی

تمہارے جور و جفا کا کبھی گلا نہ کیا
اگرچہ کچھ نہ رہی حد مرے ستانیکی

بہانہ کوئی نہ تھا خون دل بہانے کا
غضب ہوا انھیں سوجھی حنا لگانیکی

تجھے نہ کہتے تھے بیدل تو نے دل نہ لگا
لگایا دل تو سزا پائی دل لگانیکی

کیوں چلے آتے ہو اب ہاتھوں سے دل تھامے ہوئے
تم نہ تھے قائل ہماری آہ کی تاثیر کے

اس قدر لاغر کیا سودائے زلف یار نے
پاؤں سے باہر ہوئے حلقے مری زنجیر کے

اک نظر کامل کی ناقص کیلئے ہے کیمیا
اے مہوس تو عبث پیچھے پڑا اکسیر کے

تیرہ بختی کا اثر تدبیر سے جاتا نہیں
حرف مٹ سکتے نہیں لکھے ہوئے تقدیر کے

کچھ مزا آتا ترے بسمل کو قاتل درد کا
ٹوٹ کر ٹکڑے جو رہ جاتے جگر میں تیر کے

منزل جاناں کا مجھکو کچھ پتا دیتا نہیں
کیا چلا ہوں نقشِ قدم پہ میں کسی رہگیر کے

دام گیسو سے کوئی صورت نکلنے کی نہیں
حضرتِ دل پھنس گئے حلقہ میں کس زنجیر کے

ذبح کر دے مجھکو قاتل لیکے نام اللہ کا
اس میں کیا مشکل ہے دو ہی لفظ ہیں تکبیر کے

صبح دم میری دعائیں آتی رہگئیں
اس سے افزوں اور کیا ہونگے ستم تاثیر کے

اسمیں جو پھنستا ہے پھر آزاد وہ ہوتا نہیں
وا کبھی ہوتے نہیں در خانۂ زنجیر کے

اچھے اچھے جو حسیں ملتے ہیں ان کو شوق سے
حضرتِ بیدل کو آتے ہیں عمل تسخیر کے

مرا حامی وہ شاہِ ذی حشم ہے
جو فخرِ انبیا خیر الامم ہے

سرِ افلاک پر خورشیدِ انور
تمہارا یا نبی نقشِ قدم ہے

خبر لو جلد اے رشکِ مسیحا
کہ اس بیمار کا آنکھوں میں دم ہے

بلا لو آستانے پر بلا لو!
پڑا ہوں در پہ دل کو سخت غم ہے

خدا کے فضل سے ہر امتی پر
رسول اللہ کا لطف و کرم ہے

عرب میں ہے نبی کی بادشاہی
وہی شہنشہِ ملکِ عجم ہے

رواں ہے نعتِ احمد میں جو ہر دم
وہ اے بیدل ہمارا ہی قلم ہے

یا شاہ علاء الدین عالم ترا قائل ہے
تو ہادی برحق ہے تو مرشد کامل ہے

مخدوم علی احمد ولیوں میں تو کامل ہے
والی ولایت ہے اللہ سے واصل ہے

مسکن ہے جو صابر کا صابر کی جو منزل ہے
پرنور وہی دل ہے معمور وہی دل ہے

کہتے ہیں یہی ہر دم اللہ کے بندے سب
جو آپ سے واصل ہے اللہ سے واصل ہے

اک نور برستا ہے روضہ کی عمارت پر
ہر وقت یہاں رحمت اللہ کی نازل ہے

اس عالم امکاں میں ہے جلوہ گری تیری
تو نور مجسم ہے تو شمع محافل ہے

زوار نے جب دیکھا بیساختہ کہہ اٹھے
کلیر کا ہر اک گوشہ فردوس کی منزل ہے

طوفاں سے بچایا ہے ہر ڈوبتی کشتی کو
لاریب حقیقت کے دریا کا تو ساحل ہے

ممکن نہیں عیسیٰ سے ہو چارہ گری انکی
جو آپ کا گھائل ہے جو آپ کا بسمل ہے

لاتا ہی نہیں ہرگز وہ شاہوں کو نگاہوں میں
جو آپ کا منگتا ہے جو آپ کا سائل ہے

یا شاہ علاء الدین مخدوم علی احمد
آسانی ہر مشکل کیا آپ کو مشکل ہے

حیراں ہوں گلستان عرفاں میں ہے غل کیسا
دیوانوں کی ہو حق ہے یا شور عنادل ہے

یہ بادۂ الفت میں تاثیر نئی دیکھی
میخانۂ صابر کا جو مست ہے عاقل ہے

اس پر بھی عنایت ہو فرقت میں تڑپتا ہے
جو آپ کا شیدا ہے جو آپ کا بیدل ہے

جب یاد کیا ان کو بیدل یہ صدا آئی
آئیں تو کہاں آئیں پہلو میں ترے دل ہے

کوئی محبوب دل میں جلوہ گر ہے — مرا گھر غیرتِ شمس و قمر ہے
خدا جانے درِ کعبہ کدھر ہے — سراسر ہے بتوں کا سنگ در ہے
نگاہِ شوق سے سب دیکھتے ہیں — نمائش پر ہزاروں کی نظر ہے
نہ کھینچو تیر پہلو سے نہ کھینچو — مرا لپٹا ہوا اس سے جگر ہے
مزے میں شام سے گزری شبِ وصل — سحر روزِ قیامت کی سحر ہے
نشاں سجدہ کے ہیں جس آستاں پر — مکاں اس بت کا وہ اے نامہ بر ہے
وہ ہیں بیٹھے ہوئے بزمِ عدو میں — تو اے جذبِ محبت بے اثر ہے
قیامت ہے بپا ہر اک قدم پر — غضب کی چال تیری فتنہ گر ہے
بچے رہنا نگاہِ غیر سے تم — نہایت یہ ندیدہ بد نظر ہے
چلی جاتی ہے دنیا رفتہ رفتہ — عدم آباد میں دلکش اثر ہے
جنوں کچھ ہو گیا ہے شوق ایسا — میں آگے پیچھے پیچھے نامہ بر ہے
تجھے آنکھوں سے دل میں دیکھ لیتا — نصیب حلقۂ اہلِ نظر ہے
لہو ہو ہو کے بہتا ہے کلیجا — ہر آنسو قطرۂ خونِ جگر ہے
نہ گزریگی قیامت تک شبِ غم — عبث نالاں تو اے مرغِ سحر ہے

سنا جب دردِ دل بیدل سے اس نے — کہا قصہ ترا اک دردِ سر ہے

جلوہ دکھا دے صورتِ شمس و قمر مجھے
اس کا ہی انتظار ہے شام و سحر مجھے

تیری نصیحتوں کا نہیں کچھ اثر مجھے
دیتا ہے پند گو تو عبث دردِ سر مجھے

برقِ تپاں کی طرح شب و روز اے ندیم
تڑپا رہا ہے ہجر میں دردِ جگر مجھے

تھامے ہوئے کلیجے کو آئیں وہ بے طلب
اے جذبِ دل دکھا دے کچھ اتنا اثر مجھے

الفت میں سوز و ساز کا جب آئے کچھ مزا
تجھکو لگی ہوئی ہو اِدھر اور اُدھر مجھے

آنکھوں سے اپنے تو نے جو مجھ کو گرا دیا
عبرت سے دیکھتے ہیں سب اہلِ نظر مجھے

بیتاب و خوفناک و پریشاں ہے کس لئے
کیا اس نے کچھ کہا ہے سنا نامہ بر مجھے

قاصد میں کیا بتاؤں کہاں ہے مقامِ دوست
اسکی تو کیا نہیں ہے کچھ اپنی خبر مجھے

بیمارِ ہجر یا رہوں ہوتی نہیں شفا
اللہ کو تو سونپ دے اے چارہ گر مجھے

تو نے کبھی نہ غنچۂ دل وا کیا مرا
شکوا بجا ہے تجھسے نسیمِ سحر مجھے

تیرا خیالِ شوق ترا تیری آرزو
ہر سو اڑائے پھرتے ہیں بے بال و پر مجھے

آنسو گرا گرا کے رقیبوں کے سامنے
رسوا نہ کر اسے نہ تو اے چشمِ تر مجھے

دل کو جگر کو دونوں کو زخمی بنا دیا
اک برچھی ہو گئی ہے وہ ترچھی نظر مجھے

میرا کوئی قصور نہیں پھر بھی اے خدا
آنکھیں نکالتا ہے وہ بت دیکھ کر مجھے

بے اذنِ دوست اسمیں نہ رکھوں کبھی قدم
بابِ بہشت وا اگر آئے نظر مجھے

پوچھوں میں اس سے برشِ شمشیر کا مزا
بسمل کوئی تڑپتا جو آئے نظر مجھے

تنہا چلا ہوں راستہ دیکھا ہوا نہیں
ملکِ عدم کا جب نہ ملا ہمسفر مجھے

حاسد کا عیب عیب نہیں میری آنکھ میں
دی ہے خدا نے ایسی ہنر بیں نظر مجھے

آوارہ تیرے عشق میں پھرتے ہیں رات دن
معلوم ہے حقیقتِ شمس و قمر مجھے

رخسار ان کے دیکھ رہا ہوں شبِ وصال
منہ اپنا حشر تک نہ دکھائے سحر مجھے

بیدل سر مشاعرہ لینے کو دل میرا
دینے لگے ہیں آپ فریب نظر مجھے

اک شمع رو کے سوز محبت سے ساز ہے
جلنے پر اپنے صورتِ پروانہ ناز ہے

تو اے طبیب عشق بڑا چارہ ساز ہے
میرے علاج سے تجھے کیوں احتراز ہے

مجھ سا سمجھ رہے ہو محبت میں غیر کو
عشق و ہوس میں خاک تمہیں امتیاز ہے

کہنا ابھر ابھر کے کسی کے شباب کا
انجام دیکھنا ابھی آغاز ناز ہے

زاہد کے پاس اور سوا اسکے کچھ نہیں
اک بوریا ہے گھر میں وہی جا نماز ہے

محمود غزنوی بھی محبت کا ہے اسیر
زنجیر پا ایاز کی زلفِ دراز ہے

سجدہ کیا ہے سنگ در یار پر بجا
پتھر یہ عاشقوں کیلئے جا نماز ہے

مجھ سے گنہگار کو بخشا کرم کیا
اللہ تو کریم ہے بندہ نواز ہے

کس شعلہ رو کے عشق کی دل میں بھری ہے آگ
تاثیرِ آہ سرد بھی آتش گداز ہے

آئی نہ اس کی صبح قیامت بھی ہو چکی
اللہ کس قدر شب فرقت دراز ہے

آنکھوں میں غیر سے نری ہوتی ہے گفتگو
میں خوب جانتا ہوں جو در پردہ راز ہے

آئے نہ پھر تو تجھ سے اک دن مزار پر
اتنا شہید ناز سے کیوں احتراز ہے

ہم بت پرستوں سے ہوئے ہیں خدا پرست
بیدل کہ یہ سچ ہے قنطرۂ حقیقت مجاز ہے

میرے میں رنگ وحدت احمد جما رہا ہے
نقشے دوئی کے سب کے دل سے مٹا رہا ہے

شکلِ شہِ سلیماں نورِ محمدی ہے
فخرِ جہاں بنکر جلوے دکھا رہا ہے

وہ عارفِ معارف غواصِ بحرِ عرفاں
دریائے معرفت کے موتی لٹا رہا ہے

اے تشنگانِ عرفاں میرے کے میکدہ میں
بھر بھر کے جام وحدت ساقی پلا رہا ہے

آنکھوں میں میری تو ہے دلمیں ترا ہے جلوا
پھر کس لئے تو مجھ سے منہ کو چھپا رہا ہے

دیر و حرم میں ڈھونڈا دیکھا سوئے کلیسا
تیرا ہی عشق پیارے در در پھرا رہا ہے

ہر گل میں ہر شجر میں ہر برگ ہر ثمر میں
تیرا ہی رنگ و بو ہے تو ہی سما رہا ہے

آ آکے یاد تیری دل کو ستا رہی ہے
رہ رہ کے ذکر تیرا مجھکو رلا رہا ہے

بیدل غلام پر بھی اک لطف کی نظر ہو
اوروں کی میرے مولا بگڑی بنا رہا ہے

بلایا تم نے جو خواجہ تو ہم دربار میں آئے
زہے قسمت زہے طالع تری سرکار میں آئے

نہیں حاجت انہیں کچھ حور و غلماں کی جنت کی
تمہارے طالب دیدار جو دربار میں آئے

پتا چلتا ہے میرے میں نہیں کچھ پتہ جدھر کا
عدم سے جو تلاشِ جلوۂ دلدار میں آئے

ہزاروں یوسفِ مصری سے تیرے مشتری دیکھے
نہ دیکھی جنس ایسی جب سے ہم بازار میں آئے

مشامِ جاں معطر ہو گیا ہے تیری خوشبو سے
ترے کوچہ میں آئے یا کسی گلزار میں آئے

دکھا دو اک نظر ہم کو جمال حق نما اپنا
مزا دیدار حق کا لوٹے پر انوار میں آئے

حضور میری کے عشق کا سب فیض ہے بیدل
مضامین فصاحت جو ترے اشعار میں آئے

ایسی لگی ہوئی ہے آہ شرر فشاں
بلبل کا ایک پر بھی نکلا نہ آشیاں سے

دیتا نہیں کوئی بھی یارب نشان یوسف
پھرتے ہیں پوچھتے ہم ہر اہل کارواں سے

انجام کار سب کو زیر زمیں دبایا
اہل زمیں ہیں نالاں بیداد آسماں سے

نزدیک آگئی ہے کیا ساعت قیامت
اب روز روز فتنے اٹھنے لگے جہاں سے

غافل ہوئی گلوں سے پھنس کر قفس میں بلبل
الفت نہیں رہی کچھ گلزار و گلستاں سے

ناکامیوں پہ اپنی افسوس کیوں نہ آئے
نکلا نہ کام کوئی دنیا میں آسماں سے

ایمائے چشم پر کچھ ان کے نظر نہیں ہے
کہہ لیتے جو نگہ سے کہنا پڑا زباں سے

آہوں سے پھونک دینگے یہ سائباں گردوں
اہل زمیں دینگے کیا خاک آسماں سے

صیاد لے کے آیا لاسا پئے اسیری
لیجائیگا پکڑ کر بلبل کو آشیاں سے

سمجھے کہ مل گئی ہے دنیا کی بادشاہی
اٹھتا نہیں سر اپنا اس [illegible] کے آستاں سے

اس برق وش کی الفت تڑپا رہی ہے دلکو
[illegible] ہو بیدل دل تپاں سے

ہزاروں کر چکے سجدے جبیں سے
ہمارا سر نہیں اٹھتا زمیں سے

امید وصل کیا ہو اس حسیں سے
دکھائے جو جھلک [illegible] جبیں سے

سنی ہے کیا خبر مرگ عدو کی | کہ ٹپکے اشک چشم سرمگیں سے
وہ لیلیتے ہیں ہر انداز سے دل | ادا سے ناز سے ہاں سے نہیں سے
ہوئی مقبول میری آہ و زاری | اثر آئی دعا عرش بریں سے
مرے دل میں رہو تم جلوہ افروز | کہ آبادی مکاں کی ہے مکیں سے
کروں کیا اس لب شیریں کی تعریف | کہ شیریں تر ہے قند و انگبیں سے
ہوا قائل ترا اے جذبۂ دل | کہ اس کو کھینچ لایا تو کہیں سے
تعجب ہے کہ مجھ سے سخت جاں کو | کیا ہے قتل دست نازنیں سے
کبھی تو دشمنوں کا گھر جلیگا | لگے گی آگ آہ آتشیں سے

یہی بیدل دعا کرتا ہے یا رب
ملے محشر میں ختم المرسلیں سے

دیکھے جو تجھ میں جلوے اے ماہ دلبری کے | قائل نہیں رہے ہم اب حور کے پری کے
اس چشم پر فسوں نے عالم کیا مسخر | ہیں مات اسکے آگے سب سحر سامری کے
دیکھا نہیں جہاں میں تیرے سوا کسی کو | کیا خوبرو کرینگے دعوی برابری کے
پہلے تو دل کو لینا پھر دلدہی نہ کرنا | کیا ہیں یہی مراسم انداز دلبری کے
ہم کو مقام جاناں معلوم ہو گیا ہے | اے خضر اب نہیں ہم محتاج رہبری کے
اے شیخ بتکدہ میں دیکھا ہے کسکا جلوا | نعرے لگا رہے ہو ہر دم ہری ہری کے
اول تو قتل کرنا پھر لاش کو جلانا | انداز حد سے گزرے ظالم ستمگری کے

دیوانہ بن کے نکلا پہلو سے دل ہمارا
بکھرے ہوئے جو دیکھے گیسو کسی پری کے

تیرے سخن نے بیدل دنیائے شاعری میں
سکّے جما دئے ہیں شانِ سخنوری کے

باعث وحشت اسے یادِ چمن آہن میں ہے
چاکِ مرغانِ قفس کا پیرہن آہن میں ہے

لوہے کے پنجرے میں ڈالا ہے اسے صیاد نے
سختیِ تقدیر سے مرغِ چمن آہن میں ہے

دیکھنے والے تری تلوار کے کہتے ہیں سب
کس غضب کا کس ستم کا بانکپن آہن میں ہے

کس سے اٹھ سکتی دنیا میں مصیبت عشق کی
بوجھ اس میں بھی ہے جتنا لاکھ من آہن میں ہے

ہے قفس میں آج وہ کل تھا نواسنجِ چمن
وائے قسمت طوطیِ شکر شکن آہن میں ہے

قتل کا میرے ارادہ تیغ سے ہرگز نہ کر
دیکھ بھاری بوجھ اے نازک بدن آہن میں ہے

اسکے قلبِ سخت کا جس بزم میں ہو تذکرہ
سب بہم ہو کر کہیں جائے سخن آہن میں ہے

نکلے وقتِ ضرب دونوں سے شرر ہمرنگِ گل
اک چمن پتھر میں دیکھا اک چمن آہن میں ہے

نفسِ امارہ اگر قابو میں آجائے ترے
یہ سمجھ بیدل کہ قیدی اہرمن آہن میں ہے

## سہرے

تبقریب شادی مہربانِ دوستاں فضل الرحمن صاحب

فضلِ رحماں کا ہے سر پر ترے شایاں سہرا
ہو مبارک تجھے اے خسروِ خوباں سہرا

خندہ زن ہے یہ وخورشید درخشاں پہ آج
ہے شعاع رخ پر نور سے تاباں سہرا

محو حیرت ہے تجھے دیکھ کے چشم عالم
خد و قد پر ترے کیونکر نہ ہو نازاں سہرا

ترے سہرے کا ہر اک پھول خوشی سے پھولا
سرو دستار ہوا باندھ کے شاداں سہرا

لیگیا ایک ہی جلوہ میں مرے ہوش و حواس
شعلۂ طور کی صورت رکھتا ہے ذیشاں سہرا

سبزۂ رخ نے ترے اسکو یہ رونق بخشی
بنگیا غیرت گلزار و گلستاں سہرا

ہے دعا میرزا بیدل کی خدا سے کہ رہے
عیش و عشرت کا ترے سر پہ نمایاں سہرا

## تقریب شادی عزیز از جان عبدالقادر خاں

ہوا ہے مل کے ترے رخ سے پُر ضیا سہرا
بنا ہے تار شعاعی سے خوشنما سہرا

مری دعا ہے مبارک ہو عبد قادر کو
یہ کہکشاں سے چمکتا ہوا سوا سہرا

نہ اس کا حسن میں ثانی نہ اس کا خوبی میں
عجیب بنا ہے عجیب اس کا دلربا سہرا

سر فلک ہے نوا سنج زہرۂ رقاص
چمن میں گاتے ہیں مرغان خوشنوا سہرا

نئے ہیں گل نئی کلیاں بہار کی مالن
نیا بنا ہے بنا ہے گندھا ہوا سہرا

بہار آئی ہوئی ہے کھلے ہوئے ہیں پھول
ریاض خلد سے بڑھکر ہے خوشنما سہرا

نگاہ مہر جھپکتی ہے اس کے جلوہ سے
ہوا ہے جلوۂ عارض سے جلوہ زا سہرا

گلوں کی بو سے معطر دماغ عالم ہے
یہ ہے ریاض جناں کا گندھا ہوا سہرا

ہوئی ہے بزم پہ طاری کچھ ایسی کیفیت
ہر ایک دیکھ کے کہتا ہے واہ وا سہرا

جہاں میں دھوم ہے شادی کتخدائی کی | خوشی سے دیکھ رہے ہیں سب اقربا سہرا

یہی دعا ہے یہی آرزو ہے بیدل کی
دکھائے نوشہ کو اولاد کا خدا سہرا

دیگر

عبدالقادر یہ قسمتی سہرا | باندھ سر پہ ہنسی خوشی سہرا
یہ دعا ہے تجھے مبارک ہو | مظہر فضل ایزدی سہرا
خوب گوندھا خوشی سے مالن نے | چمن کے گلہائے خرمی سہرا
جن کا ثانی نہیں زمانے میں | یہی نوشاہ ہے یہی سہرا
چھینے لیتا ہے اہل بزم کے دل | خوب کرتا ہے دلبری سہرا
لعل و گوہر کا زر کی تاروں میں | گوندھ کر لائے جوہری سہرا

عقد کا سال لکھ دو اے بیدل
آج باندھا بصد خوشی سہرا
سنہ ۱۳۴۵ ہجری

بتقریب شادی کرمفرمائے دوستان شیخ عبدالحمید خاں صاحب

عبدالحمید خاں کے سر پہ بندھا ہے سہرا | کیا پُر ضیا ہے سہرا کیا دلکشا ہے سہرا
ماں باپ شاداں ہیں عبدالحمید خرم | دل بند کا ہے سہرا فرزند کا ہے سہرا
اولاد شاہ گیلاں کی سب دعا کا پھل ہے | نکلے ہاتھ دعا سے گوندھا گیا ہے سہرا

لپٹا ہوا گلے سے چمٹا ہوا جبیں سے — ارماں نکالتا ہے عاشق ہوا ہے سہرا
گوہر چمک رہے ہیں موتی دمک رہے ہیں — مانند کہکشاں کے اے مہ لقا ہے سہرا
جنت سے لائی مالن سہرے کے پھول چنکر — نوشاہ تو بنا ہے تیرا بنا ہے سہرا
جو دیکھتا ہے اس کو پھولا نہیں سماتا — عشرت فزا ہے سہرا فرحت فزا ہے سہرا
تو دلبر جہاں ہے سہرا بھی دلربا ہے — عالم فدا ہے اس پر تجھ پر فدا ہے سہرا

جس نے سنا یہ سہرا الفاظ سے وہ بولا
بیدل نے جی لگا کر اچھا کہا ہے سہرا

## دیگر

عبدالحمید خاں کی شادی بھی مبارک — ماں باپ کو چچا کو سب کو خوشی مبارک
عقد نکاح باندھا قاضی نے نیک ساعت — نوشہ کو پا آئی یہ شبھ گھڑی مبارک
گھر کا چراغ روشن اللہ نے کیا ہے — دلہن کی گھر میں آکر جلوہ گری مبارک
احباب و آشنا سب دل سے یہ کہہ رہے ہیں — شادی ہوئی مبارک شادی ہوئی مبارک
پریاں بھی رقص کرکے شادی میں گا رہی ہیں — اے عزت سلیماں تجھ کو پری مبارک
لیتا ہے وقت شادی تو نے جو غسل کرکے — نوشاہ تجھ کو جوڑا یہ قیمتی مبارک
سہرا جو تو نے باندھا ماں باپ کا کھلا دل — بولا چچا مبارک بولی چچی مبارک

بیدل نے بھی دعا دی دست دعا اٹھاکر
یہ بزم شادمانی یہ خوشدلی مبارک

## ...باعی عید

| | |
|---|---|
| ...نایاں ہے | کوئی سرمست جام پر سرور چشم جاناں ہے |
| ...قت نامی | ہماری عید گویا مایۂ صد رنج و حرماں ہے |

## ...ہ و تاریخ

...رت آیات تاج الشعرا بیلی رام صاحب شاطر

| | |
|---|---|
| ...بیاں شاطر | نہیں ہے میرے کہے میں مری زباں شاطر |
| ...عضاء | مرے بدن میں ذرا بھی نہیں تواں شاطر |
| ...سے میرے | ز لب تک آتی ہے دل سے مری فغاں شاطر |
| ...آبادی | ہوا تھا خلق میں مشہور خوش بیاں شاطر |
| ...م و یہم | قضا یہاں سے تجھے لے گئی کہاں شاطر |
| ...ولا تھا | کہ موت لینے تجھے آئی ناگہاں شاطر |
| ...حالت | ہر اک فراق میں تیرے ہے نوحہ گر شاطر |
| ...تیا ہے | ہر اک کی آنکھ بنی چشم خونفشاں شاطر |
| ...وہ بزم | غزل سرا تھے جو وہ سب ہیں نوحہ خواں شاطر |

۱۳۶۷ھ

نہاں ہر آنکھ سے لیکن نظر کے سامنے ہو
نہیں ہے تجھ سے نہاں صورت عیاں شاطر

دل حزیں کو یونہی ہم تسلیاں دینگے
پڑھا کرینگے ترے غم کی داستاں شاطر

تھا فروری کے مہینے کا بیسواں وہ دن
کہ جہاں سے لینے کو موت آئی ناگہاں شاطر

یہ کہہ کے بیدل بیدل ہوا بغیر ترے
زوال رونق بزم سخنوراں شاطر

۱۹۲۶ عیسوی

## دیگر

اٹھ گیا بزم سخن سے شاطر
اب وہ کیفیت و رونق نہ رہی

وقت مرنے کے کہا بیدل نے
گل ہوئی شمع سخن سنجی کی

۱۳۴۴ ہجری

کچھ شاعری کی بزم میں رونق نہیں رہی
رخصت جہاں سے شاعر استاد فن ہوا

دنیا کی وقف نالہ و فریاد ہے زباں
حرف فغاں آہ جہاں کا دہن ہوا

دل میں سوائے رنج و محن اور کچھ نہیں
عشرت کدہ جو گھر تھا وہ دار المحن ہوا

۱۹۲۶ء

نوحہ تعزیت وفات حسرت آیات عزیز از جان محمد مختار خان

چلا تو چھوڑ کے تنہا مجھے کہاں مختار
مری تو آنکھوں میں اندھیر ہے جہاں مختار

لگا ہے آگ مرے دل میں ہجر جاں مختار
جلا رہا ہے یہ سوز غم نہاں مختار

مری نظر سے ہوا دفعتہ نہاں مختار
پھروں میں ڈھونڈتا تجھکو کہاں کہاں مختار

مثال برق ہر اک کا ہے دل تپاں مختار — ہر اک کی آنکھ سے ہے بحر خوں رواں مختار
ہے تیرا باپ ترے غم میں جو نچکاں مختار — تو والدہ ہے ترے غم میں نیمجاں مختار
نہ جاں میں تاب و تواں اور نہ دل میں صبر و قرار — مثال ماہی بے آب ہوں تپاں مختار
امید تھی جنہیں تیرا بیاہ رچائینگے — دکھائے دیتے ہیں وہ آج نوحہ خواں مختار
ہے سارا گھر ترے ماتم میں بیخود و بیہوش — سناؤں کس کو ترے غم کی داستاں مختار
کلی جوانی کی اب تک نہ کھلنے پائی تھی — اجل کا جھونکا تجھے لیگیا کہاں مختار
ربیع ثانی کی تاریخ تھی وہ ہفت و ہم — ہماری آنکھ سے جس دن ہوا نہاں مختار

سن وفات جو پوچھی تو خلد سے بیدل
صدا یہ آئی کہ رو دہ آگیا یہاں مختار
۱۳۵۰ ہجری

قطعہ وفات حسرت آیات اہلیہ محمد اسمعیل صاحب انصاری

مرگئی اہلیہ اسمعیل ہے شمع جنت کی ہوئی پروانہ = لوح تربت رقم کر بیدل ہے گل ہوا آہ چراغ خانہ
۱۹۳۸ء

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات امیر الکلام حسان الہند قبلہ استادی مولانا محمد خاں صاحب

غریب سہارنپوری

کیوں نہ ہو آج اضطراب غریب — چل بسے دہر سے جناب غریب
چشمۂ فیض تھے جناب غریب — اک زمانہ ہے فیضیاب غریب
مشفق و مہرباں محمد خاں — مرشد و رہنما جناب غریب
حلم و اخلاق علم و احساں میں — ہم نے دیکھا نہیں جواب غریب

کون حسان ہند میں تھا — آپ ہی آپ تھے جناب غریب
لاکلام آپ تھے امیر کلام — نقطہ نقطہ ہے انتخاب غریب
آج کس کو غزل دکھائیں ہم — نہیں ملتا کہیں جواب غریب
بزم عشرت بدل گئی غم سے — حشر ساماں ہے انقلاب غریب
بس رہا ہے مری نگاہوں میں — جلوۂ روئے آفتاب غریب
یادگاروں میں حضرت احمد — ہاں وہی اک ہیں انتخاب غریب
اب گیا لطف زندگی بیدل — چل بسے دہر سے جناب غریب
بے حساب ان کے ہم پہ احساں ہیں — اے خدا تو نہ لے حساب غریب

سال غم طرح میں کہو بیدل
ہائے آداب دان جناب غریب
۱۳۴۷ ہجری

# قند پارسی

## غزل

بشکلِ جاں نمے بینم نشانے دلستانے را — نشانِ خویش گم کردم کہ یابم بے نشانے را

بسا در دل نہفتم سرِ عشق دلستانے را — زبانِ حال افشا کرد رازِ بے زبانے را

اگر افروختی اے شمع وا ز آتشِ فرقت — کجا بودی کہ امشب سوختی آزردہ جانے را

اگر از ناتوانی ہا زباں ز شکوہ معذورت — وہانِ زخمِ دل خود مے دہد شرحِ بیانے را

دلم از داغ ہا رنگِ بہارے بے خزاں دارد — بیا سروِ رواں بنگر بہارِ گلستانے را

شدہ عمرے کہ مرغِ روحِ من سرگشتہ میگردد — نداند آشیانے را نداند گلستانے را

چو زلفِ خود پریشاں است تا بشنید دلبر — فغانے دردمندے را بیانِ خستہ جانے را

بیا ساقی بدہ جامے بمن از بادۂ عرفاں — کہ تا یابم نشانے منزلِ جانِ جہانے را

نخواہد یافت بیدل از سرِ صدق و صفا بارے
گرفتہ دامنِ پاکِ شہِ کون و مکانے را

دلم در جستجوی منزلش گم کرده منزل را | که تا یابد سراغ کاروان گرد محمل را

ز فور جلوه میگردد حباب چشم مشتاقان | بطوفان تجلی کرده ام گم شمع محفل را

تراهر جا نماید جلوهٔ انوار حسن او | اگر چون چشم مشتاقان کشائی دیدهٔ دل را

غریق لجهٔ دریای حیرت گشته ام از بس | کرانش را نمی یابم نه بینم هیچ ساحل را

چرا از کشتهٔ تیغ ادا دامن کشان رفتی | بیا قاتل تماشا کن بمقتل رقص بسمل را

چه شوری در جهان انگیخته سو زلف مشکینت | پریشان کرده چو کاکل خود عالم دل را

نه پرسیدی گهی از لطف حال زار محزونی | مگر از سنگ بی مهری شکستی شیشهٔ دل را

هزاران کشتهٔ تیغ ادایش می تپند هر سو | جهانی قتل کرد و کس نپرسید ست قاتل را

ز عمری بسکه بیتاب و توان افتاده در کویش
که شاید دلربا یاری بپرسد حال بیدل را

شهرت گرفت در همه عالم کلام ما | خوردند بیکسان فصاحت ز جام ما

کو قاصدی که او برساند پیام ما | باد صبا نمی گذرد از مقام ما

در جستجوی دلبر محشر خرام ما | فرسوده گشت عرصهٔ عالم ز گام ما

بادی خیال وصل ز دیوانگی بود | کو از غرور حسن نگیرد سلام ما

تا طوف دوست در دل ما جلوه برفروخت | تاریخ نه مهر و ماه شده صبح و شام ما

عاشق مخوان و هرچه بخواهی خطاب کن | ننگ است عاشقان جهان را ز نام ما

ای شیخ گر بخدمت پیر مغان روی | صد غسل کن بچشمهٔ آب حرام ما

از تشنگی بمیکده بیتاب گشته ایم
ساقی بیار باده که خالیست جام ما

با روی تست رونق بازار عاشقان
ای در قیام حسن تو باشد قیام ما

مدح شهنشه دو جهان چون نوشته ایم
گردیده مقتدای دو عالم کلام ما

نازم به بخت خویش که آن بادشاه حسن
بیدل مرا بخواند کجائی غلام ما

چو نرگسم همه تن چشم انتظار بیا
فروغ دیدهٔ من صبر بیقرار بیا

چه کرده ام که زپهلوی من کناره شدی
مشو کناره تو ای جان درکنار بیا

شگفتن گل باغ دلم بغیر تو نیست
نسیم صبح بیا ابر نوبهار بیا

برو چو اشک ز چشم بیا چو سوز بدل
هزار بار برو صد هزار بار بیا

ببین که داغ دلم رنگ صد بهار آورد
گل شگفته بیا رشک لاله زار بیا

ز روی تست به گلزار عالم آبادی
بهار باغ بیا رونق بهار بیا

بمیکده همه میخوار تو ساقی نایند
تو مست ناز بیا چشم پرخمار بیا

نه بود اینکه بجای دگر تو جای کنی
بچشم من بنشین در دلم نگار بیا

بهجر تو همه عمرم بشد وای کرم
گهی نگفته بیدل تو درکنار بیا

مرهم زخم دل افگار ما
ای طبیب جسم و جان زار ما

آبروی چشم گوهر بار ما
یوسف ما رونق بازار ما

هست تا سودائے زلفت در سرم — روز ما شب گشت شب شد تار ما
دیدهٔ ودل را منور میکند — پرتو حسن رخ دلدار ما
صورت آئینه حیرانم نمود — آئینه رو آئینه کردار ما
در خیال نرگس شہلائے تو — گریہ ہا دارد دل بیمار ما
المدد شاہ سلیمان المدد — گشت حملہ یار ما اغیار ما
لطف فرمائے حضور میروی — رہبر ما پیر ما غمخوار ما

حال بیدل را چہ داند پند گو
بے خبر از حال تا اسرار ما

ساقیم چون مے بہ بزم غیر در پیمانہ ریخت — خون بہ ما از تیغ بیدردی چہ بیدردانہ ریخت
بسکہ ساقی بادۂ گلرنگ در پیمانہ ریخت — محتسب را خون حسرت در مے میخانہ ریخت
یار ما در میکدہ چون جلوۂ مستانہ ریخت — جوش زد در خم شراب و بر سر خمخانہ ریخت
ہائے ہا ر کشتۂ خود دیدہ ات پر زخم نشد — گرچہ بر روئے اشک ماتم از خود و بیگانہ ریخت
محتسب در عین مستی آمد اندر میکدہ — خون نش از مستے ہمستی ریخت ہاں بیجا نہ ریخت
آنچنان بدست شد مستئ مے چشت کہ او — از سر مستی ہمہ مے از خم و خمخانہ ریخت
دام چون بنہاد صیاد از پئے صید دلم — بوالعجب از خال ہا بر روئے زیبا دانہ ریخت
رحم یا یار بر من دیوانہ اش خلق خدا — تا بکے از سنگ باران بر سر دیوانہ ریخت
سوزش عشق دل عاشق نباشد بے اثر — شمع روشن اشک ہا اندر غم پروانہ ریخت
از دل مجنون ما خلق جہاں پوسند ننگ — خوب شد فصاد گر خون رگ دیوانہ ریخت

اینقدر دارد درو دندان یارم آب و تاب — کز فروغش آبروی گوهر شاهانه ریخت

دل ز بند زلف او آزاد گشتن مشکل است — گرچه شانه از پی واکردنش دندانه ریخت

رخت هستی را ز دار نیستی باید کشید — ورنه میسوزد چو آتش اندرون خانه ریخت

آتش عشقش فروزان بود در جان و تنم — سوختم چون شمع آتش در پر پروانه ریخت

بیدل از فیض غریب مخزن قفل و مهر
پیش ارباب معانی از سخن دردانه ریخت

فلک آن ماه را از من جدا کردی چه انصافست — مرا در ظلمت غم مبتلا کردی چه انصافست

بجای تشنه کام آب تیغ ناز دشمن را — تو سیراب ای بت خونی قبا کردی چه انصافست

نگار الغد قتل عاشق لب های یاقوتی — فزون از خون دل رنگ حنا کردی چه انصافست

ز کوی عشق گیسوی نهان ای صرصر دوری — غبار ناتوان را بادپا کردی چه انصافست

نشد بر مبتیم پرچم نگارا دیده شوخت — مرا بی آبرو در اقربا کردی چه انصافست

به تیر غمزه های جان ستان و ناوک مژگان — مشبک سینه ام ای فتنه زا کردی چه انصافست

تلاطم میخورد در بحر غم کشتی عمر من — تغافل چون ز من ای ناخدا کردی چه انصافست

کنار کشتی دامان افشان از مزار میرزا بیدل
نه با اخلاص خاطر تو قضا کردی چه انصافست

خشک و تر اندر ره عشاق هرجا دشمن است — خار صحرا دشمن است و موج دریا دشمن است

چشم و گیسو قد و قامت روی زیبا دشمن است — آن پری با هر نظر نازان سراپا دشمن است

پند تو در گوش چون آید فزون گردد جنون
پندگو وعظ و نصیحت از پی ما دشمن است

اعتماد و دوستی بر لطف‌های خود مکن
هر که اینجا جان نثار تست انجا دشمن است

درد از درمان فزون گردد برو ای چاره گر
دردمندان محبت را مداوا دشمن است

نیست در راه محبت جز خطرهای عظیم
صد بلا بالست و در هر گام صحرا دشمن است

ناز قاتل غمزه خونریز کرشمه جان‌ستان
مر ادای آن بت سفاک گویا دشمن است

هر که آمد اندرین دنیا بجست خویشتن بسی دریغ
غافلی هرگز نمی‌فهمد که دنیا دشمن است

بیدل از دست دل دیوانه ام آفت بجان
این عجب بین در پی ناموس ما دشمن است

از پی حسن تو هر کس به تمنا گستاخ
شیخ در کعبه و ترسا به کلیسا گستاخ

جلوهٔ روی تو کردست همه را گستاخ
ورنه من بودم چنی دیدهٔ بینا گستاخ

تاب نظاره نداری که جمالش بینی
منگر چشم تمنا به تمنا گستاخ

جلوهٔ گلشن حسن تو به افغان آورد
نیست بلبل به فغان ای گل رعنا گستاخ

باید این جای تو باشد بدل و دیدهٔ من
لیک شوخست دل و دیده بینا گستاخ

دامن عصمت یوسف بدریدی آخر
عاشقی نیست مثال تو زلیخا گستاخ

بی حجابانه دهی جلوه و دیوانه کنی
باز گویی که چنین عاشق شیدا گستاخ

سرنگون شد ز خجالت به گلستان آخر
سوی تو دید مگر نرگس شهلا گستاخ

هر قدم سجده گه است راه جانان
گام فهمیده زنی هان نه نهی پا گستاخ

نظر لطف بفرما که توئی بنده نواز　　گرچه شوقم همه گر دست سراپا گستاخ

مانع اہل ادب شوخ نگاہی باشد
بمجالسش منگر بیدل شید اگستاخ

باز سودائے سر زلف ستم ایجاد شد　　وحشت آباد دل مجنوں ما آباد شد

بر دل مظلوم ما بیداد بر بیداد شد　　حکم بہر ضبط آه و ناله و فریاد شد

در قفس فصل بہار آں یا ز یاد آمد مرا　　بلبل زار دلم در ناله و فریاد شد

سخت جانی ہا مرا ناکام آب تیغ ساخت　　دست قاتل ماند و آب خنجر فولاد شد

کے تواند ہمسر سرو خرامانت شدن　　پا بگل اندر گلستاں سرو شد شمشاد شد

در خیال زلف و روئے دلبر مہوشش　　از سرم ہوش رفت و صبر دل برباد شد

بر زبان خلق اکنوں داستان عشق ما ست　　قصه قیس حزین و وامق فرہاد شد

کیست یارب جلوه افروز چمن کز ہر طرف　　در گلستان جہاں شور مبارکباد شد

از دلم بیساختہ در یاد روئے دلبرے　　تا فلک آه و فغان و ناله و فریاد شد

ہر کسے اندر جہاں چوں کارواں بر بستن است　　شادمان با حسرت و ارماں دل ناشاد شد

جان ما آرام از رنج و غم و اندوه یافت　　شادماں با حسرت و ارماں دل ناشاد شد

تا بکے جور و ستم بر بلبل آشفته دل　　در بہار گل اسیر دام تو صیاد شد

در فن شعر و سخن بیدل مرا حاجی عمر
پیر شد عمر شد رہبر شد و استاد شد

چشمم سوی یارم و یارم نظر نکرد
دل مبتلای عشقش و عشقم اثر نکرد

روزم بشکل شب شد و شب شد چو زلف او
آن آفتاب حسن شبم را سحر نکرد

یارب کدام هوش ربا جلوه برفروخت
کس اینچنین مرا ز خبر بیخبر نکرد

از مهر و خلق آن بت رعنا بحیرتم
صد چشم لطف داشتم و یک نظر نکرد

دل در کمند گیسوی جانان گرفته جای
مرغ عجب ببین که ز دامی حذر نکرد

از آه و ناله سقف فلک گشت داغ داغ
سوز دلم مگر برقیبان اثر نکرد

هیچش نشد ز حال من مبتلا خبر
شاید صبا بکوچهٔ جانان گذر نکرد

از فرط گریه یار بحالم نظر نمود
کاری که اشک کرد بجانان گهر نکرد

بیدل بماتم تو جهانی فشانده اشک
این طرفه تر که یار مگر چشم تر نکرد

جانم رسید بر لب و جانان نمی رسد
دردیست در دلم که بدرمان نمی رسد

بوئی به بلبلی ز گلستان نمی رسد
بیمار را بشارت درمان نمی رسد

تا ماه من بمجلس رندان نمی رسد
سامان بزم عیش بسامان نمی رسد

دل می تپد چو برق نگیرد دمی قرار
با او خبر ز منزل جانان نمی رسد

هر چند قطع دشت بپا نموده ام
این راه عاشقیست بپایان نمی رسد

از ممکنات نیست حصول وصال دوست
دست گدا بدامن سلطان نمی رسد

لافد اگرچه ماه فلک بر جمال خویش
با عکس روی دلبر ما آن نمی رسد

جاں را نثار کن کہ بیابی وصال دوست
از ضعف در بہار گل و لالہ اے جنوں
در کنج غم زہجر جناں او فتادہ ام
اے بوالہوس براہ محبت منہ قدم
نشگفت غنچہ دل من در بہار حیف

ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمے رسد
دستم بچاک جیب و گریباں نمے رسد
ہیچم خبر زگردش دوراں نمے رسد
ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمے رسد
باد صبا زگلشن جاناں نمے رسد

بیدل شب فراق ندارد مگر سحر
چوں داستانِ غم کہ بپایاں نمے رسد

باز بہار گل و صہبا رسید
مژدہ رسانم بتو اے عندلیب
با ظفر و فتح ز دور سفر
نسترن و یاسمن و یاسمیں
یوسف معنی پئے بیع و شری
بہر کدامیں گل رعنا بباغ

موسم عیش و طرب ما رسید
رفت خزاں موسم گلہا رسید
شکر خداوند کہ آقا رسید
لالہ و ہم نرگس شہلا رسید
بر سر بازار زلیخا رسید
نالہ کناں بلبل شیدا رسید

از مدد ہمت پیر مغاں
بیدل یک قطرہ بدریا رسید

دی کہ در آئینہ ذات تماشا میکرد
بہر تاراج دل و دین من بد نامے

بہر آشفتگی خاطر شیدا میکرد
دوش با ناز و ادا جلوہ گری ہا میکرد

چشم خونخوار تو میکشت بہ تیغ غمزہ
لب جاں بخش تو اعجاز مسیحا میکرد

گرہ افتاد بکار من مضطر آنگہ
جعد مشکین ترا باد صبا میکرد

غایت از عشق ہمیں بود کہ تیم رخ دوست
شد میسر بدلم آنچہ تمنا میکرد

صبر مے بود اگر در دل بیتاب او
دست در دامن یوسف نہ زلیخا میکرد

جلوہ ذات کسے بود بذات منصور
او نہ خود بود کہ اسرار ہویدا میکرد

حال دل گفت بہ پرسیدن بیدل حافظ
آنچہ خود داشت نہ بیگانہ تمنا میکرد

امروز کز پہلوئے من آن دلستانم میرود
رنج و الم مے آید و آرام جانم میرود

زیں پیش تا شادم کند اے طالع واژون من
بار دگر ہم بر سفر آن نوجوانم میرود

رشک مسیحا زود آ بر لب رسیدہ جان من
در انتظار دیدِ تو روح روانم میرود

اے غیرت خورشید من وے حسرت ماہ ستمتن
ذکر تو ہر صبح و مسا لیس از زبانم میرود

ہیچم خبر داری ز من کاندر شب غم ماہ من
نالاں کنان با درد و غم شور و فغانم میرود

اے مایہ صبر و خرد بہر خدا از من مرد
کز رفتن تو جملگی تاب و توانم میرود

تاراج از یک غمزہ ات شد دولت ایمان و دیں
اکنوں کہ ما تنہ جان و دل آن نیز جانم میرود

در عشق زلفت سوختم از بسکہ اے خورشید رو
چوں دود شمع بزم تو از سر زمانم میرود

ناصح تو با در میکنی بیدل ز دست رفتہ است
ہر لحظہ ذکر غیر او چوں از زبانم میرود

گر بباد کاکلش آہے ز دل بیروں کنم
عالمے را ہمچو خود سرگشتہ و مجنوں کنم

چشم کو تا آورد تاب شعاع حسن دوست
دل کجا تا پائمال آں قد موزوں کنم

ور بگریم در فراقش آورم طوفان نوح
کوہ را صحرا و صحرا را ز گریہ جیحوں کنم

گفتمش صید دلم کردی شدہ تا ہم چو زلف
دوستاں از راست مے رنجد نگارم چوں کنم

داغہائے سینہ خود گر نمایم در چمن
بلبلاں را دلفگار و لالہ را دل خوں کنم

عمرہا شد منزل جاناں نمے گردد پدید
تا کجا قطع جبال و وادی و ہاموں کنم

مرغ دل را از ازل در بند زلفش کردہ اند
من چساں سودائے عشق او ز سر بیروں کنم

آں پری پیکر اسیر دام تسخیرم نشد
تا کجا افسانہ خوانم تا کجا افسوں کنم

بیدل از تشریح اوصافش زبانم قاصر است
کے شود در مدح او اشعار را موزوں کنم

ز جگرہائے لالہ رخ من داغدار کیستم
ہمچو بلبل در گلستاں بیقرار کیستم

ہمچو پروانہ بمحفل جاں نثار کیستم
در شب غم شمع آسا اشکبار کیستم

زندہ مانم تا بکے در انتظار وصل تو
ایں نمے دانی کہ من در اختیار کیستم

مے تپم در خاک و خوں مانند مرغ نیم بسمل
دلفگار کیستم یا رب شکار کیستم

من کیم تا دعوئے عشقت کنم اے ماہرو
بیدل و بے خانماں و بیوقار کیستم

اے اجل یک لحظہ ساکن شو کہ آں یار عزیز
آید و بیند کہ من در انتظار کیستم

تو نمے داری روا رحمے بحال من چرا
بیدل از عشق کیم من جاں نثار کیستم

چوں رخت بے نقاب مے بینم — عالمے را خراب مے بینم
پیش عکس رخ تو اے مہ رو — منفعل آفتاب مے بینم
بلکہ نسبت دہم جمالت را — بخدا لاجواب مے بینم
وصل دلبر کجا و من بہ کجا — چہ خیالست خواب مے بینم
در تمنائے ساقی و بادہ — دل خود را کباب مے بینم
حسن خوبان ایں جہاں خراب — ہمچو موج سراب مے بینم

بیدل اندیم محبت او
خویش را چوں حباب مے بینم

اشعار آبدار معہ تاریخ ورود مسعود حضور پر نور خواجہ محمد سدید الدین صاحب چشتی نظامی سلیمانی مدظلہ العالی سجادہ نشین بارگاہ عالیہ تونسہ شریف بتاریخ ۱۵ ماہ دسمبر ۱۹۳۳ سنہ نگارش یافت

فروغ جلوہ انوار سبحان — نمودہ در سدید الدین دوران
فروزان است در عالم فروزان — ضیائے نیر شاہ سلیمان
الا اے عاشقان حضرت دوست — الا اے طالبان نور یزدان
سدید الدین آمد در پشاور — بشکل خواجہ شاہ سلیمان
کجا ہستید مجنونان عشقش — کہ در جوش است بحر فیض عرفان
شریعت ہم طریقت ہم حقیقت — عیانست زاں جمال نور عرفان
خوشا آں رہنمائے اہل عالم — خوشا آں ہادی و محبوب دوران
ز نورش عالمے پر نور گردید — ز مہرش جلوہ خورشید تابان
بپا استخاطر ارباب ایقان — پئے درمان درد دردمندان

| | |
|---|---|
| طبیب خستہ جانان محبت | رسیدہ بہر دفع رنج عصیان |
| نگاہے بر من بیدل نگاہے | کہ ہستم مبتلائے دردِ ہجران |

پئے سالِ ورودش نیز بیدل
بگو سے مہر درخشاں زیب لبناں
۱۹۲

| | |
|---|---|
| چوں زگلگونہ رخت را سرخ گلگوں کردہ | دیدہ پر خوں من چوں رود جیحوں کردہ |
| در نظر آید بہجراں کژدم و مار و بلا | اے خیالِ زلف جاناں اینچہ افسوں کردہ |
| با رقیب روسیہ نیمودہ جام شراب | آرزوئے خاطر مارا جگر خوں کردہ |
| المدد اے برش تیغ نگاہ سر فشاں | با ناملِ جان مارا زار و محزوں کردہ |
| از صدائے دلربائے خویش در روز نخست | از لباس صبر تو اے شوخ بیروں کردہ |
| روز روشن باد و زلف خوں فشاں جاں ستاں | بر سر ملک دلم اے ترک شبخوں کردہ |

گشتہ آرام جاں دشمنانِ سنگدل
حالت بیچارہ بیدل دگرگوں کردہ

| | |
|---|---|
| چوں رخ روشن تو اے جانم ہویدا کردہ | یک جہاں را بیخود و مبہوت و شیدا کردہ |
| از نگاہِ لطف خود اے ساقی روز الست | قطرہ را آشنائے ہفت دریا کردہ |
| از پئے آشفتگی ہائے دل قیس حزیں | آشکارا خویش را در حسن لیلا کردہ |
| تا بکے در فرقتش چوں ابرے باید گریست | دیدہ تر رحم بر حالم کہ رسوا کردہ |
| برگزیدی از دو عالم دیدن روئے یکے | انتخاب لاجواب اے چشم بینا کردہ |
| یک قلم بردی ز من ہوش و حواس و صبر دل | آنچہ باخود داشتم تاراج یغما کردہ |

سر بمقتل دادن و ضبط تپیدن ها چه خوش
رسم نو در عاشقی بیدل تو پیدا کرده

عارف ذات خدا یا خواجه احمد میروی — واقف انی انا یا خواجه احمد میروی
جسم و جان ست سلیمان جان نثار مصطفی — افتخار اولیا یا خواجه احمد میروی
رهبر صاحبدلان و پیشوای مقبلان — منبع جود و سخا یا خواجه احمد میروی
مجمع ارباب فضل و مرجع هر خاص و عام — مامن شاه و گدا یا خواجه احمد میروی
عکس رخسار تو پیدا در همه آئینه ها — پرتو آئینه ها یا خواجه احمد میروی
از همه بیگانه و با خویشتن کن آشنا — مصدر لطف و عطا یا خواجه احمد میروی

بیدل بیچاره آمد بر درت مشتاق دید
برقع از رخ بر کشا یا خواجه احمد میروی

ای پرده نشین چند پس پرده نمائی — باید که بچشم و دل عشاق درآئی
جای نشدی گاه ز آغوش خیالم — وین طرفه که هر لحظه زما باز جدائی
بهر دل و دین بردن من ابت کافر — گه برقع برخ افگنی و گاه کشائی
آید به تن مرده من باز روانم — ای دوست اگر بر سر این کشته بیائی
بی روی تو در کون و مکان شورش و غوغاست — آیا چه شود گر رخ چون ماه نمائی
دیدیم و ندیدیم مثالت بدو عالم — تو دلبر بی مثل و بی چون و چرائی
بیدل به تمنای لقایت دل و دین باخت — باشد که پس پرده اگر جلوه گر آئی

شرابِ عشق در پیمانه کردی — مرا از خویشتن بیگانه کردی
دلِ گم گشته را دادی نشانے — چو در گیسوئے پیچاں شانه کردی
نمودی و بپوشیدی رُخِ خویش — چه نازِ دلربا جانانه کردی
بایں خط و بایں خال و بایں زلف — دلِ فرزانه را دیوانه کردی
ز انوارِ رخت اے شمعِ محفل — زدی آتش مرا پروانه کردی
کرم کن اے حضورِ میر ویکم — چو در عالم مرا افسانه کردی

نگاہے سوئے بیدل کن که او را
گدائے درگهِ شاہانه کردی

ببر باد صبا از ما پیامے — بدرگاهِ شهِ عالیمقامے
جنابِ خواجهٔ پاکان میرا — ملاذ و مرجع ہر بے مرامے
بگو احوال زارے مبتلائے — بصد تعظیم و تکریم و سلامے
که غیر ذکرِ تو فکرِ دگر نیست — نگنجد در دلم از خاص و عامے
توئی اندر ریاضات و عبادات — توئی اندر قعود و در قیامے
به ایامِ غم و دردِ فراقت — چها بگذشت بر من صبح و شامے

نگاہے کن طفیلِ شه سلیمان
بحالِ بیدلِ کمتر غلامے

پرواز خویش مرا مضطرب و سازے بخشے — دل نوازے بخشے حال گدازے بخشے

| | |
|---|---|
| بنگاه و یہ ادا جامۂ صبرم بدرید | شوخ شنگے عجبے جوہر کارے عجبے |
| کرد مخمور و گرفتار دل و جان مرا | چشم مستے عجبے زلف درازے عجبے |
| شوخ چوں تیغ علم کرد شدم سر بسجود | او بنازے عجبے من بہ نیازے عجبے |
| جلوۂ خویش برنگ رخ خوباں پیوست | پردہ دارے عجبے آئینہ بازے عجبے |
| وائے ور عید تو کردی رخ روشن بہ نقاب | ایں چہ رازے عجبے بود و نمازے عجبے |
| سجدہ بر نقش کف پائش چو کردم فرمود | ایں بنازے عجبے ہست نمازے عجبے |
| صبر و ہوش و خرد و طاقت و آرامم برد | نغمہ خوانے عجبے ساز نوازے عجبے |

تا بکے جور و جفا بر دل و جان بیدل
اے ستمگر عجبے ظلم طرازے عجبے

## مسدس!

| | |
|---|---|
| گذشت عمر من اندر فراق سیم برے | بحال زار و نزار و حقیر ہر نظرے |
| نشد ز آہ من مبتلا بہ او اثرے | بکوئے دوست کسے ہم نمے کند گزرے |

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی من نمے برد خبرے

| | |
|---|---|
| بسوخت جان و تنم در غمش بسوز و گداز | بہ آہ و نالہ و شور و فغاں شدم دمساز |
| بتار ہر رگ من سر زند عراق و حجاز | نہ محرمے کہ بہ او راز دل بگویم باز |

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسی من نمے برد خبرے

بے نظارۂ حسنش بہر کجا گشتم
خراب و خستہ و رسوائے کوچہ ہا گشتم

بدیر و کعبہ و میخانہ جا بجا گشتم
مگر نہ باخبر از حال دلربا گشتم

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسی من نمے برد خبرے

بیا و بیدل مسکیں در اضطراب ببیں
نقاب برفگن از چہرہ بے نقاب ببیں

اگر ہمہ ذرہ شدہ رشک آفتاب ببیں
در آ بجلوہ خود از کرم حجاب ببیں

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسی من نمے برد خبرے

## زندگی

[illegible] است خواب زندگی
بر لب بام است رسیدہ آفتاب زندگی

جلوہ روئے تو دارد آب و تاب زندگی — اے شعاع آفتاب و مہتاب زندگی

باعث راحت بود حسن المآب زندگی — ایکہ باوت ذکر حق از اکتساب زندگی

عمر تو بگذشت بے یاد خدا آگاہ باش — اینچنیں عمرت نباشد در حساب زندگی

چند مخموری و دریں دنیائے دوں اے بیخبر — نشئہ از سر کن بروں مست شراب زندگی

بہر ایں عمر دو روزہ ایقظ را اے بوالہوس — گشتہ سرگشتہ اندر اضطراب زندگی

بیچ گر دیدی نگر دیدی ز راہِ معصیت — ہمچناں دانی مگر عہدِ شباب زندگی

ہیچ او اذت نمے آید گہے در گوش ہوش — ہاں مگر بشکستہ تارِ رباب زندگی

ہستی موہوم را دانی حیات جاوداں — اے غریقِ قعرِ دریا اے حباب زندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی دارد مآل — اے ہمہ وقفِ تمنا اے خراب زندگی

تشنہ کامانِ جہاں را اندریں دادی ملام — در زندگی پو ہر طرف دارد سراب زندگی

چند در دام تعلق کردہ خود را اسیر — خویش را از او لیکن از پیچ و تاب زندگی

اندر آں ساعت پشیمانی ندارد ہیچ سود — چوں قضا آید دہد تا گہ جواب زندگی

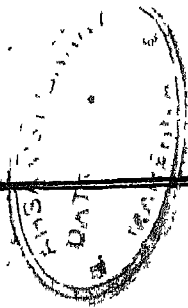
میکند دل دادگان را قرب و بعد دلبرے — کامیاب زندگی ناکامیاب زندگی

حاصل دنیا و دیں باشد وصال او مرا — ایں رباست از انتخاب لاجواب زندگی

خیز کرم ہائے تو مارا نیست کس پشت و پناہ — شد سیہ از معصیت باب کتاب زندگی

پرتو حسنش پدید است از ہر ذرہ — گر بچشم حق بہ بینی در حجاب زندگی

چوں بپایاں سال ہم جاں بگذشت اندر ہجر او — داستانِ غم بود شرح کتاب زندگی



خواجه احمد را چو بیدل یافتم دریافتم
مدعای زندگی لُب لباب زندگی

## خط منظوم بدوستے

مخلص ذی وقار من یعقوب — هستی با حسن یوسفی محبوب
اندریں بزم گاه تا باشی — خرم و شاد دائما باشی
بعد تبلیغ هدیهٔ تسلیم — صورت حال میکنم رقیم
برکفم نامهٔ جناب رسید — یعنی تنویر آفتاب رسید
حسب حالم نوشته ایں اشعار — شاه محمد سخنور افگار
ید من بر مراد دل نه رسید — فرحت از سن برخ نقاب کشید
هر زمانم الم کند پامال — شربت غم دهد بجائے زلال
از سموم غم بباغ وجود — هرگز ایں غنچهٔ دلم نکشود

نامهٔ شوق را نموده تمام
بیدل زار با دعا و سلام

### منظوم رقعهٔ چهلم دعوت والد بیدل

بنام آنکه خلاق جهانست — ز امر او وجود انس و جانست

ستُرو با ذات پاکش کبریائی | که دائم هست او را پادشائی

به بخت جان و جان را مے ستانند | کند آن هر چه خواهد مے تواند

ز حکم او نشاید سر کشیدن | بامر او بباید آرمیدن

پس از تمهید حمد ایزد پاک | رقم سازم مدیح شاه لولاک

به وصف او زبانم تر زبانست | به مدح او بیانم خوش بیانست

جناب سید عالی جنابے | که از حق مصطفیٰ دارد خطابے

محمد احمد و محمود نامش | به نزد حق تعالےٰ احترامش

هزاران تحفهٔ صلوات بروے | سلام بیعدد بادا بپایے

به آلش باد یارب نیز صلوات | بود بر جمله اصحابش تحیات

کنم زین بعد عرض خود نگارش | به پیش مشفق و مخلص گذارش

پس از تعظیم و تسلیمات وافر | بود بر مجمع اشتیاق ظاهر

به بست و ششش درون ساعت هشت | ببائے اربعین مادرم گشت

برائے ما حضر تشریف آرند | مرا ممنون لطف خویش سازند

نشان و نام به نام تشانست | به تحت المتکلف خود عیان است

مبارکبادِ دو گتخدائی جناب محمد حمید الله خانصاحب فرزند حضور بیگم صاحبه

والیه ریاست بهوپال بمقام پشاور

نشاط عالم است چه این خوش خبر صبا بکیباد | ارت دمند بهر یکدگر صبا

ندا رسید بگوشم که هست روز سعید — زبان شوق بگو سر بسر مبارکباد

کتخدائی شهزادهٔ همایون فر — ندا همی رسد از هر بشر مبارکباد

ز سپهر نصیب زمین عروسی نیکو — زمانه داد به شام و سحر مبارکباد

چه ساعتست سعید و چه روز عیش و طرب — که رسید سعد ز هر بام و در مبارکباد

محمد ست بپناه تو ای حمید الله — که چون دهد بتو فتح و ظفر مبارکباد

بیا بر گاه تو نوشاه سر که آمد گفت — ترا هر او و ترا این سفر مبارکباد

ز فرط عیش و طرب بر فلک همی گویند — بروز و شب بتو شمس و قمر مبارکباد

جناب کرنل والا همم عبید الله — از رخ معظم جمشید فر مبارکباد

نصیر و نصیر المهام می بالا — بسمع صوت چنین خوش خبر مبارکباد

بایں جلال و تجمل ترا چه اند سند — بصدق دل همه اهل نظر مبارکباد

بلطف رسان این نوید و هو پال — بهر رخ عصمت نیکو سیر مبارکباد

بگو بصوت خوش آهنگ بلبل بیدل — شه خجسته و والا گهر مبارکباد

خیر مقدم اختر برج شرافت گوهر درج سعادت شهزادهٔ والا جاه
شاه دکن خلد الله ملکه و رکاب اسلامیه صوبه [illegible]

بهار خرمی در بوستان گل در چمن آمد — نیاز اسی آرزو کین بلبل باغ دکن آمد

خوشا شهزادهٔ والا حشم چون از دکن آمد — نثار مقدمش این جسم و جان [illegible] آمد

نسیم این باد گاه اهل علم و اهل فن آمد — مراد تواریخ سلاطین دکن آمد

پدر چوں آفتاب آسمان علم و فن آمد
پسر در کالج حیدر افغاں صف شکن آمد

حیباں ساز و زباں حسن بیاں خلق مجسم
زبس در حیرتم من چوں سخن اندر سخن آمد

چہ گویم در قیام کالج اسلام سرحد
چہا در ... والم آمد چہا رنج و محن آمد

وجود کالج اسلامیہ در ملک افغانے
... ام و اکرام خدائے ذو المنن آمد

نمودم شمہ از داستان کالج سرحد
زبس در دل مرا حب وطن اندر وطن آمد

سن بیدل ترا چوں فرزداں مغلہ انستم
زشوق دل مرا بر لب سخن در انجمن آمد

## بتقریب کتخدائی مہربان دوستان میاں شیر احمد خان صدیقی پشاوری بمقام پشاور

نو کتخدائی با تو اے نوجواں مبارک
ایں جشن عیش و عشرت با عز و شاں مبارک

او از نغمہ خوانی از نغمہ خواں مبارک
از ہر طرف عیانست اندر جہاں مبارک

پیداست در زمانے اے فرخ زمانہ
پیہم چرا نہ آید از ہر زباں مبارک

اسم شریف نوشہ چوں ہست شیر احمد
کلکم رقم نمودہ شرح و بیاں مبارک

صد شکر حق رسیدی بر منزل مرادے
کتخدائے با تو آرام جاں مبارک

از ہر طرف نوید ہے اینا اسے شیر احمد
سامان نوعروسی شایان شاں مبارک

تجویز کتخدائی بر سنت پیمبر
شد زیب جہت رسیدہ از آسماں مبارک

در محفل نشاطے اے شمع بزم زینت
از خویش و اقربائے آمد زشاں مبارک

چوں مژدۂ عروسی آمد بگوش جانش
بیدل چرا نگوید اے جانِ جاں مبارک

# رباعیات

حامی دین حق حبیب اللہ
بطفیل شہ رسل بیدل

شہ درویش خود ظل الہ
باد پیوستہ با کلاہ و سپاہ

ایضاً

شاہنشہ کابل کہ بدولت ہستند
خالق دہدش عمر و تجمل افزوں

دیندار و عجب زندۂ ملت ہستند
کان مصدرِ اخلاق ہستند

رباعی در شان خواجہ صاحب میروی رحمۃ اللہ علیہ

مظہر ایزدی و گنج سلیماں ہستی
چند نالد بغم فرقت و ہجرت بیدل

نور قدسی ست کہ در صورت انساں ہستی
لطف فرما کہ تجلیٔ فیضاں ہستی

دیگر

یک چند خودی و خود نمائی کردم
در آئینہ دل چو بدیدم او را

یک چند گدا و ج ادائی کردم
پس ترک خودی و خود ستائی کردم

دیگر

یک چند پے گلشن و گلزار شدم | در چشم حریفان جہاں خار شدم
چوں بوئے و صباش شنیدم بیدل | گل گشته عرق گشته و عطار شدم

ایضاً

یک چند پے حسن و صباحت گشتیم | یک چند پے لطف و لطافت گشتیم
آخر برسیدیم ز عالم بیدل | تا محو رخ دلبر حیرت گشتیم

ایضاً

بلے دکان عطارے بر آمد | دوائے بہر مرض با دل بگوید
بنفشه خط چو آید در نگاہش | بنفشه را بہ صندل مے فروشد

ایضاً

عجب خوش رنگ و خوشبو دار سوار | اگر باشد بہ گشتش از جاں خریدار
بوصفش تجربہ خوشتر ولیکن | سخن من اندکے گویم نہ بسیار

ایضاً

اے یار مکن برمن بیدل نظرے | تا چند بود نالہ شام و سحرے
چوں شمع بسوختیم و گدازیم تمام | کز ہستی من ہیچ نماند اثرے

ایضاً

[illegible] بجاه و [illegible] ثانی | من آں ز دولت فقر غنی لاثانی
[illegible] گر فرق [illegible] پیداست | ہست جملہ جہاں بغیر ذات حق فانی

ایضاً

| | |
|---|---|
| یکارے رفتم و دیدم نگارے | پرِ رخسارہ و چشم پرخمارے |
| چو دیدم صورتش باللہ بیدل | گزشتم از خود و از کارو بارے |

دیگر

| | |
|---|---|
| میرزا ہستم و سخن آرا | ہست ممتاز نام من ہر جا |
| از حقارت مبیں بہ بیدلیم | اے تہی از کمال و از معنی |

ایضاً

| | |
|---|---|
| چوں خاکِ در حضرت داور گشتم | بیزار ز دارا و سکندر گشتم |
| بگذاشتم ایں دار فنا را بیدل | زانرو کہ درویش و قلندر گشتم |

ایضاً شب برات

| | |
|---|---|
| شبے آمد براتِ دلکشائی | جہاں را دست داد کامرانی |
| یکے در یادِ حق مشغول گردید | یکے مصروف در آتش فشانی |

ایضاً عید

| | |
|---|---|
| خان صاحب مخلصم سلطان خان | زبدۂ جمع کثیر دوستان |
| سید ہم باتو مبارک باد عید | باہمہ خورد و کلانِ خاندان |

تاریخ ولادت باسعادت فرزند جناب محمد محفوظ خاں صاحب

| | |
|---|---|
| ای دل مخلصم محفوظ جناب خان | اگر ہست آں گوہر عمان اخلاص |

عطا بخشش کرد حق فرزند دلبند — کزو روشن دل و چشمان اخلاص

ریاض باغ احمد رونق افزود — چو بشگفت آن گل بستان اخلاص

مه ذیقعده را بد بست و پنجم — که پیدا شد گهر از کان اخلاص

پی سال سعیدش بود بیدل — که گوید خوش تر و شایان اخلاص

خرد در گوش هوشش گفت سالش
زهی نوبادهٔ بستان اخلاص
سنه ۱۳۲ھ

## تاریخ تولید سعید فرزند میرزا غلام ربانی خان صاحب

خجسته وقت مبارک زهی سعید روزی — بپاست شور عنادل ز هر طرف بنوید

گل ریاض رجای غلام ربانی — نمود صورت زیبا ز لطف رب مجید

سرور جان جناب غلام سرور خان — فزود خالق اکبر چه روز عید سعید

چو گذشت از مه جون نهم شب جمعه — نوای نغمهٔ عیش و طرب بگوش رسید

پی خجسته سنینش میرزا سکندر خان — محب و مخلص بس واسق شکیب درید

بگو بصوت خوش آهنگ بلبل بیدل
شگفته شد گل معنی بوستان امید
سنه ۱۹۰۵ع

## تاریخ تولید سعید فرزند دلبند جناب میرزا غلام صمدانی خان صاحب

خوشا فرخنده روز و نیک ساعت — نمود رخ گل باغ اخلاص افشا

منور گشت چشم خانانش | ز تولید چنیں نور بصارت
دل خویش و اقارب شاد گردید | بدید اختر برج شرافت
عطاء الله نکو نامش نہادند | خدا عمرش دہد با جاہ و حشمت
ربیع الاولیں سیزدہ چو گردید | برآمد شہرِ صبح سعادت
چو شد خاں سکندر مخلص من | محرک از پئے سال ولادت

بگو بیدل ہمایوں سال تاریخ
مبارک نو گل بستان دولت
سنہ ۱۳۲۳ھ

تاریخ مسجد جدید واقعہ محلہ طرہ باز شہر پشاور

بحمد الله باشد خوبصورت | بنائے مسجد اہل جماعت
زمین فیض پاک بو حنیفہ | سراج الامت و فخر الامات
بامداد جناب غوث اعظم | بنا کردند با ایں زیب و زینت
جزاہ الله فی الدنیا خیرا | قدم زد ہر کہ در ایں جہد کلفت
پئے تاریخ بودم بیدل زار | غریق لجۂ دریائے حیرت

خرد در گوشش ہوشم گفت سالش
عجب شد سجدہ گاہ اسعد عمارت
سنہ ۱۳۲۳ھ

## نوحہ فارسی جناب قبلہ مولانا غریب صاحب نور اللہ مرقدہ

از نظر شد نہاں جناب غریب — چہ شد اے چرخ آفتاب غریب
ضو فشاں ست آفتاب غریب — فیضیاب ست فیضیاب غریب
آہ از رحلت جناب غریب — انقلابیست انقلاب غریب
وائے حسان ہند مولانا — آسمان سخن سحاب غریب
شمع بزم سخنوراں گل شد — چوں لیث از جہاں جناب غریب
از دل خستگان چہ میپرسی — کشت مارا غم جناب غریب
محشرے شد بپا ز فریادم — در غم و درد و اضطراب غریب
از خیالم نمے رود ہرگز — آیدم لحظ لحظ خواب غریب
یاد مہرش بدردہا آورد — آہ احسان بے حساب غریب
جستجو میکنم نمے یابم — تو کجائی بگو جناب غریب
گشت عالم بچشم من تاریک — رخ بپوشید آفتاب غریب
خود نہاں نیست جلوہ اش پیدا — ایں نقاب عجب حجاب غریب
اے امیر الکلام باز صدا — کہ ز شفقت دہد جواب غریب
نتواں رفت آں بنزد کسے — چو بود بستہ طناب غریب
بکہ نسبت دہم کمالش را — حاش للہ کجا جواب غریب
از سرم نشہ اش نخواہد رفت — آنچناں مستم از شراب غریب

بہر تسکیں خطوط اصلاحم — ہست یک نسخہ کتاب غریب
للہ الحمد بہر شاگرداں — باب فیض است باز باب غریب
من پس از بہر نماز میخواہم — یاد در قرب حق جناب غریب

دیگر قطعہ تاریخ مولانا غریب صاحب

آہ چہ گویم غم محمد خان — از جہاں رفت مرشد کامل
سال رحلت چو آسمان پرسید — گفت بیدل غریب صاحب دل
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات جناب سید فضل علی شاہ صاحب مرحوم

مظہر نور خدا نقش نبی — سید عالی نسب فضل علی
آنکہ با حسن عمل اندر جہاں — بود چوں خورشید عالم منجلی
مینمود بے باکس و ناکس مدام — لطف و خلق مصطفیٰ مہر علی
با دل غمدیدگاں بودے لبا — ہمدم و ہمراز و غمخوار دلی
آخر ماہ جمادی بست و یک — رخ بپوشیدہ ز دنیائے دنی
شاد بادا روح پاکش در جناں — از طفیل آل اطہار نبی

ہاتف غیبم پئے سالش بگفت
رفت بیدل در جناں فضل علی
سنہ ۱۳۲۸ھ

ریختہ تاریخ انتقال پر ملال محمد امیر خان صاحب فرزند دلبند جناب قاضی محمد مصطفیٰ خان صاحب [illegible]

تو نالاں زمیں آسماں کینہ پرور — کرے ہے پاشندے آثار اکثر

شهر تشنه را گذاره نے گوارا | رساند تشنه را در خاک یکسر
چو آمد بیست و نه از ماه ذالحجه | شده در مغرب آں مهر منور
شریف و قدردان و نوجوانے | امیر و خان و افغان دلاور
برضوان شاد بادا روح پاکش | طفیل آل و اصحاب پیمبر
ز درد و فرقت لخت دل خویش | شده صدیق خان محزون و مضطر

پئے لوح مزارش بیدل زار
نوشته افسوس خان سپاه پرور
سنه ۱۳۳۷ھ

تاریخ وصال جناب خلیفه عبدالرزاق صاحب رحمة الله علیه نقشبندی مجددی

طائر روح عبدالرزاق آه | کرد سوئے بهشت چوں پرواز
روز دوشنبه دهم ذیقعد | بود وقت سپاه جان نیاز
نقشبندی مجددی بود ست | از مریدان حضرتش ممتاز
بے پدانش غرور و نے نخوت | تا زیستش بود با نیاز و نماز
ذکر حق داشته خفی و جلی | در دل و بر زبان بسوز و گداز
در سنین وصال آں مرحوم | هاتف غیب شد چنیں دمساز

گفت بیدل پئے سن وصالش
منعم خلد شد بعبد اعزاز
سنه ۱۳۳۰ھ

## تاریخ وصال جناب خواجہ مستان شاہ صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ

زورد خواجہ مستان شاہ چشتی
شدہ آں دلم چوں نخل ماتم

مہ ذیقعدہ را ہفت و دہم بود
کہ رضواں کرد او را خیر مقدم

مشرف خانقاہش شد بدہلی
ز قدم شریف فخر آدم

مس قلب زمانہ را بہ الطاف
نگاہش ساختے اکسیر اعظم

بعلم و حلم و اخلاق و فضائل
مسلم بود آں ممتاز عالم

بہ فقرا و مساکین بذل میکرد
لب اوقات از دنیا رود رہم

مریداں عقیدتمند ایوائے
ز درد فرقتش نالان و پرغم

بفکر سال غم بودم کہ ناگاہ
رسید از غیب آوازے بگوشم

بگو سال وصالش بیدل زار
شدہ مستان کامل رکن عالم

سنہ ۱۳۲۰ھ

## قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات حضرت فصیح الملک بلبل ہندوستان نواب میرزا خاں صاحب داغ دہلوی

بلبل ہندوائے حضرت داغ
میرزا خاں خوش بیان سخن

استاد نظام و ناظم ملک
دستش بود باغبان سخن

حامی و پاکدین و صاحب قدر
نغز گفتار و ہم زبان سخن

یادگار دوستان حضرت ذوق
شہنشاہ سخنوران سخن

شد نہاں بلبل باغ سخن — گشت برباد بوستان سخن
چوں نہ نالد ز فرقت او ہند — نالہا خیزد از زبان سخن
نہمی شد چو از مہ ذالحجہ — ارجعی خواند از جہان سخن

سال نقلش بگو تو بیدل زار
وائے اے نکتہ داں جان سخن
سنہ ۱۳۲۲ھ

تاریخ وفات حسرت آیات جناب مفتی مولوی محمود صاحب شاہ

آہ مفتی عصر فاضل دہر — حاجی پاک مولوی محمود
شانزدہ شد چو از مہ شوال — جاں بحق داد و راہ حق پیمود
بہر تعلیم طالبان ہدیٰ — مفتتم بود منبع مقصود
عالم و عامل حلیم و خلیق — حق نما حق پرست نیکو بود
بیتواں کرد ہرچہ او خواہد — سرکہ تا بد ز حکم رب ودود
بودم اندر تجسس تاریخ — ہاتف غیب شد بمن مشہود

گفت بیدل بگو سن نقلش
نیک انجام و شخصے صالح بود
سنہ ۱۳۲۲ھ

## قطعہ تاریخ وصال باکمال حضرت قبلہ مرشدنا و مولانا خواجہ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ میراشریف

| | |
|---|---|
| جناب خواجۂ ہمنام احمد | کہ آں محبوب ذات کبریا بود |
| سلیمان زماں را یادگارے | کمز و روشن چراغ چشتیا بود |
| جہاں از لمعۂ فیضش منور | کہ شمع دین پاک مصطفا بود |
| باوصاف کمالاتش ولیلیست | کہ جمع مقبلاں را رہنما بود |
| بوقت فرقت آں مقتدائے | چہ گویم در ہمہ عالم چہا بود |
| چو پنجم گشت از ماہ محرم | بحق واصل شد و از ما جدا بود |

پے سال وصالش بیدل زار
بگو آں — افتخار اولیا بود
سنہ ۱۳۳۰ھ

## تاریخ وصال باکمال جناب خواجہ احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین بارگاہ میراشریف

| | |
|---|---|
| فغاں کہ بلبل گلزار چشتیاں رفتند | دریغ و درد کہ سرخیل عارفاں رفتند |
| فروغ مردمک چشم مردماں رفتند | چو انجم فلک از دیدۂ دیدگاں رفتند |
| نشان منزل پاکان و صاف قاں رفتند | گلے ز گلشن بستان مقبلاں رفتند |
| طبیب خستہ دلاں وائے زیں جہاں رفتند | چو شمع انجمن از بزم عاشقاں رفتند |
| سکون و صبر و تحمل ز طالباں رفتند | ہزار حیف کہ ماوائے بیکساں رفتند |
| فغاں ز میرا برآمد کہ کاملے برخاست | منو و رونق حیراں ماندہ گاں رفتند |

ز تیرگی بجہاں روشنی مبدل شد — چو آفتاب ہدایت ازیں جہاں رفتند
حدیث دردِ دلِ خویش با کہ شرح دہم — کہ عقل و ہوش و حواسم یگاں یگاں رفتند
سرور و عیش و نشاطے کہ داشتم از دل — برفت جملہ چو آں شیخ کاملاں رفتند
نماند رونقِ بزمے کہ بود راحت روح — چو ساقی مے عرفاں تشنگاں رفتند
ز چشم دور و بدل ہست خواجہ احمد خاں — کہ عین اوست عیاں گرچہ آں نہاں رفتند
دل از تعلق دنیائے دوں گرفتہ و باز — بجمع مجلس یارانِ رفتگاں رفتند
نکردہ اند تعلق بہ ایں جہانِ فنا — مجرداں طریقت مجرداں رفتند
چو بست و یک ز صفر گشت خواجۂ پاکاں — ازیں سرائے فنا جانب جناں رفتند

ز بہر سالِ وصالش نوشت بیدل زار
ہزار حیف کہ آں روحِ عارفاں رفتند
سنہ ۱۳۵۰ھ

اشعار فراقیہ مع تاریخ بوفات حسرت آیات سر نواب دوست محمد خاں صاحب خان افغانان خلیل پشاور

فغاں کہ شد ز جہاں خان باوقار خلیل — سخی و باوفا و نواب نامدار خلیل
ہزار حیف نہاں گشت غمگسار خلیل — دریغ و درد کہ شد شان شاندار خلیل
ببست رخت سفر وائے تاجدار خلیل — بریخت اشک غم از چشم صد ہزار خلیل
سر سران و مشیر مدبران جہاں — ستودہ سیرتان ذی وقار خلیل
نزاد مادرِ گیتی ندید چشم جہاں — چنیں مہذب و خوش خلق و دوستدار خلیل

خجستہ صورت و نیکو سیر نکو کردار
عزیز خلق جہاں رفت از دیار خلیل

جناب دوست محمد عزیز ذیشان
لئیق و الیق و ممتاز و افتخار خلیل

زہے خجستہ ملت خہے ستودہ قوم
زشان و شوکت او بود اعتبار خلیل

وجود او ہمہ سرسبزی خلائق و ملک
کہ بود سرگلے از گلشن بہار خلیل

ہنر پسند و ہنر پرور و ہنر دانے
بہین قول و دلیل و ہنر شعار خلیل

دگر بیا و بدہ جلوہ جمال نکوت
کہ فرش راہ تو شد چشم انتظار خلیل

بیا بیا و بکن حل مشکلات کثیر
کہ سرد باب شدہ جملہ کاروبار خلیل

غنیمت است بجا لش نشست پور نکوش
کہ است شیر علی تیغ آبدار خلیل

دوم زماہ رجب گشت زیں جہان فنا
بسوئے خلد بریں رفت کامگار خلیل

زہر سال وفاتش نوشت بیدل زار
بشارتے بہ کوچہ فردوس نامدار خلیل

۱۳۵۰ھ

قطعہ تاریخ پر انتقال پر ملال جناب ارباب نواب زادہ محمد عالم خان صاحب مرحوم
خلف عالیجناب خان بہادر نواب ارباب محمد حسین خان صاحب مرحوم و مغفور
رئیس اعظم افغانان ہشتنگر پشاور

زمرگ خان عالم نوجوانے
بر آمد از دل بیدل فغانے

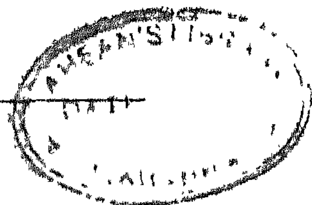
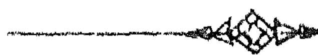
شریف و با ادب صاحب تمیزے
خلیق و دلنواز و دلستانے

انیس و مونسِ خلق جہانے　　ملاذ و مرجع ہر نکتہ دانے
گلے از گلشن نواب لندی　　کہ بود آں زبدۂ خاناں خانے
رواں شد اشک عالم در پئے آں　　رحیلِ منزلِ باغ جنانے
چہ حاصل شد ترا اے بادِ صرصر　　کہ گل کردی چراغ دودمانے
بگفتا تو نہٗ واقف؟ ز دوراں　　ق　　کہ باشد ہر بہارے را خزانے
چو از ماہِ رجب بست و ششم شد　　بجنت رفت آں جانِ جہانے

زِ بہرِ سالِ نقلش، بیدلِ زار
بگو۔ شد مرگ خانے نوجوانے
سنہ ۱۳۵۱ھ

قطعہ تاریخ وفات حضرت آیات عالم باعمل فاضل اجل حضرت استاذی مولانا اولینا
مفتی عبدالرحیم صاحب پشاوری نوراللہ مرقدہٗ

آں یگانہ فاضل استادِ من　　مفتی عبدالرحیم الیوا گذشت
چوں بشد از ماہ شعباں بست و یک　　بہر عقبیٰ راہ دنیا در نوشت
گفت بیدل بہرِ نقلش در حزن　　عالمے در چشم من۔ تاریک گشت
سنہ ۱۳۵۱ھ

# قصائد

قصیدہ مدحیہ بحضور پرنور اعلحضرت بندگان عالی متعالی میر عثمان علی خان بہادر شہریار دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

سرا اے بلبل خوش نغمہ خوان باغ جمیل — بمدحت شہ ممدوح بے عدیل و مثیل
دماغ اہل معانی خیال عقل عقیل — فروغ دانش و بینش بہین قول و دلیل
نصیر غمزدہ گان فلاکت و افلاس — بشیر خستہ ذلان مذلت و تذلیل
گل ریاض مروت شمیم گلشن فیض — ریاح روضۂ باغ شرافت و تبجیل
ظہیر اہل کمال و ملاذ فضل و ہنر — خبیر رمز و کنایات ہر جزیل و نبیل
زہے خجستہ دوران خہے خلاصۂ عصر — کہ ہست علم و ہنر را بذات او تکمیل
ضیائے ملت و دیں بادشاہ نیک سرشت — کہ اوست بر لب پیر و جوان بذکر جمیل
غنا چو حضرت عثماں کرم چو شاہ نجف — شدہ است اسم گرامی صحابہ را تمثیل
غنیمت است بما ذات شاہ عثماں جاہ — پے نظام ممالک چہ از کثیر و قلیل
بعہد او شدہ وا عقدہ ہائے ملک دکن — بوقت او شدہ حل مشکلات کار جزیل
زمین او شدہ سرسبز از خلائق و ملک — ز فیض او شدہ نہر و پل و صراط و سبیل
مسلم است بنائش المعمور داد و ستد — محقق است ز عدل و نوال او تفضیل

| | |
|---|---|
| دریں زمانہ کہ برزبان سے آرد | بوصف حاتم و نوشیرواں در تمثیل |
| چرا نہ اہل و کن ناز و ابتہاج کنا | کہ اوست راحت ورد دل سقیم و علیل |
| بایں کہ بردہ ام ز ابنائے جنس گوئے کمال | بایں کہ نیست کسم ہمزبان در تخئیل |
| بسا نگفتم و شاہا کسے نہ گفت - چہ گفت | ز ناسپاسی اہل زمان و چرخ بخیل |
| شہا چہ گویمت از مفلسی و ناداری | ز انقلاب زمانم بحالت تبدیل |
| بغیر ذات خدا نیست غمگسار مرا | کہ پرسد از من دل خستہ و سقیم و علیل |
| بقول سعدی شیراز پر حذر ہستم | خلاف طبع نہ گفتند مگر بیان طویل |
| الٰہی تا کہ بود گردشات لیل و نہار | الٰہی تا کہ بود خور بہ آسمان قندیل |

مدام باد درخشندہ در جہاں بے بدل
ضیائے نیّر ممدوح من بقدر جلیل

## قصیدہ مدحیہ بصنعت توشیح مع سال ورود مسعود شہزادہ عنایت اللہ خان صاحب خلف ارشد شاہ افغانستان بخطاب سردار

| | | |
|---|---|---|
| ع - چو بہ قیصر و فغفور چیں آں رشک جم آمد | ن | نوید اے اہل دیں فرخ شیم میموں قدم آمد |
| یـ - امین ملک دیں نور چراغ خانۂ دولت | ب | بائیں سلاطین ذی شعور ذی حشم آمد |
| یـ - سلندر شوکت و دارا حشم اندر رکاب او | ر | رئیس المسلمین ظل الٰہ بحر کرم آمد |
| د - دوائے رنج و درد و ہر مریض نکہت و افلاس | ا | انیس زار و مضطر دافع رنج و الم آمد |
| ر - رجائے ذی کمال و اہل فضل و دانش و حکمت | ع | عزیز د - ذوفنون و تا مدار و محترم آمد |

| | | |
|---|---|---|
| ن نوائے جود واکرامش بعالم رفت ہر جانب | ا | امیر با سخا شہزادہ فرخ شیم آمد |
| ی یم لطف وعطایش نام حاتم را فرو شستہ | ت | تدابیر سلیمش بہر عالم ملتزم آمد |
| ا امید و مرجع زار و غریب و مفلس و بیکس | ل | لطیف و محسن و ذو الاقتدار و ذو الکرم آمد |
| ا ہنود و گرد مسلم بل زمین ہند سیگوید | غ | ہمچے والا گہر بحر عطا گردوں خیم آمد |
| ا دیب و با وفا و پاک دین و نیک اخلاقے | ن | تقیض خاطر حاسد بر کس با حشم آمد |

بگو در صنعت توشیح بیدل وصف وتاریخش

زہے اعلا گہر کان سخا عالی ہمم آمد

سنہ ۱۳۳۲ھ

قصیدہ مدحیہ امیر حبیب اللہ خان صاحب والی افغانستان بتقریب خطاب شاہی

| | |
|---|---|
| طبع موزون من و خامہ شیرین اقوال | شد محرک بنویدش شہ فرخ افعال |
| حامی دین متین شاہ خراسان جمجاہ | معدن شان و شکوہ مبنع جود و افضال |
| مرجع اہل ہنر مصدر مہر و اخلاق | مامن عاجز و مسکین و غریب و بے بال |
| قاطع بغض و حسد قامع کفر و الحاد | ہیرو دین الٰہ خسرو فرخندہ خصال |
| آنکہ با حسن عمل گشت بعالم ممتاز | در شکوہ ثانی قیصر و فغفور و سکندر الحال |
| آنکہ ذاتش شدہ از بہر خراسان میمون | بجلال و بکمال و بجبال و بنوال |
| از عدالتش بربوده است دل خلق جہاں | زاں حبیب است کہ اقبال بہ او استقبال |
| خوشش اللہ چہ ہست حبیب اللہ خان | کہ رہا ہم شدہ شیرین ہمہ حسن الحال |

| | |
|---|---|
| شد مسلم شہان شاہ بلاد کابل | بارک اللہ بایں شان وجلال واقبال |
| حاسد اہل غرض را بر سوز ملکش | بنو وناب تکلم نبود استدلال |
| نسبت او چہ بکسریٰ و بحاتم خوانم | حاش للہ کجا غرہ کجا ماہ کمال |
| میکنم ختم بتاریخ و دعائے شہ دیں | بیدل جاہ طلب مدح سرا خیر سگال |
| تا بود عالم امکان و نشان ہستی | تا بود روز و شب و ارض و سماء مہ و سال |

یا الٰہی بشہ نیک حبیب اللہ خان
روز افزون بود شان و توان و اقبال
۱۳۲۳ھ

## قصیدہ مدحیہ در خیر مقدم شاہ افغانستان از کابل بجانب ہند

| | |
|---|---|
| ہمائے فکر و فلک سیر من شدہ مانوس | بہ اوج وصف ملک چاکر کمک پابوس |
| اداشناس رموز و دقائق شاہی | فروغ بخش چراغ قیاس جالینوس |
| ببارگاہ تو ہر یک ز زمرۂ وزرا | ربودہ گوئے فضیلت ز عقل بطلیموس |
| بپیش ذکر جمیل تو کے فروغ دہد | فسانۂ دجم و فغفور و خسرو و کاؤس |
| بعہد تست چنان رونق مسلمانی | کہ غیر بانگ موذن نہ سر زند ناقوس |
| بزیر سایۂ لطف شہ کریم النفس | شد ست کیسۂ ہر بینوا غنی ز فلوس |
| دشمن ہمت و الات گشت بر کندہ | بنائے مفسدہ تاز و حاسد و جاسوس |
| شعاع مہر سخائے تو گشت عالمگیر | نمودہ کسب صفو از فیضش آسمان فانوس |

توئی کہ مظہرِ الطافِ ذاتِ رحمانی ‌ ‌ کہ نیست مثل و نظیرت بعالمِ محسوس

بہ امن شدہ ہمہ از فیضِ حسنِ تدبیرت ‌ ‌ بلاد و ملکِ خراسان ز نقشہ و سالوس

بہ وصفِ بادشہ و شاہزادۂ مسعود ‌ ‌ قصیدہ ہا سہ نوشتم چہ دلکش و مانوس

سراجِ ملت و دیں ظلِ حق حبیب اللہ ‌ ‌ گروہِ مسلم و اسلام را توئی ناموس

خیالِ الفتِ تو داشتم کشیدہ بزور ‌ ‌ وگرنہ شعر کجا و کجا من مایوس

زپا فتادہ و آفت بجان و بربادم ‌ ‌ ہر آنکہ دید مرا گفت اے بسا افسوس

زمانہ با من آشفتہ دل جفا بنمود ‌ ‌ فغان ز طالعِ واژون و اخترِ منحوس

بسوئے اہلِ ہنر ہیچ التفاتش نیست ‌ ‌ مگر بصورتِ زیبا و زینتِ ملبوس

بدست دامنِ من اے دادگر برائے خدا ‌ ‌ کہ وا رہانیم از دستبردِ چرخِ شموس

الٰہی تاکہ بود رونقِ مہ و خورشید ‌ ‌ الٰہی تاکہ بود زینتِ جہاں چو عروس

دوام باد حبیب اللہ اے بیدل ‌ ‌ بتخت و بخت و کلاہ و سپاہ و جاہ و جلوس

شعر

ہے تمہارے دم سے سب سامانِ عیش ‌ ‌ تم سدھارے تو سدھارے ذوق شوق

قبلہ حضرت امیر الکلام حسان الہند مولانا محمد رضا صاحب غریب سہارنپوری مرحوم کی نگاہ فرحت جو اس خاکسار پر تھی ناظرین بخوبی اس کا اندازہ حضرت موصوف کے اس مراسلہ سے لگا سکتے ہیں جو انھوں نے ترتیب دیوان کے متعلق تحریر فرمایا تھا۔ چونکہ آپ کا سایہ ہمارا یادرہمارے سر پر قائم نہ رہا ورنہ اسوقت آپ دیوان سوز بیدل کی تمام ردیف و تواریخ لکھ اور دیکھ کر ترتیب بخشتے۔ اسلئے میں نے مناسب سمجھا کر فقط تیمناً کی بجائے اس مراسلہ کو بھی لطور تبرک بجنسہ درج کر دوں (شعر) درفن اشعار اے بیدل مرا حاجی غریب ‌ ‌ پیر شاہ مرشد شد و رہبر شد و استاد شد۔

راقم بیان کیش، بیدل جگر ریش

برادرم شیخ محمد دلاور صاحب۔ غزلیں وغیرہ واپس ہیں ان کو اور تمام غزلوں کو اسطرح درج بیاض کر لیا جاوے۔ اول اردو کی غزلیں ردیف وار لکھی جائیں۔ جب ردیف الف کی لکھی جائیں اور غزلوں کے اندراج کو کچھ ورق چھوڑ دئے جائیں اور دوسری ردیف سرورق سے شروع کی جائے۔ اسی طرح سب ردیفیں ری تک ختم کر دی جائیں۔ فارسی کی اور ردیف وار غزلیں نئی لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اردو کا کلام ختم ہو جانے پر عنوان (فارسی) قائم کرکے جسقدر غزلیں ہیں با تحریر کر دی جائیں جیسا فارسی غزلیں اختتام کو پہنچیں بعدہ تواریخ قطعات اردو کے لکھے جائیں اور رباعیات لکھی جائیں۔ پھر دیکھنا ہے کہ تمہیں کیا حالت ہے۔ قطعہ ردیف و تواریخ وغیرہ ان کے بعد میں لکھی ہوں اور لکھوا دی جائینگی۔ اطمینان رکھیئے۔ افسوس یہ ہے کہ میری طبیعت کا ساز ہی بجتی ہے اور جو میں باپ شو اسکا کرتا ہوں اس کا طبیعت پر بہت پڑتا ہے اور تمہارا سا کلام بھی ہماری معلوم ہوتا ہے۔ (محمد رضا عفی عنہ)

(نوٹ) بوجہ عدم گنجائش خط مذکور دوبار باریک لکھا گیا ہے۔ (بیدل)

# تقاریظ و قطعات تواریخ

عطیات مشاہیر عصر و اساتذۂ دہر حروف تہجی کے لحاظ سے ذیل میں درج ہیں۔ تاکہ کسی صاحب کو تلاش کرنے میں دقت نہ ہو۔

جناب منشی لو علی صاحب اثر سنسارپوری ضلع سہارنپور

| | | |
|---|---|---|
| منت یزداں لو نوید طبع در گوشم رسید | | بود از فردائے فردا فکر تاریخش مرا |
| یازدہ اعداد را چوں دور کردم اے اثر | | طبع شد دیوان بیدل طبع شد آمد ندا |
| | | ۱۳۶۲ — ۱۱ = ۱۳۵۱ھ |
| | دیگر | |
| چھپا دیوان حضرت بیدل | | سن کے ہیں جو ایک قابل ادیب |
| لیکے اعداد راو لکھدو اثر | | ہے یہ دیوان جانشین غریب |
| | | ۱۷۲۷ + ۲۰۵ = ۱۹۳۲ء |

جناب حضور احمد خان صاحب آثم بریلوی تلمیذ رشید حضرت امیر مینائی صاحب لکھنوی

بعد حمد خالق انس و جاں و نعت سید کون و مکاں و منقبت اصحاب کبار و عترت آل الاطہار سالک مسالک عاجز راقم آثم بر سر گفتار آتا ہے اور عاشقان

معنی رنگین و دل دادگان خیالات باریک بین کو مژدہ سناتا ہے کہ دفتر فصاحت موضر بلاغت، مخزن سلاست، معدن متانت کرشمۂ فکر رسا، جلوہ گاہ طبع ذکا بہار باغ سخنوری موج دریائے معنی پروری یعنی دیوان شاعر رنگین بیان حضرت شیخ محمد دلاور خان المتخلص بیدل پشاوری قریشی فاروقی تلمیذ رشید محبی مشفقی امیر الکلام حسان الہند حضرت مولانا مولوی حاجی محمد خان صاحب غریب مغفور سہارنپوری کا کہ جس کا ہر مصرعہ ریختہ محسود زلف دلاویز حسیناں ہے۔ ہر بیت سادہ رشک ابروئے نازنیناں شوخی مضمون گرمجوشی ہے محبوبوں کی ایط مہر میں ہم آغوش ہے۔ ہر ایک شعر بندش میں چست ترکیب میں درست ہے عاجز کو اپنا متفرق کلام سنایا ہر عیب سے مبرا پایا۔ جس کو سنکر یہ قطعۂ تاریخ راقم آثم زبان پر لایا۔

غریب نامور شاعر کے یہ شاگرد بیدل ہیں
نہ کیوں فن سخن میں مرتبہ حاصل ہو کامل کا
لکھی تاریخ کلک فکر سے آثم نے یہ اسکی
بہت جامع بہت نادر ہے یہ دیوان بیدل کا
۱۳۵۱ھ

جناب حافظ حاجی علی احسن صاحب احسن مارہروی تلمیذ رشید حضرت فصیح الملک صاحب داغ دہلوی پروفیسر علیگڈھ یونیورسٹی دسابق ادیب فصیح الملک، ومصنف جلوۂ داغ وغیر ذالک

کلیات نظم بیدل دیکھکر — پائیں گے لطف سخن ارباب فن
شاعری کی جس قدر ہیں خوبیاں — اس میں یکجا ہیں وہ سب سر و علن
لفظ و معنی ہوں کہ اسلوب بیاں — ہے نمونہ ایک ایک کی مجموعۃ
رفعت تخئیل ہے افلاک رس — خوشہ چیں ہیں جسکے پروین و پرن
شعر شعر اس کا ہے موتی کی لڑی — نقطہ نقطہ اس کا ہے دُرِّ عدن
یوں ہے نکہت بیز اسکا حرف حرف — ہوں چمن میں جیسے گلہائے چمن
یہ عذوبت ہے کہ پڑھکر اس کے شعر — چاٹتے رہتے ہیں لب شیریں دہن
اس فصاحت اس بلاغت کا کلام — کیوں نہ ہو مطبوع و مرغوب زمن
فارسی بھی اس میں ہے اردو بھی ہے — ہر ادا کا اک نیا ہے بانکپن
اہل دل پائیں گے لطف نو بنو — تازگی بخش اسکی ہے مشق کہن

فکر ہے تاریخ کی احسن اگر
کہدو۔ بیدل کا ہے گلشن ہر سخن
۱۳۵ھ

سلطان الشعراء جناب منشی محمد احمد صاحب احمد قریشی سہارنپوری جانشین
امیر الکلام حسان الہند مولانا غریب صاحب سہارنپوری

میں افسوس کرتا ہوں کہ آجتک اپنے استاد بھائی حضرت بیدل کے دیوان کی تاریخ
و تقریظ سے محروم رہا جو بوجہ علالت طبع اور انکا زیادہ سبب تاخیر در تاخیر ہوتی رہی۔ اب
وہ وقت آگیا کہ دیوان کی طباعت قریب ہے، تو یہ مختصر سا کہ صرف دو باتیں کا بیان

باقی ہیں۔ میرے انہماک اور تفکرات کا عالم بدستور ہے۔ بھائی صاحب کا تقاضا پر تقاضا چلا آتا ہے۔ حیران ہوں کہ کیا کروں مکمل اور مفصل تقریظ کیلئے نہ وقت ہے نہ فرصت نہ اپنا فرض ادا کر سکتا ہوں نہ بھائی صاحب کے ارشاد کی تعمیل۔ تاہم اتنا ضرور عرض کئے دیتا ہوں کہ بھائی بیدل کا اگرچہ مولد و مسکن پشاور سرحد ہے۔ مگر آپ کا آبائی وطن سہارنپور ہے۔ جو ہمیشہ اہل علم کا مرکز رہا ہے۔ اور مذہبی درسگاہوں کے لحاظ سے ہندوستان میں سب سے اعلیٰ اور افضل مقام مانا جاتا ہے۔ آپ کا مذاق سخن ہر اعتبار سے قابل تحسین ہے۔ بلندیِ تخیل۔ بندش الفاظ کیفیت جذبات۔ اسلوب بیان۔ روانی۔ روزمرہ کوئی خوبی ایسی نہیں ہے جو آپ کے کلام میں نہ ہو۔ جی چاہتا ہے کہ آپ کی خصوصیات شاعری پر کچھ روشنی ڈالوں مگر مجبور ہوں کہ ادھر دیوان کی طباعت قریب اختتام ہے ادھر میں اپنے کاروبار ضروری سے عدیم الفرصت ہوں صرف اتنا گذارش کئے دیتا ہوں آپ اردو کے بہترین شاعر ہیں کے علاوہ فارسی شعراء میں بھی ایک ممتاز شاعر مانے جاتے ہیں۔

## تاریخہائے اشاعت

| | |
|---|---|
| کاغذ پہ دردِ دل کی تصویر کھینچ دی ہے | گویا ہر اک غزل ہے اک مرغ نیم بسمل |
| سالِ اشاعت اس کا کیا پوچھتے ہو احمد | توسیع جذبۂ دل ہے شاعری بیدل |
| | ۱۳۶۳ھ |

[illegible]

| | |
|---|---|
| [illegible] | [illegible] |

| | | |
|---|---|---|
| طبع کا سال تصور میں جو پوچھا احمدؔ | | دی صدا قیس نے۔ لیلیٰ گلستان سخن<br>سنہ ۱۳۵۱ھ |
| درد کی حضرت بیدلؔ ہیں سراپا تصویر<br>فکر تاریخ کے مصرع کی اگر ہے احمدؔ | دیگر | اُن کے دیوان کا ہر شعر نہ ہو کیوں دل دوز<br>کہدو۔ تصویر خیال آج۔ ہوئی نور افروز<br>۱۳۵۱ ۱۸۵<br>سنہ ۱۹۳۲ء اس مصرع سے ہجری اور عیسوی دونوں تاریخیں نکلی ہیں۔ |
| | دیگر | |
| کلام استاد بھائی کا چھپا کیا<br>لکھی احمدؔ نے تاریخ اشاعت | | ہوا گویا گل مقصود حاصل<br>یہ سال آر رو ہے نظم بیدلؔ<br>سنہ ۱۳۵۱ھ |

*نوٹ:۔ بزم سخن بریلی سے تمغہ طلائی اور خطاب سلطان الشعراء ملا۔

ماخوذ از رسالہ شاعر (امروہہ) بابت ماہ اکتوبر سنہ ۲۸ء

جناب ڈاکٹر سلطان احمد صاحب اطہر گیانی۔ ایم۔ ڈی۔ ایچ ام۔ پی۔ اے۔ ایس و منشی فاضل چیف ایڈیٹر ایجوکیشنل گرانیکل و اسکاؤٹ گزٹ ناظم انجمن اردو بزم ادب بھوپال

| | |
|---|---|
| حضرت بیدلؔ کا دیوان چھپ گیا<br>ہر غزل، ہر لفظ، ہر اک شعر تر<br>ہے یہ دیواں یا کوئی اعجاز ہے | قدرداں دل سے ہوئے اہل کمال<br>انتخاب و لاجواب و بے مثال<br>ہو جواب اس کا کسی سے کیا مجال |

| | |
|---|---|
| دم بخود ہیں سن کے سب اہلِ زباں | ہاں اسی کا نام ہے سحر حلال |
| فکر سے تھے اطہرؔ اگر تاریخ کی | لکھدے "کشفِ شاعرِ رعنا خیال" |
| | ۱۹۳۲ء |

فصیح الملک جناب منشی منظور احمد خاں صاحب صدیقی۔ اخترؔ امروہوی جانشین حضرت شوق صاحب قدوائی رحمۃ اللہ علیہ

شاعر کامل منشی شیخ محمد دلاور بیدلؔ فخر سہارنپور ہیں اگرچہ اپنے وطن مالوف سے کوسوں دور ہیں حسان الہند امیر الکلام مولانا غریب سے فیض پایا ہے۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں کمال سخن بہم پہنچایا ہے امر معروف کو توضیح و تشریح کی حاجت نہیں آفتاب خود اپنے وجود کے لئے برہان ہے۔ کلام بیدلؔ کو کسی رسمی تعارف کی ضرورت نہیں۔ روشنیٔ طبع ایک ایک شعر سے تاباں و درخشاں ہے۔ واقعی فکر سخن معقول ہے۔ بہت اچھا کہتے ہیں۔ زبان و محاورہ مقبول ہے۔ گویا سلاست و روانی کے دریا بہتے ہیں۔ خدا کرے دیوان بیدلؔ اہل دل کے زخم جگر کے لیے مرہم ہو۔ طبع ہو کر مطبوع اہل عالم ہو۔ قطعہ تاریخ

| | |
|---|---|
| بیدلؔ خوش رقم کے دیواں کو | جب ملا حسن صورت ترتیب |
| لکھدیا اخترؔ سخن گو نے | قطعۂ فکر یادگارِ غریب |
| | ۱۹۳۲ء |

جناب مولوی سید حسین شاہ صاحب انور چشتی مہروی دوالمیالوی مقیم

چوہا سیدان شاہ صاحب ضلع جہلم پنجاب

عجب دیدم کتابے لاجوابے
پر از رمز نکات بے حسابے

بیان عاشقے بیدل خطابے
کلامم مست چشم پرشرابے

رہین منت پیر مغانے
غلامم خواجۂ عالیجنابے

غریق بحر عرفان حقیقت
حریق جلوۂ عالم خرابے

خراب بادۂ گلرنگ ساقی
اسیر طرۂ پر پیچ و تابے

حدیث عشق خوبان خوب بنوشت
گرفتہ شہرت اندر شیخ و شابے

بہر عاشقان جلوۂ دوست
کشیدہ حسن معنیٰ از حجابے

الا اے بادہ نوشان محبت
ازیں خوشتر کجا باشد شرابے

ہر آں کو زیں مئے عرفاں بنوشد
شود از وصل جاناں کامیابے

دعائے انور بیچارہ گرداں
بدرگاہت خدایا مستجابے

بود پیوستہ فیضانش بعالم
ز فیض احمد عالیجنابے

عالیجناب فضل رب خاں صاحب تاجر رئیس سنبھل ضلع مرادآباد جانشین حضرت

فصیح الملک داغ صاحب دہلوی

آپس میں کہہ رہے ہیں سبھی شاعران ہند
بیدل ملا ہے خوب شاعر شیوا بیان ہند

دل سے کہا ہے حضرتِ بیدل نے جو کہا
ما نے ہوئے ہیں دل سے سب اہلِ زبانِ ہند

پوچھا جو سالِ طبع تو ہاتف نے یوں کہا
اے باغ کہہ دو صاف یہ ہے (ارمغانِ ہند)

۱۳۵۱ھ

جناب حکیم سید لعل شاہ صاحب برقؔ صدر بزم ادب پشاور تلمیذ رشید سر آمد کمال حضرت حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

آخر ہمہ سوز، مکمل گداز، ہیکلِ محبت، پیکرِ عشق، سراپا درد، مجسمۂ ذوق، اسم با مسمیٰ، مسمیٰ با اسم، دلاورِ بیدل کی جاں نکاہی و جگر کاوی رنگ لے ہی آئی۔ اور سوزِ بیدل کی کتابت اور پھر طباعت کا سامان ہو ہی گیا۔ اور صلاح ٹھہر ہی گئی۔ کہ ایک طرف کلام اردو کی سانولی سلونی، موہنی من موہنی دیوی سولہ سنگار بارہ ابرن کیے چھچاتی، اٹھکھیلیوں سے من ہرن کرتی دل لبھاتی نظر آئے۔ دوسری طرف صباحت بیز حلاوت بخش نظم فارسی کی شاہد رعنا محبوبۂ خوش لقا سر بہ ہفت ہو ریصد عشوہ و ناز بزم میگساران ادب میں ساقیِ ہوش ربا بنکر رونق افروز ہو۔

برقؔ عفی عنہ

کیوں نہ کاتب مست سرخوش مطلع ذی ہوش ہو
سوزِ بیدل کی طباعت کا جو بنیاد لبست ہے

دردکش ہائے خمستانِ ادب کے واسطے
سوزِ بیدل سازِ کیفِ شعر زا کا شست ہے

کنجِ تنہائی میں دل کا سوزِ بیدل سے لگاؤ
صحبت و تفریحِ دختِ رز کا بنیاد لبست ہے

برقؔ اس دیوانِ کیف افزا کا سالِ انطباع
جلوۂ رنگِ نشاط ساقیِ بالست ہے

۱۳۵۱ھ

دیگر

لگا ہے چھپنے جو دیوان پیارے بیدل کا
دلوں میں دوستوں کے جوش مسرت ہے
لبِ برید حسیناں وہر سے اے برق
کتاب عشق و محبت - سن طباعت ہے
۱۳۵۱ھ = ۱۳۴۹ + ۲

دیگر

دیدند چو طبع گشت دیوان
نظارگیان سوز بیدل
گفتند - سن طباعتش را
نظارہ گیان سوز بیدل
۱۳۵۱ھ

دیگر

رئیس الشعراء ابوالاحرار مولینا الحاج جناب سید انوار الحسن صاحب بسمل
مجاذی نیازی رئیس جیسوروز ہندار آگرہ و علیگڈھ

آں شیخ محمد دلاور
خوش فکر سخن طراز کامل
بستود کلام خوب اورا
ہم بیخود و ہم جناب سائل
ما نیز بحضرت بریلی
زاں نطق حسن شدیم خوشدل
مجموعۂ فارسی و اردو
دو ساغر سے بابِ محفل
از سوز کلام دلگداز ش
بیر اہل دل ست ہمچو بسمل
گفتم برائے طبع دیوان
تاریخ جدید سوز بیدل
۱۳۵۱ھ

وحید العصر فرید الدہر افتخار الملک امتیاز الشعراء عالیجناب حاجی سید وحید الدین احمد صاحب
بیخود دہلوی - جانشین عالیجناب فصیح الملک داغ صاحب دہلوی

حضرت بیدل ہیں شاعر باکمال
ہے سہارنپور آبائی وطن
ان کے استاد سخنور ہیں غریب
کیا لطیفہ ہے دلاور نام ہے
شعر میں شوخی بھی شیرینی بھی ہے
بعض شعروں میں تصوف کا ہے رنگ
معرفت کا وہ مدلل ہے بیان
وہ ابلتی ہے شراب معرفت
ہیں کہیں اشعار سہل الممتنع
چاشنی ہے قند پارس کی کہیں
جان و دل سے ہیں یہ اردو پر فدا
مانتے ہیں یہ مرے استاد کو
بیخود رنج بیان سے آپ نے
گوشۂ دل سے وہیں اٹھی صدا!
سر اڑا کر حشیۂ واسے کا لکھو

سوز بیدل ان کا دیوان بےمثال
ہے پشاور جائے بود و باش حال
شاعروں میں ہیں وہ اک ماہ کمال
ہے تخلص بیدلِ نازک خیال
چست بندش اور پاکیزہ خیال
مستفیض ان سے ہیں اکثر اہل حال
سنتے ہیں زاہد جسے بے قیل و قال
جس کو قاضی بھی سمجھتا ہے حلال
ہے بلاغت میں کہیں حاصل کمال
سچ ہے - یہ ہیں شاعر شیریں مقال
روزمرہ کا بھی رکھتے ہیں خیال
ان کو دلی سے بھی ہے الفت کمال
جب کیا تقریظ لکھنے کا سوال
مصرعۂ تاریخ کا ہے گر خیال
ہے یہ بیخود سوز بیدل بےمثال
۱۳۵۴ - ۳ = ۱۳۵۱ھ

عالیجناب مستطاب نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل القدر حافظ جلیل حسن صاحب جلیل
استاد حضور پُرنور شہریار دکن خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ جانشین ملک الشعراء
حضرت امیر مینائی صاحب لکھنویؒ

| | |
|---|---|
| بارک اللہ ہو گیا مطبوع بیدل کا سخن | اہل دل مانے ہوئے ہیں جس سخن کی برتری |
| صفحہ صفحہ میں ہے گلہائے معانی کی بہار | کیا بیاں گلشن کی ہو جس طرح پھولوں سے بھری |
| محو ہے کوئی کوئی شیدا ہے کوئی لوٹ ہے | یہ غزل گوئی ہے یا جادو ہے یا افسونگری |
| مصرعِ سال آج نکلا طبع دیواں کا جلیل | سوزِ بیدل سے ہے گرما گرم بزمِ شاعری |
| | ۱۳۵۱ھ |

جناب منشی عبدالقدیر صاحب جوہر بھوپالی تلمیذ حضرت مائل صاحب دہلوی مدظلہ العالی

| | |
|---|---|
| طبع شد دیوان بیدل مرحبا | ہر خیالے کیسں لطیف لیس بدیع |
| جوہر خستہ پئے تاریخ طبع | از سر ابجد بگو "نظم رفیع" |
| | ۱۳۵۱ھ |

وحید العصرین جناب حاجی سید محمد خان صاحب حاجی منشی پشاوری سرحدی
تلمیذ رشید ابوالکلام حسان الہند مولانا غریب صاحب سہارنپوری حال مقیم صدر راولپنڈی
تاریخ غیر منقوط

| | |
|---|---|
| مراسم کردہ الہام ملہم | کرا دکر و سلک در دلا مرصع |
| دیواں ہے بے مثال زباں حسن دلفریب | ہر اک خیال سے ہے عیاں حسن دلفریب |
| شعر و تصورات کہیں پر لو عکس کا | دیکھو جہاں عیاں ہے وہاں حسن دلفریب |
| جس طرح کہکشاں ہو سرِ صفحۂ فلک | ہر ایک سطر میں ہے رواں حسن دلفریب |

پاکیزہ ہے خیال تو جذبات پُر صفا
شیریں زبان طرز بیاں حسن دلفریب

سوچ خیال شورشِ طوفاں ہے سربسر
بین السطور کیا ہے رواں حسن دلفریب

دیواں تمام جلوہ گہِ طور کیوں نہ ہو
ہر صفحہ پہ ہے نور فشاں حسن دلفریب

ہر سمت ایک شانِ عروسِ بہار ہے
شوخی اگر یہاں تو وہاں حسن دلفریب

اس بزم پُر نگار کا انداز دیکھئے
ہر سو ہے جلوہ ریز جہاں حسن دلفریب

یہ آنکھ اور حسرت دیدار الاماں
تاب نظر کہاں ہے کہاں حسن دلفریب

بیدل کا سوز قسمت سرحد خدا کی شان
ہوتا ہے کس زمیں سے عیاں حسن دلفریب

یہ سب کرشمہ ہائے فیوض غریب ہیں
ورنہ کہاں ہم اور کہاں حسن دلفریب

دیواں کہوں کہ نزہتِ باغِ ارم کہوں
ہر سطر میں ہے جلوہ کناں حسن دلفریب

ہر چشم شوق محو تماشائے دید ہے
یارب رہے ہمیشہ جواں حسن دلفریب

القصہ اس کے رنگ مضامیں کا کیا بیاں
ہر لفظ میں ہے جیسے نہاں حسن دلفریب

حاجیؔ نے خوب مصرعۂ تاریخ کہہ دیا
شیریں کلام میں ہے عیاں حسن دلفریب

۱۳۵۱ھ

(دیگر فارسی)

کجا سوز بیدل کجا برق سوزاں
کجا داغ فرقت کجا مہر انور

بجا ہست گر گفتۂ نور گوئیم
کتابت نمایاں طباعت منور

زباں شستہ و صاف جذبات الطف
خیالات عالی مضامین خوشتر

| | |
|---|---|
| نمودہ چہ خوش جلوۂ حسن خوباں | کشیدہ بقرطاس اشکال بہتر |
| کشودہ نقاب رخ حسن معنی | نمایاں شدہ جلوۂ حق سراسر |
| نمودہ عجب چشم بد دور کارے | بلے بود تائید غیبی میسر |
| چراغیکہ از فضل یزداں فروزد | چہ خوف و خطر باشد او راز صرصر |
| بگو مصرعۂ سال تاریخ حاجی | خوشا طبع شد سوز بیدل سراسر |
| | ۱۳۵۱ھ |

دیگر مادہ ہائے تاریخ ایضاً منہ

| | |
|---|---|
| سوز بیدل شدہ مجموعۂ صد ناز و نیاز | دوش بردوش نماید ہمہ جلوۂ راز |
| سال تاریخ نصید ناز بگفتا حاجی | سوز دل سوختۂ بیدل انداز نواز |
| | ۱۳۵۱ھ |

دیگر

| | |
|---|---|
| ہیں حدیقۂ عشق ست واز بہار آباد | بیاض دیدۂ فکر لطیف ہے دیواں |
| ۱۳۵۱ | ۱۳۵۱ |

دیگر

| | |
|---|---|
| چھپ گیا بیدل کا دیواں بے نظیر | دلکش کلام اعلا کی تصویر کھنچ گئی |
| ۱۳۵۱ھ | ۱۳۵۱ |

دیگر

| | |
|---|---|
| چلتی دنیا میں رہے شہرت حسن بیدل | مطبوع طبائع شود ایں نسخہ بیدل |
| ۱۹۳۲ء | ۱۳۵۱ھ |

دیگر

| | | |
|---|---|---|
| دل نشین و دلکش زیباست ایں<br>۱۳ھ ——— ۵۱ | | نکتہ۔ گلبن گلزار معانی ہے شگفتہ<br>۱۳ ——— ۵۱ |

دیگر

| | | |
|---|---|---|
| جلوہ آراستہ ایں شکل کلام طرفہ<br>۱۳ھ ——— ۵۱ | | بیدل کے جگر پارے ہوئے حاصل سخن<br>۱۳ھ ——— ۵۱ |

دیگر

| | | |
|---|---|---|
| موجود ہے دیوان میں تفہیم شاعری<br>۱۳ھ ——— ۵۱ | | نام و نشان رہتا ہے تصنیف سے باقی<br>۱۹ع ——— ۳۲ |

دیگر

| | | |
|---|---|---|
| رونق تازہ یافت کلام<br>۱۳ھ ——— ۵۱ | | پر لطف و پر مذاق چھپا ایسی کلیات<br>۱۹ع ——— ۳۲ |

دیگر

| | | |
|---|---|---|
| بہتر و زیبا کلام خوب تر<br>۱۳ھ ——— ۵۱ | | گشتہ شائع سوز بیدل بعدیل<br>۱۳ھ ——— ۵۱ |

دیگر

| | | |
|---|---|---|
| بے بدل دلپذیر و دلکش باد<br>۱۳ھ ——— ۵۱ | | ہست بیدل شاعر خاصان حق<br>۱۹ع ——— ۳۲ |

دیگر

| | |
|---|---|
| نکہت زیب گلستان مسرت دیوان | بیدل کا لقب ہے مذاق سخن احسن |
| ۱۳۵۱ | ۱۹۳۲ع |

دیگر

| | |
|---|---|
| آئینۂ خوبی فصاحت دیہیم | سوز بیدل منتہز یزدان ہے |
| ۱۳۵۱ھ | ۱۳۵۱ھ |

دیگر

شان سخن کی طرز روش دلنواز ہے
۱۹۳۲ء

نوٹ: ۱۹۲۸ء میں سید احمد صاحب دہلوی صاحب فرہنگ آصفیہ کی وساطت سے ایک لاجواب تاریخ کہنے پر آپ کو وحید المورخین کا خطاب مل چکا ہے

ماخوذ از رسالہ شاعر (امروہہ) بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۸ء

نتیجۂ زبان جناب مولانا مولوی قاسم علی صاحب نقوی خواہان مدظلہ سابق مدرس ہائی سکول و استاد خاص جناب راجہ کالی چرن صاحب رئیس بریلی

یہ شیخ دلاور اول ہے
باپ اس کا ہے شیخ عبدقادر
مخدوم جہاں زمانے کا فخر
استاد عریب کا ہے شاگرد

طباع ہے صاحب عمل ہے
مرحوم کا قہر اب محل ہے
یہ ابن مظفر اجل ہے
وہ فقر میں صاحب دل ہے

شاعری روشنی کا کب ہے — جاری جو رواج آجکل ہے

اللہ رے جوش شاعرانہ — فوارہ ہے فکر طبع نل ہے

مشاق ہے فن شاعری میں — ہر لفظ باموقع و محل ہے

اللہ رے روانیٔ طبیعت — مشکل ہر شعر آپ حل ہے

مضمون ہے شاہد متانت — ہر چند کہ حجم میں اقل ہے

مصرع ہو کہ شعر ہو غزل کا — یہ جان کا چین دل کی کل ہے

اردو ہے صحیح فارسی ٹھیک — ہر معنی و لفظ فی المثل ہے

جتنی ہے فصاحت و بلاغت — یہ حاصل روزیٔ ازل ہے

کیوں شعر نہ معرفت بھرے ہوں — درویش ہے صاحب عمل ہے

دیوان ہے سوز بیدل اچھا — ہر ایک کے زینت بغل ہے

بہتر ہے اٹھائیں ذوق شاعر — خوش فکر کے نخل کا یہ پھل ہے

پیش نظر اس کو سب کرینگے — اللہ کی ذات سے امل ہے

حاسد کو کلام ہو بلا سے — واقف کو نہیں سر جدل ہے

اندھے کی چاہ کیا دو آنکھیں — یہ خلق میں مشتہر مثل ہے

مجھ سے کہا لکھئے سال ترتیب — یہ فارسی اردو مشتمل ہے

کر سکتا ہے کیا بیان توصیف — بندہ یہ محقر و اذل ہے

قربان سے ہو گیا ہے مجبور — سچا یہ بیان قلب و دل ہے

| | |
|---|---|
| ہر چند ہوں پیر منحنی میں | تکلیف جسد - ہر ایک پل ہے |
| کیا وصف کہیں لکھیں ثنا کیا | ہے گنگ زبان، ہاتھ شل ہے |

خواہاں نے لکھا یہ سال تاریخ
ہر ایک غزل ہی بے بدل ہے
۵۱ ۱۳ ھ

ایضاً در فارسی

| | |
|---|---|
| اے شیخ دلاور سخنور | قاصر بہ ثنا زبانے آمد |
| پنجاہ و یک ہزار و سہ صد | در گفتن ایں زمانے آمد |
| دریاب مذاقِ سوز بیدل | ز الوارع نعم چہ خوانے آمد |
| طعنہ چہ زند حریف دیواں | لفظ و معنی سنانے آمد |
| چوں اہل زباں ہمہ کلامش | کامل دم امتحانے آمد |
| از حسرت عاذبہ نظم شیریں | پُرآب لب و دہانے آمد |

خواہاں چوں خواست سال تاریخ
مرغوبِ دلِ جہانے آمد
۵۱ ۱۳ ھ

فخر سرحد شمس العلماء ادیب بے ہمتا عالیجناب مولانا قاضی سید میر احمد شاہ صاحب
رضوانی مدظلہ العالی اکبرپوری ضلع پشاور ریٹائرڈ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور پنجاب

جناب میرزا دلاور خان بیدل فاروقی پشاوری ہمارے ملک میں فی زمانہ مسلم الثبوت ایک مشہور و معروف شاعر اور نامور سخنور ہیں۔ آپ بہت مدت کے مشاق اور اپنے فن میں فرد و طاق ہیں۔ ان کا کلام فارسی اور اردو ہر دو زبانوں میں نہایت اعلیٰ اور قابل تعریف ہے۔ چنانچہ مشاہیر عصر اور اساتذہ ہند نے اس پر بہت قیمتی تقریظیں اور رائیں لکھی ہیں۔ واقعی میرزا صاحب صوبہ سرحد میں خلاق المعانی اور شاعر لاثانی ہیں۔ امید کہ ان کا دیوان حرز جان اور تمیمہ ہر سخندان ہوگا ۔۔ رضوانی

ز دیوان دلاور خان بیدل — ز سر ہوشم پرید و باختم دل
عجب مجموعۂ سوز و گداز ست — نیاز و ناز محمود و ایاز ست
خیالاتش چو صوفی مشرباں پاک — مضامینش کشیدہ سر بہ افلاک
تعالی اللہ کہ از نازک خیالی — سبق برد از خیالی و زلالی
بہ ہر یک لفظ شیرینش بہ مضمون — چو خسرو طوطی ہند است مفتون
بلاغت مے تراود از کلامش — ز روح القدس سرشار است جامش
بہ اردو یادگار غالب و میر — بہ دری با نظامی شکر و شیر
ز عہد سعدی و حافظ دہد یاد — لسان الغیب او را کردہ امداد
بہ اشعار دلاویزش چو اعجاز — تو میگوئی پشاور گشتہ شیراز
ز بس دل مے برد طرز ادایش — دل از بیدل ربودہ شعرہایش
ز تقلید است طبعش بالکل آزاد — کہ دارد ہمچو ہمت خضر استاد

| | |
|---|---|
| دل وجانِ من و مرزا فدائیش | زر ضوانی اگر پرسنی بہائیش |

سخنورکاین ترا بہ نقدِ جاں ستانند
زہندستاں بہ ایرانش رسانند

عطیہ جناب لسان الملک خیام العصر حضرت ریاض صاحب خیر آبادی مدظلہ العالی تلمیذ رشید حضرت امیر مینائی صاحب لکھنوی

سوزِ بیدل کی تقریظ و تاریخ میں کیونکر لکھوں جب میرا بڑھاپا پیچھے معذور بنائے ہوئے ہے ۔

کچھ اپنے حال کا مجھے احساس ہی نہیں ۔ یہ میں ہوں پیرہن میں کہ مردہ کفن میں ہے

کلام اپنا اعتبار خود پیدا کرتا ہے ۔ تقریظ وغیرہ کا محتاج نہیں ۔ پشاور کا بود و باش رکھنے والا اردو ، فارسی ، شاعری پر اتنی قدرت رکھتا ہو کہ سوزِ بیدل سا دیوان ترتیب دیکھ ۔ استاد اپنے ساتھ یہ حسرت لیجائے کہ میرے سامنے سوزِ بیدل نہ طبع ہو سکا ۔ بیخود دہلوی ۔ سائل دہلوی خواہان بریلوی ، آثم شاگرد امیر مینائی وغیرہ جس کی تعریف میں رطب اللسان ہوں ، وہ مجھ سے تقریظ وغیرہ کی آرزو کرے ۔ یہ درپردہ میری عزت افزائی ہے جس کے لئے میں شکر گذار ہوں اور اپنی معذوری سے نادم ، فارسی اردو زبان پشتو مذاق صحیح کے ساتھ قابو ان ہی دو شعروں سے ظاہر ہوتا ہے ، ترجیع غزلوں اور دیوانوں کا کیا ذکر ہے ۔ فارسی

| | |
|---|---|
| چو نرگسم ہمہ تن چشم انتظار بیا | فروغ دیدۂ من صبر بیقرار ہے |

مشہور مصرع حضرت غالب صاحب مرحوم پر جو طرح کا مصرع ہے یہ مصرع کم نہیں ہے ؎

| | |
|---|---|
| بروچو اشک ز چشم بیا چو سوز بہ دل | ہزار بار برو صد ہزار بار بیا |
| اردوست ما و من بھی ہے حجاب جلوۂ دیدار دوست | عشق میں عاشق کو بیدل ما و تو سے کیا غرض |

مشہور مصرع امیر مینائی صاحب مرحوم پر جو طرح کا مصرع ہے بیساختگی کے ساتھ مصرع بہم پہنچانا امتیازی خصوصیت کے لئے کافی ہے ؎

چلے رگ رگ سے تیغ اس کی تو نکلے آرزو دل کی ؎ تڑپنے کا مزا کھوتی ہے جلدی میرے قاتل کی

اب بیدل اور سوز بیدل کے لئے ریاض کا اتنا کہہ دینا کافی ہے ؎

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

خان والا شان جناب احمد علی خان صاحب زور نبیرۂ محمد علی خان صاحب مشہور

بھوپالی تلمیذ حضرت مائل صاحب دہلوی مدظلہ العالی

| | |
|---|---|
| چھپا سوز بیدل سا دیوان آج | منور ہوا قصر اردو زبان |
| زور سے فکر تاریخ طبع | سر ترم کہہ دو - فروغ بیاں |
| | ۱۳۵۱ھ |

طوطیٔ ہند ابوالمعظم عالیجناب میرزا سراج الدین خان صاحب۔ سائل دہلوی!

خدا کا شکر ہے کہ ذوق خامہ فرسائی نے مجھے باون سال سے اپنا گرویدہ اور شیفتہ کر رکھا ہے۔ جب میری عمر پندرہ سولہ سال کی تھی تو استفادہ فن شعر میں نے حضرت میرزا عبدالغنی صاحب ارشد تخلص گورگانی سے کیا تھا جو خانوادۂ سلاطین ہند سے تھے۔ ان کی توجہ نے مجھے فن شعر کا ایسا فریفتہ کر دیا کہ ان کی وفات کے بعد حضرت جہان استاد فصیح الملک نواب مرزا خان داغ تخلص سے استفادۂ مذاق سخن کرنا پڑا۔ اس وقت تک کہ عمر میری ستسٹھ سال سے تجاوز ہے شغف شاعری جاری ہے۔ مختصر یہ کہ بڑی بڑی انجمنوں میں شریک اور شامل ہونے کا اتفاق ہوا اور بڑے بڑے کاملین فن کا ہمنشین ہوتا رہا فالحمد للہ تعالیٰ ایک مکمل اور مقدس ہستی سے جس کو روح و روان شاعری کہنا واجب ہے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ جن کا اسم گرامی محمد خان تھا۔ اور غریب تخلص فرماتے تھے۔ ذریعہ تعارف ہمدیگر خدا بخشے مرزا عزیز بیگ مرحوم تھے جو مختار عدالت ہائے ضلع و صدر سہارنپور تھے۔ مذاق سخنوری کے اعتبار سے غریب مرحوم اور میں ایک کا ایک مثنیٰ معلوم ہوتا تھا۔ اتحاد مذاق نے آپس میں وہ یگانگت پیدا کر دی کہ ایسی مثالیں دنیا میں نایاب ہیں۔ ملاقات آخر میں مرحوم نے مجھ سے وصیتاً یہ فرمایا کہ میرے بعد میرے تلامذہ کو اپنی اولاد معنوی سمجھنا۔ ان کے نام لینے والے خدا ان کو مدارج اعلیٰ عطا فرمائے مجھے بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا انھوں نے اپنے استاد کے عہد حیات میں مرحوم کو سمجھا

المختصر یہ تمہید اس وجہ سے حوالۂ قلم نہیں کی گئی کہ میں بحیثیت متحد العصر ہونے کے شیخ محمد ولاور صاحب بیدل تخلص کی تقریظ لکھوں۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ صوریًا اہلِ ذوق سے موصوف الصدر کی کلام کا تعارف اُن لفظوں میں کرتا ہوں جن میں غریب علیہ اللہ مقامہ کرتے اور معنًا اس وصیت کی پابندی کرتا ہوں جس کے لئے میں مغفور کی جانب سے وصی ہوں۔ بیدل صاحب صانعت اللہ ذوقہ وغیرہ باوجود اس کے کہ اردو کی دنیا سے دور رہتے ہیں لیکن اپنا کلام اہلِ سخن کے سامنے اس طرح پیش کر رہے ہیں گویا اہلِ زبان ہیں۔ کہاں پشاور کی بول چال اور محاورات اور کہاں مذاق زبان و ادب دہلی وجوار دہلی۔ یہ ان کی اکتساب اور خوش مذاقی طبع کی دلیل مبرہن ہے۔ اسباب میں مجھے یقین ہے کہ ان کا کلام مطالعہ کے وقت یہ پکار پکار کے زبانِ [illegible] سے کہدیگا کہ [illegible] سہارنپور کے چمن کا شاداب نہال ہوں جو ہمسایہ گلشن [illegible] ہے۔ بیدل صاحب کو جو [illegible] استاد مرحوم سے عقیدت تھی اسی طرح ان کا [illegible] [illegible] سا [illegible] ہے۔ اور مجھے جو اپنی اولاد معنوی سے مہر محبت ہے اس سے کم الفت ان سے نہیں ہے [illegible] کی مادری زبان سرحدی پشتو ہے مگر ذوق سلیم نے انہیں فارسی زبان سے بھی باز نہیں رکھا جستہ جستہ ان کا فارسی کا کلام بھی میری نظر سے گذرا جس کے مطالعہ نے مجھے بے حد محظوظ کیا اور مجھے کہنا پڑا کہ ان کا فارسی کلام بھی کسی طرح اہلِ زبان سے کم نہیں۔ آخر میں میری یہ دعا ہے کہ ہم دونوں میں تا امتدادِ حیات اللہ تعالیٰ ایسی ہی محبت و یگانگت رکھے جو ہے اور جو نہیں زیبا ہے۔ سیر ان کی کلام فصاحت

نظام کو مقبول طبائع اہل زمن فرمائے آمین ثم آمین۔

قطعہ تاریخ

دلاور نام بیدل شاعری کا عرف ہے سائل
سہارنپور آبائی پشاور اس کا مولد ہے
شریف اللہ رحم نے یہ عمل میں نام رکھا تھا

اسے میں جانتا ہوں پر شمر نخل چمن وہ ہے
مقدر جس جگہ ہے آب و دانہ اب وطن وہ ہے
علم ہے سوز بیدل جیسا کامرآت سخن وہ ہے
۱۳۵۱ھ

شاعر نازک خیال انا شہ عدیم المثال جناب میرزا سلطان محمد خان صاحب سلطان دہلوی
حال انسپکٹر پولیس پشاور

منشی شیخ محمد دلاور خان صاحب قریشی تخلص بیدل میرے قدیمی کرمفرما ہیں۔ اور اہل زبان ہونیکے باعث انکو اس خاکسار کے ساتھ ایک گہرا شغف ہے میرا بھی اصلی وطن دہلی ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء میں میرے بزرگ گردش زمانہ کے ہاتھوں دہلی سے نواح پشاور میں پہنچے شیخ صاحب بھی سہارنپور کے رہنے والے ہیں۔ ایسے دور دراز ملک میں دو اہل وطن کا مل بیٹھنا غنیمت۔ اور ان میں خاص محبت کا پیدا ہونا فطرتی امر ہے۔ شیخ صاحب کے والد بزرگوار شیخ عبدالقادر خان صاحب سہارنپور کے رہنے والے اور اپنے خاندانی وجاہت اور صاحب علم و فضل ہونیکے باعث شاہان مغلیہ کے دربار میں ایک خاص وقعت رکھتے تھے۔ اور آخر ان کا کمال علم ہی ان کے مسافر بننے کا باعث ہوا۔ غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے گورنمنٹ برطانیہ نے شیخ صاحب

کی علمی قابلیات کی وجہ سے انبالہ میں نظارت کا عہدہ انھیں سپرد فرمایا۔ ان دنوں میں لکھے پڑھے آدمیوں کی کساد بازاری تھی اور شیخ صاحب جیسے شریف النفس اور صاحب علم کا ملنا مغتنمات میں سے سمجھا گیا۔ شیخ صاحب وہاں سے ترقی کرتے ہوئے اسی سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں پشاور آ پہنچے۔ اس وقت اس غریب الوطنی میں فقط اُن کی رفیق حیات اہلیہ محترمہ تھیں۔ اور جی بہلانے کے لئے خدا نے ایک بچہ بھی عنایت فرمایا ہوا تھا مگر گردش زمانہ نے انھیں آرام کا سانس لینے نہ دیا۔ اور بہت جلد ان کی رفیق حیات یعنی اہلیہ محترمہ اُن سے جدا کر دی گئیں۔ مجبوراً شیخ صاحب نے پشاور میں دوسری شادی اعوان قوم میں کر لی جن کے بطن سے شیخ محمد دلاور صاحب پیدا ہوئے۔ مگر ابھی ان کے دودھ کے دانت ہی تھے کہ قریباً سات سال کی عمر میں والد بزرگوار کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا۔ اور کچھ دنوں بعد ان کے بڑے بھائی صاحب کا بھی انتقال ہو گیا۔ گویا شیخ صاحب کو یتیمی کا وہ فخر نصیب ہوا جو دنیا کے ایک بڑے سے بڑے مصلح کے حصہ میں آیا تھا۔ اور لطف یہ ہے کہ اب ان کے خاندان میں اردو بولنے والا کوئی بھی نہ رہا ہاں رگوں میں اردو زبان کا لہو جوش مار رہا تھا ہوش آتے ہی انھیں شعر و اشعار کی چاشنی کا مزا پڑا شیخ صاحب کو گو علمی فضیلت کے لحاظ اردو فارسی اور کچھ عربی میں خاصہ کمال حاصل تھا۔ شاعری کی طرف رغبت کا ہونا غالباً ان کے آبائی زبان کی محبت کی وجہ تھی۔ پشاور کے شعراء سے وقتاً فوقتاً ان کا تبادلۂ خیالات ہوا کرتا مگر ان کی پیاس نہ بجھتی۔ کیونکہ طبیعت کی بلند پروازی انھیں کسی دوسری طرف اُڑا لئے جاتی تھی۔

رفتہ رفتہ سال ۱۳۲۵ھ میں انھیں دوبارہ سہارنپور جانے کا اتفاق ہوا۔ اس دفعہ انھیں ایک ایسے خضرِ راہ۔ غریب نواز امیر الکلام حسان الہند حضرت محمد خاں غریبؔ سہارنپوری کی زیارت نصیب ہوئی جن کی علمی فضیلت اور اعلیٰ اخلاق نے شیخ صاحب کو گرویدہ بنالیا۔ یعنی شیخ صاحب کو ایک اعلیٰ انسان کی شاگردی کا فخر حاصل ہوا۔

حیرت ہے کہ شیخ صاحب پشاور میں پیدا ہوئے۔ اردو، فارسی، عربی کا علم یہیں کے افغان اساتذہ سے حاصل کیا۔ گھر میں اردو بولنے والا کوئی نہیں۔ ہم جلیس ان کے افغانی اور پشاوری میں گفتگو کرنے والے۔ غرضیکہ بظاہر اردو میں کمال حاصل کرنیکا کوئی ذریعہ نہیں مگر کلام کو دیکھو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ معلّی کے محاورات گویا رات دن وردِ زبان تھے۔ روزمرہ اور اصطلاحات کی طرف دیکھیں۔ تو دلی کی ٹھیٹھ ٹکسالی زبان ہاتھ باندھے حاضر ہے۔ فصاحت اور بلاغت کی داد تو ہندوستان کے بلند پایہ شاعر ہی دینگے مجھ سے بے بضاعت انسان کا یہ کام نہیں۔ اسی طرح فارسی میں جو موتی پروئے ہیں ان کے آب و تاب کا کیا کہنا۔ شمس العلماء حضرت رضوانی صاحب اور دیگر مشاہیر کو قندِ پارسی کا لطف حاصل ہوا ہوگا۔ اور چونکہ وہ اس فن میں کمال رکھتے ہیں اس لئے اسکی داد بھی وہی دینگے۔ ابتدا میں ان کی طبیعت کی تیزی اور رنگینی اسقدر تھی کہ کثرت سے آپ نے غزلیات لکھیں مگر ساتھ ہی لاپروائی کا یہ عالم کہ انھیں محفوظ کرنے کا خیال تک ندارد۔ وہ یہ کہ انھیں دل و دماغ میں اس قدر ذخیرہ دکھائی دیتا تھا کہ اس قدر بیش قیمت خیالات کے تلف ہو جانیکا انھیں کبھی فکر نہیں ہوا۔ شاید اگر سارے کا سارا کلام باقاعدہ کتابت میں

آجاتا تو حجم دیوان کا دگنا ہو جاتا۔

ان سب باتوں پر طرہ یہ کہ طبیعت میں حد درجہ کی سادگی اور فروتنی ہے۔ ایک صاحب متشرع۔ سادہ لباس افغانی۔ صوم وصلوٰۃ کے حد درجہ پابند۔ گویا فضل الٰہی سے سہ صفت موصوف ہیں باوجودیکہ چند جدید تہذیب کے دلدادہ دوستوں نے انھیں مشورہ دیا کہ وہ اپنی تصویر بھی ضرور شائع فرمادیں۔ مگر مذہب کے فدائی نے یہ نمائش پسند نہ کی۔

شیخ صاحب کی خواہش تھی کہ میرا نام بھی سوز بیدل کے کسی گوشے میں درج ہو کر تاقیامت زندہ رہے۔ گویا یہ ان کا مجھ پر احسان ہے کہ طباعت دیوان کی تاریخ کا جوش انھوں نے مجھ میں پیدا کر دیا۔ اور اپنی استطاعت کے موافق میں نے بھی چند شعر عرض کر دیے۔

## قطعہ تاریخ

سوزِ بیدل نے مچا دی وہ سخن والوں میں دھوم
حسبی اللہ اسے دلدادہ مردِ میدانِ سخن
ماشاء اللہ تو نے ہر مصرع میں وہ جادو بھرا
عرشِ اعلیٰ کی خبر لائے ترا پیکِ خیال
آج تجھ سا شاعری میں بول بالا ہے ترا
نظمِ سوقی کی لڑی ہر لفظ ہے دُرِّ عدن

کہہ اٹھے اہلِ علم جزاک اللہ اور سعدی و سحری
لاج رکھ لی آج تو نے کہتے ہیں پشاوری
حسن کے سنتے ہی اڑ آتی ہے شیشہ میں پری
جلوہ افگن ہے ترے شعروں میں صبحِ انوری
داد دی ہے جس نے پایا ہے وہ نقشِ برتری
شوق سے یہ کہیں اے فنِ سخن کے جوہری

مصرع تاریخ ہاتف نے کہا سلطاں سے
سوز بیدل سے ہے پھر کیا گرم ساز شاعری
۱۳۵۱ھ

جناب منشی ظہیر احمد صاحب ظہیر سنسارپوری ضلع سہارنپور

| | |
|---|---|
| سوز بیدل حضرت بیدل نے لکھا کیا ہی خوب | کیوں نہ لکھے شاعروں میں آج وہ سحبان ہے |
| ہائے بسم اللہ کے لیکر عدد لکھدے ظہیر | اللہ اللہ خوب ہے مرغوب یہ دیوان ہے |
| | ۱۳۴۹ + ۲ = ۱۳۵۱ھ |

دیگر

| | |
|---|---|
| لکھا وہ بیدل نے سوز بیدل کہ جس کے نادر ہیں سب مضامیں | کہاں سے الفاظ ایسے لاؤں کہ سوز بیدل کی کچھ ہو تحسیں |
| جو سر کو ابہام کو ملایا تو یک بیک یہ خیال آیا | برائے تاریخ بے محابا ظہیر لکھدے یہ ہے نظم رنگیں |
| | ۱۳۵۰ + ۱ = ۱۳۵۱ھ |

دیگر

| | |
|---|---|
| ایسی لکھی ہے نظم بیدل نے | جیسے لکھتے تھے ذوق و آتش و سوز |
| جبکہ ایسی یہ نظم ہے تو ظہیر | لکھدے اب نظم ہے یہ دل افروز |
| | ۱۳۵۱ھ |

جناب مولانا و اولینا مولوی عبد الحکیم صاحب مفتی و خطیب مسجد قاسم علی خان افغان شہر پشاور صوبہ سرحد شمال مغربی

الحمد للہ الذی انطق الانسان و علمہ البیان۔ وجعل بعض الافراد متزینًا من الشعراء برطب اللسان۔ وصلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علی خلقہ وصلی و کلماتہ علی افضل الانبیاء خاتم الرسل نبی آخر الزمان۔ وعلی

الہ واصحابہ واحبابہ ما تدارت القمران ۔ اما بعد فقد طالعت بعض
قصائد المصنفۃ الموسومۃ بدیوان سوز بیدل التی صنفہا اعجوبۃ
الشعراء المسمی بدلاور خان متخلص لخالص المعروف بمرزا بیدل
خان فوجدتہا منظومۃ اعجوبۃ القصائد کانہا منسلکۃ من الدراری
والیواقیت والمرجان ونظمہا الاکثریۃ مشحونۃ بحسن الفصاحۃ وکمال
البلاغۃ بافصح البیان ۔ فعجبت من طراوۃ لسان المصنف وحلاوۃ البیان
فقلت ہذا افضل اللہ العظیم المنان فیا عجبًا للفتی من حسن تصنیفہ
فجزاہ اللہ خیر توفیقہ ۔ قیل تاریخ عین تاریخہ بزائد الحمد علی
توصیفہ ۔ جاء تاریخہ بدون ثلث المطابق لوقت تصنیفہ ؎
ولما جاءت تنظیم القصائد الاکثریۃ بلسان الفارسیہ نقیل بالفارسیۃ

چو دلاور ست بیدل کہ ز سوز دل قصائد
دیوان سوز دل شد مشحون از فصاحت
از ہر طرف ندا شد احسنت یا حبیبا

تنظیم کرد وریا از جملہ فرائد
عجوبۃ القصائد بل جامع مقاصد
باد آفرین و تحسین از حد عد زیادہ

حررہ الاثیم عبد الحکیم خطیب جامع مسجد فتحپوری دہلی

جناب مولانا خواجہ محمد عبد الرؤف صاحب عشرت سیکرٹری بزم اصلاح سخن لکھنؤ
یادگار حضرت میر صاحب

اردو زبان اور اس کی شاعری آجکل دونوں زوال پذیر ہیں اس کا خاص سبب یہ ہے
کہ ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے جو بغیر تحصیل زبان مغربی تقلید کر کے ہماری زبان کو ...

گیا ہے۔ اور چونکہ ایسے ناواقفان جن کی تعداد بمقابلہ واقفان فن کے زیادہ ہے لہذا ان کی آواز بلند رہتی ہے اور اردو دن رات خراب ہوتی جاتی ہے ہمارے اسلاف نے جس پر ہیزگاری اور احتیاط سے تمام ہندوستان میں صحت کے ساتھ اردو کو پہنچایا اور آجکل کے تعلیم یافتہ اپنے علم و معلومات سے جسقدر اسے نقصان پہنچا رہے ہیں اسے دیکھکر بے اختیار رونے کو جی چاہتا ہے۔ نثر کو جانے دیجیے نظم کو دیکھیے تو اس کی خرابی اور بھی زیادہ ہو رہی ہے۔ ہر رسالہ میں ایسی نظمیں آپ کو انگریزی ترجمہ کی ملینگی جس کے مصنف مذاق سخن سے بیگانہ ہیں۔ مگر الحمد اللہ اس زمانے میں بھی کچھ لوگ ہیں جو شعرائے سلف کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ اور تخیل قدیم کو قائم رکھتے ہوئے اور میر سے امیر تک بنائے ہوئے راستے کو قبول کرتے ہیں اور شعرائے متقدمین کی توہین نہیں کرتے یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے زبان اور شاعری کو باقاعدہ حاصل کیا ہے اور اب تک شاعری کے صحیح جادہ پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ پر شکوہ نامانوس عربی فارسی کے الفاظ جمع کرکے بے معنی کلام کو رنگ غالب قرار دیکر علم جہالت بلند نہیں کرتے۔ وہ مشاعرے میں گا نے نہیں آتے نہیں اور علم موسیقی حاصل کرکے شاعری کے دعویدار نہیں بنتے وہ اس کا دعوی نہیں کرتے کہ شاعری بغیر سیکھے آسکتی ہے۔ ان کی شاعری سلسلہ بسلسلہ شعرائے سلف کے دامن سے وابستہ ہے۔ اس گروہ میں سے ہمارے کرمفرما جناب شیخ محمد ولا دوستا بہاری پیشاوری تلمیذ امیر الکلام مولانا نصیب مرحوم سہارنپوری بھی ہیں جن کی شاعری باسعنی اور ہنایت سلجھی ہوئی ہے۔ اردو فارسی دونوں زبانوں کے شاعر ہیں اور دونوں

میں اچھا کہتے ہیں۔ جتنا کلام میں نے سنا ہے اس سے مجھے اطمینان ہے کوئی شعر
نہیں بلحاظ علم عروض غلط نہیں۔ اس لحاظ سے مولانا غریب مرحوم کے صحیح جانشین بیدل ہو سکتے ہیں۔ اور مولانا غریب کے تمام شاگردان سے فیض اٹھا سکتے ہیں۔

عشرت

## قطعہ تاریخ

مشتاق سخن تھے سارے احباب — لو چھپ گیا اب کلام بیدل
ہے نظم کی خوبیوں سے مملو — تخئیل قدیم کے ہیں قائل
جو طرز امیر و داغ تک تھا — یہ بھی ہیں اسی روش میں شامل
ہر لفظ میں لطف ہے زباں کا — ہر بیت میں ایک بات داخل

تاریخ رقم کر دیہ عشرت
بے عیب بہار باغ بیدل
۱۳۵۱ھ

جناب منشی محمد سعید صاحب۔ تاریخ پشاوری سرحدی تلمیذ امیر الکلام حسان الہند
مولانا غریب صاحب سہارنپوری رح !

کون آخر نہیں انسانوں میں — سوز بیدل کے ثنا خواں لاکھوں ہیں
آج ہوتے جو یاں داغ و امیر — داد دیتے سخن دانوں [illegible]
بیخود و بسمل و نوح و عشرت — ہو گئے اس کے ثنا خواں لاکھوں
اس پہ نازش ہے زباں دانی کو — اس کے [illegible] زبان دانوں [illegible]

| | |
|---|---|
| کہیں توحید تصوف ہے کہیں | ہے تنوع نئے سامانوں میں |
| کیف آگیں ہے ہر اک شعر اس کا | مۓ گلرنگ ہے پیمانوں میں |
| کیوں نہ ہو یہ کلام بیدل | نئے انداز نئی شانوں میں |
| مختصر یہ ہے ستائش اس کی | خوب دیوان ہے دیوانوں میں |
| پئے تاریخ ہوئی جب مجھے فکر | آئی ہاتف کی ندا کانوں میں |
| منہ سے بیساختہ نکلا تاریخ | انکی شہرت ہے سخندانوں میں<br>۱۳۴۲ھ |

دیگر

| | |
|---|---|
| زہے سوز بیدل بہت لاجواب | ہے ہر شعر پیوستہ برجستہ خوب |
| کہا طبع کا سال فارغ نے بھی | چھپا طبع عالی کا گلدستہ خوب<br>۱۳۵۱ھ |

جناب احتشام الدین خان صاحب - فروغ لکھنوی تلمیذ حضرت مائل صاحب سندیلوی مدظلہ

| | |
|---|---|
| لو چھپ گیا آج اس کا دیواں | جو ہے فنِ شاعری میں کامل |
| ہے خوب فروغ مصرع سال | ہے باغ فنون کلام بیدل<br>۱۳۵۱ھ |

از نتائج الروحی الفنا وری جناب قاضی محمد عمر خان صاحب المدعو با بی البقاء

| | |
|---|---|
| "سوز بیدل" کے لئے کیا لکھوں | ہے قلم صورت نبض بیمار |
| ہر نفس سینہ میں اللہ اللہ | لالہ کاری سے ہے طاؤس شکار |
| ہاں دہد داد نوے "داد نو بہ" | "سوز" چوں بہ "زیر مشت افشار" |
| ترسم از دوست کہ ایں خاموشی | تا ندانند زرد و اسنگبار |
| باید ایک یکشم خار قلم | زانکہ پاشنہ آبلہ دار |
| سوز بیدل سے جناب بیدل | آج ہیں نیشکرستان یکبار |
| سال ہجری میں نکلتا ہے تاریخ | بیدل طوطیٔ شیریں گفتار |
| | سنہ ۱۳۵۱ھ |

* نوٹ :- آپ کا مصرع تاریخ حضرت نوح کے مصرع تاریخ سے توارد ہو گیا ہے۔

جناب حکیم قمیش احمد صاحب کیف قادری گنگوہی مقیم دہرہ دون تلمیذ
امیر الکلام حسان الہند حضرت مولانا غریب صاحب سہارنپوری

تاریخ دیوان ـ ادیب ـ نامی ـ شاگرد غریب صاحب بیدل قریشی

| | |
|---|---|
| کلام حضرت بیدل میں وہ حسن لطافت ہے | کہ ہر اک شعر کو آئینہ دار شاعری کہئے |
| یہ تاریخ دیوان کیف یہ مجھ سے کہا دل نے | کہ تصویر چمن جوش بہار شاعری کہئے |
| | ۱۹۳۲ء |

دیگر

| | |
|---|---|
| بیدل کی سخنگوئی ہے حاصل صد خوبی | پھر کیوں نہ کلام اس کا محبوب طبائع ہو |
| تاریخ کے پردہ میں ہے کیف و عادل سے | بیدل کا جو دیوان ہے مرغوب طبائع ہو |
| | ۱۳۵۱ھ |

جناب مفتی محمد عبدالقیوم صاحب کامل تلمیذ حضرت مائل صاحب سندیلوی مدظلہ العالی

| | |
|---|---|
| بیدل ذی قدر در ملک بیاں | خوب و زیبا گوہر معنی بسفت |
| کامل از ہاتف بجستم سال طبع | دفتر عشق جنوں انگیز گفت |
| | ۱۳۵۱ھ |

جناب منشی امام الدین صاحب لرزاں سندرپوری ضلع سہارنپور تلمیذ امیر الکلام حسان الہند حضرت مولانا غریب صاحب سہارنپوری لہ

الحمد للہ الذی کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ دیوان سوز بیدل مصنفہ علامہ زمان جناب مولانا شیخ محمد ولادر خاں بیدل کا اکثر حصہ میں نے دیکھا اور کچھ حصہ خود مولانا نے مجھکو سنایا۔ مولانا نے مجھ سے فرمائش کی کہ چند سطور اس کی تعریف میں قلمبند کروں۔ میری علمی ادبی بے بضاعتی مجھکو ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ میں اس میں خامہ فرسائی کروں۔ مگر بہ تعمیل ارشاد دو چار سطور قلمبند کرتا ہوں۔ آفتاب عالمتاب کے سامنے ٹمٹماتی ہوئی شمع کا لانا عبث اور بے فائدہ ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب مولانا نے اپنے دیوان کے دو حصے فرمائے ہیں ایک حصہ اردو میں ہے اور دوسرا فارسی میں قریب قریب گہری نظر سے میں نے دونوں دیکھے۔ مولانا نے اپنے

کمال اور علم سے تمام انواع شاعری پر روشنی ڈالی ہے۔ تصوف، عشق، اخلاق، تمدن غرضیکہ تمام اقسام کو مولانا نے اس دلکش انداز سے بیان فرمایا ہے کہ حسن تخیل سلاست زبان متانت بیان خوبی ترکیب کو دیکھکر قند مکرر کا ذائقہ آتا ہے۔ اور پھر صنائع لفظیہ اور بدائع معنویہ سے تو گویا چار چاند لگا دئے ہیں۔ الفاظ کی فصاحت مضامین کی بلاغت اور آپس میں ان کی بندش اور باہمی ترتیب اتنی دلربا معلوم ہوتی ہے گویا وہ نظم نہیں بلکہ ایک سچے موتیوں کا ہار ہے جس کو قضا و قدر نے مولانا کے دست مبارک سے گندھوایا ہے۔ تغزل کا اصل جوہر اور عنصر سوز ہے۔ اس صفت میں دیوان سوز بیدل اسم بامسمیٰ ہے غزل کا ہر شعر مجسمہ سوز و گداز ہے۔ خدائے قدوس مولانا کو جزائے خیر دے اور انکے دیوان کو تشنگان سخن کیلئے مائہ حیات اور سرمایہ زندگی بنائے۔ آمین یا رب العالمین چند خذف ریزے اس کی تاریخ میں عرض کئے ہیں۔ جو ہدیۂ ناظرین ہیں۔

## قطعۂ تاریخ

| | |
|---|---|
| بھائی بیدل نے کر دیا بیخود | مجھکو لرزاں سناکے سوزِ دل |
| سال تاریخ سن کے ہاتف سے | کہدیا نظم دل فروز دل |
| | ۱۳۵۱ھ |

نتیجۂ فکر

| | |
|---|---|
| چھپ گیا سوز حضرت بیدل | اس زباں پر بڑا کیا احساں |
| اس کے اعداد میں لکھتا ہوں | جانشین غریب کا دیواں |
| | ۱۹۳۲ء |

جناب مولانا اولیا مولوی لطف اللہ صاحب جہانگیروی ضلع پشاور - او - ٹی -
اسلامیہ ہائی سکول پشاور فاضل دیوبند

اردو زبان ہمارے زمانہ میں جسطرح عالمگیر ہو رہی ہے اور جدید و قدیم علوم اور اصلاحات کو ملنساری اور فراخ حوصلگی سے اپنے اندر جذب کر رہی ہے اس سے امید واثق ہے کہ یہ زبان ایک دن ہندوستان کی مسلمہ زبان قرار پائیگی - ہمارے صوبہ نے تو بالخصوص مدت سے اس زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دیا اور صوبہ کی متحدہ زبان کو اردو تسلیم کر لیا ہے - مگر ابھی اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ اس زبان کی خوبیاں اہل ملک کے ہر چھوٹے بڑے اشخاص کے دلوں میں گھر کرلیں - تاکہ ہندوستان کے اہل زبان صوبہ سرحد کے باشندوں کو اپنے شریک و مساہم ہونے کا اقرار کرتے ہوئے ان کی قدردانی فرمائیں جیسے کہ اہل پنجاب کے تعلیم یافتہ - ادبی ماہر اور شعراء نے اہل ہند کو اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے - زبان کی ترویج اور فصاحت و بلاغت اور کسی زبان میں اپنی قادر الکلامی دکھانے کا بہترین ذریعہ شعر و شاعری ہے اس لئے اہل سرحد کے لئے یہ خیال ٹھیک سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبہ کے نازک خیال حضرت بیدل نے جن کا مولد و مسکن پشاور ہے اور یہیں انھوں نے نشو و نما پائی ذبا وجودیکہ روزمرہ ان کا پشاوری یا افغانی زبان تھا اپنی موزونی طبع اور شوق شاعری کے باعث وہ رجستہ اشعار کہنے شروع کئے کہ ہندوستان کے

شعرائے بلند پایہ بھی ان کا لوہا مان گئے اور کہ سرحد کے شعر و سخن کا یہ شہسوار کسی بات میں اہل زبان سے پیچھے نہیں۔ آپ نے حال ہی میں اپنے اشعار کے منتشر اوراق دیوان سوز بیدل کی صورت میں جمع کر کے ملک اور قوم بلکہ اردو زبان پر ایک عظیم الشان احسان کیا ہے۔ میں اہل سرحد سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے ایک ہموطن کے خیال کی قدر فرمائیں۔ اور نہ صرف واہ واہ پر ہی اکتفا فرمائیں بلکہ عملی داد بھی دیں۔ تاکہ آئیندہ اس قسم کے باکمال حضرات کی حوصلہ افزائی ہو۔ افسران محکمہ تعلیم سرحد سے بھی توقع ہے کہ وہ اس دیوان کو اچھی چھان بین کی نگاہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ اور اگر اس میں وہ سب کمال موجود ہوں جو موجودہ تعلیم کے لئے ضروری ہیں تو پھر از راہ کرم گستری ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں کہ ہمارا محکمہ تعلیم ہمارے اپنے صوبہ سرحد کی خوبی کے تسلیم کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا۔

(مولوی لطف اللہ جہانگیروی۔ او۔ ٹی۔ اسلامیہ ہائی سکول پشاور۔
فاضل دار العلوم دیوبند

عطیہ فخر العصر عالیجناب سید عبد الجلیل صاحب مائل سندیلوی مدظلہ العالی صدر انجمن [illegible] ذوق بزم ادب بھوپال

ہوا چھپ کے تیار دیوان وہ آج
کہ مشتاق تھا جس کا ہر خاص و عام
یہ خوبیٔ الفاظ یہ حسن فکر
نہ اہل نظر کا ہو کیوں اژدحام
یہ اسلوب بندش یہ اوج خیال
فصاحت بلاغت کا یہ اہتمام
[illegible]
دل آویز دلچسپ مضمون تمام

| | |
|---|---|
| کہیں مستی چشم صہبا فروش | کہیں جوشش بادۂ لالہ فام |
| کہیں جلوۂ خندۂ دلنواز | کہیں نالۂ عاشقِ تلخکام |
| کہیں آرزوہائے شام وصال | کہیں صبح عشرت تمنا بدام |
| کہیں اضطرابِ شب انتظار | کہیں منظرِ عیش بردوشِ شام |
| کہیں بزم ساقی میں پینا حلال | کہیں درد فرقت میں پانی حرام |
| یہ دیوان ہے خمخانۂ اہلِ ذوق | مضامین بادہ ہیں الفاظ جام |
| زمانے میں ہے آج کس کو نصیب | یہ حسن بیاں اور طرز کلام |
| ملا مجھ کو بھی حکم تاریخ کا | طباعت کا جب دم ہوا انتظام |
| لکھی میں نے مائل یہ تاریخ طبع | کلام گرامی فصاحت نظام |
| | ۱۹۳۲ء |

دیگر

| | |
|---|---|
| چھپ گیا دیوان اس استاد کا | جس کی ہر اک بات جانِ حسن و عشق |
| اے زہے طبع گرامی و بلیغ | رازدار و نکتہ دانِ حسن و عشق |
| ہوگیا ہر قلب وقف سوز و ساز | اللہ اللہ یہ بیانِ حسن و عشق |
| ہر ورق آئینۂ رنگِ بہار | ہر غزل روحِ روانِ حسن و عشق |
| ہر سخن تاثیر میں ڈوبا ہوا | ہر بیاں ہر طرز شانِ حسن و عشق |
| قدر کرلیں دل سے آج اہل جہاں | پھر کہاں یہ ترجمانِ حسن و عشق |

| | |
|---|---|
| سعیِ مائل سے ہوئی تاریخ خوب | ہے یہ دیوانِ داستانِ حسن و عشق ۱۳۵۱ھ |

ناثر باکمال شاعر نازک خیال جناب منشی محمد قسیم صاحب دفتر قانونگو تحصیل چارسدہ ضلع پشاور:

غور سے کھول کے تم دیدۂ بینا دیکھو :: ذرہ ذرہ میں رُخِ یار کا جلوہ دیکھو

بہ نظرِ غور و انصاف اگر دیکھا جائے۔ تو ہم اہلِ سرحد کو جو بالعموم ذاتیات اور نفسیات کے بندے ہیں۔ اس مبارک اور قابلِ فخر موقعہ پر اپنی خود غرضی کے موسم زدہ گلدستہ کو زینت طاق نسیاں بنا کر متحدہ اور مجتمع طور پر ناز کرنا چاہیے۔ کہ آج اس دور خود فراموشی کے باوجود ہم اس سنگلاخی قطعہ زمین میں جو ہندوستان کے لئے باعث ننگ و عار سمجھا جاتا رہا ہے۔ باراول ایک ایسے شگفتہ و شاداب باغ کی سیر کر رہے ہیں جس کے پھولوں اور غنچوں کی مہک دور دور تک شائقین اور قدردانوں کے دماغ کو معطر کر رہی ہے

زمین کی ناہمواری اور موسم کی ناخوشگواری کے باوجود جس مستقل مزاجی اور سینہ سپری سے حضرت بیدل نے ان نازک پودوں کی آبیاری اپنا خون پسینہ کر کے کی۔ کہ جن کی نظر فریبی ایک غنچہ کی شکل میں اپنے تماشائیوں کے لئے جاذب نگاہ ثابت ہو رہی ہے قابلِ داد ہے۔

ایک مالی اپنے وسیع باغ کی سرسبزی کے لئے اسقدر قابلِ ستائش نہیں جتنا کہ ایک ناتجربہ کار بچہ اپنے صحن کے پھولوں کو تر و تازگی اور باقاعدگی سے رکھنے پر بزرگوں کی تحسین کا سزاوار

مصنف کی اردو تصنیف کو دیکھکر دیگر احباب کی طرح آنکھیں کھل گئیں کہ بالآخر موروثی جوہر چمک کر ہی رہا۔ مگر جب فن پارسی کی چاشنی سے لب شناسا ہوئے تو بیساختہ یہی کہنا پڑا۔ کہ یہ حلاوت و شیرینی وطنی اور موروثی نہیں۔ بلکہ خداداد ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یقین ہے کہ ناظرین کرام اس ذرۂ ناچیز کی رائے کو دنیوی رشتۂ و تعلق سے وابستہ نہ سمجھینگے۔ بلکہ بے ریاء۔ جس کا ثبوت ان کو اپنے سینوں کے آئینوں میں بشرطیکہ غبار آلودہ نہ ہوں، نمایاں اشکال میں ملیگا۔

دعا ہے کہ سرحد متگذار علم و ادب کی دلی مرادیں برآئیں۔ اور وہ بھی آسمان شہرت پر درخشندہ ستاروں کی طرح چمکے دمکے۔ آمین۔

جناب مولانا اولیا سید محمد یوسف صاحب فاضل دیوبند قائمقام ناظم جمعیۃ العلمائ صوبہ سرحد شمال مغرب

الحمد للہ الذی خلق الانسان و علمہ البیان والصلوٰۃ والسلام علی افخم نبی عدنان و قحطان و علی الہ و صحبہ العالمین بالقرآن و ھداۃ الخلق باجمع بیان و تبیان

اما بعد خدائے قدوس کی غیر محدود نعمتیں ہمیشہ انسان پر رہی ہیں۔ انسان ہمیشہ خدا کے لامتناہی احسانات کا مورد بنا رہا ہے حق تعالے نے انسان کو جس بڑی سے بڑی نعمت سے نوازا اور بہائم و حیوانات کی صفوں سے نکالکر اسے امتیاز بخشا اور مسند عزت و تکریم

پر اسے بٹھا کر علاوہ ازیں جو فرمایا وہ صرف قوت بیان ہے اور یہی چیز انسانی کمالات اور اکثر فضائل کا محور رہی ہے۔ گراں بہا خیالات و جذبات کا اظہار اسی بیان سے ہوتا ہے علوم و فنون کا اظہار اسی بیان سے ہوتا ہے۔ دنیا کے مختلف زبانوں میں ہمیشہ انسان نے عالم انسان کو اس سحر بیانی سے مسحور کر کے اپنا گرویدہ بنایا۔ دنیا میں ہمیشہ انشا پردازی اور شعر طرازی نے اعجازی کرشمے دکھائے غرضیکہ مختلف محاسن و فضائل کا مدار اس گویائی اور بیان پر رہا ہے اس زور بیان نے اقوام عرب کو ممتاز کر کے ساری دنیا کو عجم کا لقب دیا تھا۔ پھر اقسام بیان میں سب سے موثر سب سے مسخر نما فطرت بشری اور طبیعت انسانی کو متاثر بنانے والی چیز اور فطری جذبات کے ابھارنیوالی چیز وہ صرف شعر و شاعری ہے جو کسی زمانہ میں سلطنتوں کے فتح و شکست مقاصد و حاجات کی تکمیل کا زیادہ تر اسی پر حصر تھا اور سچ تو یہ ہے کہ اس میدان کی شہسواری کا تاج شعراء عرب ہی کے سروں پر رکھنا چاہیئے جو اس فن کے استاد اول رہے ہیں۔ اور شعراء فارس ان کے خوشہ چین ہیں اور شعراء ہند دونوں کے زلہ ربا ہیں۔ سرزمین ہند نے بھی ہر عہد میں قریب قریب عمدہ سے عمدہ شاعر پیدا کیئے جیسکے اخیری عہد میں زیادہ قابل ذکر ہیں۔ اور سرزمین سرحد نے بھی فارسی، اردو، پشتو میں نہایت قابل قدر اور قابل فخر شعراء پیدا کیئے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ماحول کے ناقدر شناسی کی وجہ سے خمول اور گمنامی میں رہے۔ سرحد کے موجودہ دور کے قابل قدر شعراء میں ہمارے مکرم و محترم میرزا دلاور خان بیدل کا نام صف اول میں آنا چاہیئے۔ آپ نے اپنا ایک دیوان موسوم بسوز بیدل مرتب فرمایا ہے۔ جو فارسی و اردو غزلیات اور متفرق اشعار

کا گنجینہ ہے جسے خود جناب مرزا صاحب موصوف کی زبان سے مختلف مقامات سے مختلف
اقسام کا کلام سنا جس سے نہایت محظوظ ہوا۔ جہانتک میں سمجھ سکا ہوں زبان نہایت
شستہ نہایت سلیس بے تکلف ہے۔ برجستہ برمحل عمدہ عمدہ محاورات پر مشتمل ہے۔ الفاظ
تو بالکل نکھرے ہوئے رواں ہیں تخیل دقیق اور پاکیزہ ہے گویا کہ بیدل اول کا عکس
بیدل ثانی پر پڑا ہے۔ جتنے ان کے اشعار مشکل و مغلق ہیں اتنے ہی ان کے اشعار سہل و
آسان ہیں۔ مجھ سے جناب مرزا صاحب نے فرمایا کہ اس پر کچھ لکھوں ہر چند کہ معذرت کی
کہ میں اس میدان کے شہسواروں میں سے نہیں ہوں اور اس فن کی لطف اندوزی سے
کما حقہ محروم ہوں لیکن معذرت کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی اور ان سطروں کے لکھنے پر مجھے مجبور کیا
گیا میں امید کرتا ہوں کہ اس محفل سے نشاط اندوز حضرات اس متاع گراں کی قدر کرکے
مرزا صاحب کو داد دینگے۔ ہر گوشہ دلفرہ احسنت نظیری نیست اگر از مردہ صد سالہ سخن
الراقم احقر محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ مولوی فاضل دار العلوم دیوبند قائم مقام ناظم

جمعیۃ العلماء ... 

حضرت الشعراء ناثر الملک پروفیسر نارائن پرشاد ورما ناظر جانشین فصیح الملک حضرت داغ دہلوی
اعلیٰ اللہ مقامہ ...

شاعران لغز گو میں آج کل
یہ دلیری ہے کس لطف کی
سہہ ڈالے ہیں سیار پور کے
ہیں یہ تلمیذ غریب نکتہ دان
ماننے ہیں یہ فصیح الملک کو

حضرت بیدل ہیں اک تو شعر کا امام
ہیں یہ بیدل ہے ذلا و دال کا نام
اور رکھتے ہیں پیشا ور میں قیام

اور جو ان سے ہوئے ہیں فیضیاب — کرتے ہیں ان کا بھی دل سے احترام
دل سے ہیں دلی کی بولی پر فدا — ورد ہے لب پر اس کے صبح و شام
ہیں یہ قادر نظم کی ہر صنف پر — ہو غزل یا ہو رباعی یا سلام
واقف فن رموز شعر ہیں — جانتے ہیں خوبیاں اس کی تمام
ہیں غرض بیدل نہایت پختہ کار — مانتے ہیں اس کو سارے خاص و عام
ہو جو بیدل ان کا دیوان بے بدل — چھپ رہا ہے اب بہ حسن اہتمام
فارسی، اردو جو [illegible] اس میں ہے — شغل جوڑا ہے وہ پیکر یہ کلام
خوب لکھا ہے انہیں صراف نے — ہو نہیں سکتے ہیں کچھ اسکے دام
بیشک پردہ نشیں کے دھیان میں — دل سے آنکھوں کا لیا ہے خوب کام

چال سے طاؤس کی دیکر مثال — حسن والوں کا دکھایا ہے خرام
اف رے جذبہ عشق کی یکرنگیاں — کفر و دیں رکھتے ہیں اب ایک نام
گو یہ حسن و عشق کا میخانہ ہے — ہیں مئے عرفاں کے بھی کچھ اس میں جام
یہ دو رنگی اس کی کرتی ہے عیاں — ہوگا یہ دیوان مقبول انام

اس کے چھپنے کا کہو یہ سال مصرع
حضرت بیدل کا ارفع ہے کلام
۱۹۳۳ء

جناب بابو روپ کشور صاحب نامی سہارنپوری سکریٹری انجمن ادب و سہودوں تلمیذ
امیر الکلام حسان الہند حضرت مولانا عزیز صاحب سہارنپوری

ہو نہ مقبول کیوں دیوان بیدل — کہ ہے مشہور اس کی خوش کلامی

| | |
|---|---|
| اگر ہے فکر تاریخ اشاعت | عمل پر سوز بیدل لکھدو نامی ۱۳۵۱ھ |

دیگر

| | |
|---|---|
| معانی بلند اور الفاظ شیریں | بہت کیف زا ہیں مقالات بیدل |
| وہ نادرت بیاں ہیں کہ دل معترف ہے | ہے دیوان بیدل کرامات بیدل |
| سر دل سے کہدو یہ تاریخ نامی | ہوں مقبول بالا خیالات بیدل ۱۳۵۱ھ |

صاحب التاج الشعراء فصیح العصر ناخدائے سخن جناب منشی محمد نوح ناروی ضلع الہ آباد
جانشین فصیح الملک حضرت داغ صاحب دہلوی

| | |
|---|---|
| آج بیدل کا چھپا وہ دیوان | جس میں بیشتر بیت ہیں سارے اشعار |
| مصرع سال یہ لکھدو اے نوح | ہے دل طوطی شیریں گفتار ۱۳۵۱ھ |

نیاز مند نوح از نارہ ضلع الہ آباد - ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۲ء

جناب مولانا اولینا قاضی نور حسین صاحب امام و قاضی جامع مسجد فتح جنگ
ضلع کیمل پور مدظلہ

الحمد للہ الذی ما اعظم شانہٗ و اجلی برھانہٗ - والصلوٰۃ علے
سید انبیائہ والسلام علیٰ اولادہ واحبابہ - اما بعد فانی قد رأیت

الديوان المسمى به سول بيدل توجدت في اشعارها تجلي الاذان
من سماع غيرها بها تتبصر البصر ويتلمس نورها او تقرع القلب
وتزداد حبورا اذا ردع فيها من خيالات لطيفة شريفة واسعة
بليغة منيفة لمثلها تشتاق قلوب الشعراء وتميل اليها اسماع الادباء
واني هنأت الديوان المذكور ... لله الظهور الى يوم
النشور هذا غاية المأمول ونهاية المسؤول وحسبي الله ونعم
الوكيل نعم المولى ونعم النصير ... [illegible]

جناب محمد وکیع صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی ... [illegible]
تلمیذ حضرت ... صاحب ... [illegible]

| | |
|---|---|
| چو مطبوع شد این کلام گرامی | [illegible] |
| وکیع از پئے سال چوں فکر کردم | [illegible] |

جناب منشی لب علی صاحب اثر سرساوی ضلع سہارنپور کے تاریخی اشعار جو کتابت سے سہواً رہ گئے تھے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :-

ازہر شعر تاریخ است !

حضرت بیدل دلاور خاں کا دیواں دیکھ کر
وہ تخیل کا ہے اب آگے مرے جم غفیر
۱۳۵۱ھ

ساتھ لیکر اپنے بسم اللہ کے سر کے عدد
لکھ رہا ہوں آج میں۔ تازہ تواریخ منیر
۱۹۳۲ء

اے دبیر آسماں لے دیکھ یہ دیوان ہے وہ
حسن کا ہے مطلع بھی اشک مطلع بدر منیر
۱۳۵۱ھ

دیکھنے میں تو یہ چند اوراق کا مجموعہ ہے
لیکن اے دل دہلی کا ہے یہ گنج خطیر
۱۳۵۱ھ

کیا قلم میں تاب جو اوصاف اس کے لکھ سکے
ہے مرے نزدیک یہ دیوان بیدل بے نظیر
۱۳۵۱ھ

دیکھتے تھے لوگ پہلے میر کے دیوان کو
ہے اب زیبائے داد ہر صغیر و ہر کبیر
۱۳۵۱ ہجری

عیسوی سن کا اثر تھا فکر یا لفت سے کہا
صنعت منقوطہ میں لکھ۔ ہے یہ نظم بے نظیر
۱۹۳۲ء

تمت بالخیر

زیر سرپرستی

عالیجناب اخونزادہ محمد افضل خان صاحب پروپرائیٹر افضل المطابع پشاور میں

چھپا

# مرسلہ فہرست کتب عربی

| نام کتاب | قیمت |
| --- | --- |
| **قرآن شریف** | |
| قرآن شریف ۹ سطری مجلد پارچہ | عہ ر |
| قرآن شریف ۵ سطری مجلد پارچہ | ۱۰ ر |
| قرآن شریف تحتی مجلد پارچہ | عہ ر |
| [illegible] شریف نقل نظامی | |
| مجلد کاغذ گنسہ مجلد چرمی | صہ ر |
| قرآن شریف نقل نظامی | |
| قیومی مجلد چرمی | للعہ ر |
| قرآن شریف پنج مجلد چرمی | سے ر |
| قرآن شریف مترجم چرمی | للعہ ر |
| قرآن شریف جلی قلم مترجم مجلد چرمی | [illegible] |
| قرآن شریف جلی قلم مطبع لاہور | سے ر |
| حمائل شریف مجلد چرمی | ۱۴ ر |
| حمائل شریف ترجمہ مولانا | |
| اشرف شمائل [illegible] صاحب | [illegible] |
| حمائل شریف [illegible] | [illegible] |
| حمائل [illegible] | [illegible] |

| نام کتاب | قیمت |
| --- | --- |
| حمائل تعویذی | ۱۲ ر |
| ہفت سورہ مترجم | ۶ ر |
| **حدیث اہلسنت** | |
| تیسیر القاری شرح صحیح بخاری | |
| جلد پنجم پنج پارہ | سے ر |
| منہاج تحجر قسطلانی مترجم | ۸ ر |
| جامع الرموز | عـہ ر |
| قسطلانی شرح صحیح بخاری | [illegible] |
| مشکوۃ شریف | ۱۴ ر |
| قاسم الرسول | ۱۲ ر |
| **طب** | |
| شرح اسباب ہر دو جلد | ۱۴ ر |
| نفیسی کلیات | [illegible] |
| مسالجات نفیسی | سے ر |
| حسیات قانون | ۶ ر |
| کنز الحکما | ۳ ر |
| فروق الامراض | ۳ ر |
| قانونچہ | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] الصناعہ | ۸ ر |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | ۱ ر |

| نام کتاب | قیمت |
| --- | --- |
| کتاب الاکسیر | ۸ ر |
| اقصرائی | سے ر |
| رسالہ فصد | ۱ ر |
| زہراوی | [illegible] |
| سدیدی مقام درس | عہ ر |
| سدیدی کامل | سے ر |
| در نفیس علم طب | ۱۴ ر |
| **صرف** | |
| رسالہ تحقیق ہمزہ و اعلال | ۳ ر |
| شافیہ | ۸ ر |
| نوادر الاصول | عہ ر |
| زنجانی | ۳ ر |
| مراح الارواح | ۳ ر |
| میزان الشعب | ۳ ر |
| [illegible] | ۳ ر |
| شرح پنج گنج | ۳ ر |
| تبیان شرح میزان | ۳ ر |
| [illegible] | ۴ ر |
| [illegible] | [illegible] |
| [illegible] | [illegible] |

# رسالہ تصانیف مولانا خواجہ محمد عبد الرؤف صاحب عشرت لکھنوی

**ہندو شعراء** - یہ کتاب ابھی چھپی ہے۔ تین سو پچاس ہندو شاعروں کا اردو کلام اور حالات شاعر کی قوم پیشہ تعلیم عمر اور پورا پتہ بتایا ہے۔ کلام کا انتخاب اس قدر سخت کیا ہے کہ ہر شاعر کے مایہ ناز اشعار صرف اس تذکرے میں مل سکتے ہیں۔ دوسرے تذکرہ نویسیوں کی طرح خوگیر کی بھرتی نہیں ہے۔ ہر شعر تیر و نشتر ہے۔ کسی شاعر کا کوئی شعر آپ کو کمزور نہیں ملیگا۔ مبتدی شاعر اس سے بہت فایدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کوئی تذکرہ آج تک ایسا جامع اور مانع نہیں ہوا۔ دریا کو کوزے میں بھر دیا ہے ہندوستان کے اردو زبان جاننے والے ہندو شاعروں کی بہترین تاریخ ہے۔

قیمت فی جلد ایک روپیہ

**آب بقا** - تذکرہ شعرائے ماضی و حال تقریباً ہزار منتخب کلام سے مع خمخانہ عشرت عہ/

**قواعد میر** - ملک الشعراء [illegible] مرحوم کے سینہ بسینہ اردو زبان کے سربستہ [illegible] قاعدے ۴ر

**اصلاح زبان اردو** - [illegible] الفاظ اور محاورات کی تحقیق بمذاق ناسخ اور امیر [illegible] ۴ر

**شاعری کی کتاب** - ۳ جلدوں میں فن عروض کی تمام مبہم قاعدے تقطیع کا اصول ہر مبتدی و [illegible] استاد شاعر کامل بن سکتا ہے مکمل سیٹ عہ/

**لغات اردو** - مکمل چار جلدوں میں [illegible]

**زبان داں** - اردو تحقیق مستند فصیح اور غیر فصیح الفاظ کی تحقیق ۴ر

**زبان اردو** - اردو ہندی کی حقیقت۔ الفاظ کا فرق۔ محاورات کی تحقیق

**ہمجولی** - شریف بی بیوں کی تعلیم کی ضروری کتاب بہ ترمیم و اضافہ جدید عہ/

**ہمجولیا** - جلد دوم خوشی اور آرام سے زندگی بسر کرنے کا قاعدہ۔ زن و شوہر کی محبت شادی کے صرف بیجا کے نقصانات۔ تعلیم نسواں کا فایدہ۔ خانہ داری کے اصول ۔ ۲ر

**مضمون نویسی** - اردو عبارت لکھنے کا قاعدہ

**ترجمان پارس** - اردو سے فارسی بنانے کا قاعدہ ۴ر

**منیجر عشرت بکڈپو احاطہ خانساماں لکھنؤ**

۷۸۶

# مژدہ روح افزا

قدردانانِ علم و فن و مشتاقانِ شعر و سخن پر واضح رہے کہ یہ دیوان سوزِ بیدلؔ اردو، فارسی - اپنی نوعیت و خصوصیت کے لحاظ سے صوبہ سرحد میں پہلا دیوان ہے جو چھپکر تیار ہو چکا ہے - اگر اسے علم و ادب کی کان اور زباندانی کی جان کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا جس پر مشاہیرِ عصر و اساتذہ دہر کی مواہیر تسلیم ثبت ہیں - اور ان کی قیمتی رائیں اور تقریظیں و تاریخیں دیوان کے آخری حصہ میں شامل دیا ہیں - امید کہ علم ادب کے دلدادہ اسے خرید کر مصنف کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے - ملنے کا پتہ :-

دیوانخانہ بیدلؔ پشاوری واقعہ محلہ ملال نقش گذر گنج

الملتمس: محمد قسیم شیدا پشاوری

کتبہ شبیر احمد خان